

سرکاری رپورٹ (مباحثات)
پانچواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 18 دسمبر 2018ء بروز میگل بہ طبق 10 ربیع الاول 1440 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	08
3	رخصت کی درخواستیں۔	30
4	تحریک التوانہ 1 می جانب جناب نصر اللہ خان زیرے، ممبر بلوچستان صوبائی اسمبلی۔	34

ایوان کے عہد پیدار

اپنیکر میر عبدالقدوس بزنجو
ڈپٹی اپنیکر سردار بابرخان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔ جناب شمس الدین
ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔ جناب عبدالرحمن
چیف رپورٹر۔۔۔۔۔ جناب مقبول احمد شاہوانی



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 18 دسمبر 2018ء بروز منگل بہ طابق 10 رجع الاول 1440 ہجری، بوقت سہ پہر 3 بجکر 05 منٹ پر زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، قائم مقام اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

قائم مقام اسپیکر:

السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با تقدیر تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغْرِنَنُكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَقُفْةٌ وَلَا يَغْرِنَنُكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ هُوَ إِنَّ
الشَّيْطَنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا طِ اِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيُكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعْيِ طِ
الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ طِ وَالَّذِينَ امْنَوْا وَعَمِلُوا الصِّلَاحِ
لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ طِ

﴿ پارہ نمبر ۲۲ سورۃ قاطر آیات نمبر ۵ تا ۷ ﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ اے لوگو! بیشک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے، سودہ دکھائے تم کو دنیا کی زندگانی اور نہ دغا دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغا باز۔ تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو ٹم بھی سمجھ رکھو اس کو دشمن وہ تو بُلاتا ہے اپنے گروہ کو اسی واسطے کہ وہ دوزخ والوں میں۔ جو منکر ہوئے ان کو سخت عذاب ہے، اور جو یقین لائے اور کیتے بھلے کام اُنکے لیئے ہے معافی اور بڑا ثواب۔
وَمَا عَدَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جزاک اللہ۔ لسم اللہ الرحمن الرحيم۔

نواب محمد اسلم رئیسانی: جناب اسپیکر صاحب! میڈیا کے دوستوں نے ہمیں یہ گوش گزار کرایا کہ میڈیا ہاؤسنر سز سے کوئی سائنھ یا ستر ہمارے لوگوں کو نوکریوں سے فارغ کر دیا ہے جو بہت افسوس کی بات ہے۔ اور ایک طرف تو ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی ایک کروڑ نوکریاں آنے والی ہیں یا آئینے گی یا اس کو بھی مشین میں بنا رہے ہیں اور ایک طرف جو ہمارے لوگ بالکل روزگار پر لگے ہوئے ہیں، میڈیا ہاؤسنر میں اخبارات میں یا ٹیلی ڈیجیٹ میں ہیں، انکو نوکریوں سے نکال دیتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! آپ مہربانی کر کے اس منئے کا آپ نوٹس لیں اور آپ جو بھی میڈیا کے لوگ ہیں، آپ ان سے رابطہ کریں۔ آپ ان سے کہیں کہ ہمارے لوگوں کو مہربانی کریں آپ نوکری سے مت نکالیں۔ اگر عمران خان نے کوئی ایک کروڑ نوکریوں کا کہا تھا وہ پنجاب میں بھی نوکریاں دیں گے۔ تو ہاں سے لوگوں کو نوکریوں سے نکالیں لیکن ہمارے لوگوں کو نوکریوں سے نہیں نکالیں۔ جناب اسپیکر! آپ نوٹس لیں آپ ان سب کو طلب کر کے تنیبہ کریں کہ ہمارے لوگوں کو نوکریوں سے فارغ نہیں کیا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: دو، تین ممبر زیارت میں میڈیا والوں نے واک آٹ کیا ہوا ہے۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر ملکہ خوراک، سماجی بہبود اور نان فارمل ایجنسیشن): سب سے بڑی خوشی ہوتی ہے جناب اسپیکر! جب سے ہماری اسمبلی یہاں آئی ہے اور ایک بہتر طریقے سے ہم اپنی کارروائی کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ اپوزیشن لیڈر یہاں نہیں تھا وہ جمہوریت کا حسن ہے۔ کل جو متحده اپوزیشن کے ساتھیوں نے ملک سکندر صاحب کے نام اپوزیشن لیڈر کیلئے جو منتخب ہوئے ہیں، میں اپنی پارٹی کی جانب سے اُسکو مبارکباد دیتا ہوں۔ اسی امید کیسا تھا کہ ہمارے ساتھیوں کے بلوچستان کے مسائل کو آگے بڑھائیں گے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ اسد بلوچ صاحب! دو تین معزز اراکین جا کر میڈیا والوں کو واپس خوش کر کے لا ائیں۔ جی آغا صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: جناب اسپیکر! یہ مسئلہ آج کا نہیں ہے پچھلے سیشن میں بھی ہم نے یہ مسئلہ اٹھایا تھا۔ لیکن گورنمنٹ کی طرف سے یا اخبارات کے جو سربراہان ہیں، انکی طرف سے کوئی مدد اونہیں ہوا۔ آج وہ میں سے سائبھ ہو گئے۔ سائبھ بندے بلوچستان سے اگر اخبار سے فارغ کرتے ہیں۔ ایک طرف تو میڈیا ہاؤسنر بالکل، چاہے پر نہ میڈیا میں یا الیکٹرانک میڈیا میں ignore کیے ہوئے ہیں۔ آپ کا drought کا مسئلہ ہو آپ کا سی پیک کا مسئلہ ہو، آپ کے بارڈر پر جو حالت خراب ہے اور لاءِ اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہو۔ جب بھی آپ دیکھیں میڈیا میں جب discussions ہوتی ہیں تو بلوچستان کا نام کہیں بھی نہیں آتا۔ اب سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ وہ ہمیں پاکستان کا

حصہ سمجھتے بھی ہیں یا نہیں؟ دوسری طرف سے ظلم یہ ہو رہا ہے کہ یہاں تھوڑی سی آبادی، تھوڑے سے لوگ اور unemployment کی یہ حالت ہے کہ لوگ بھیک مانگنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ اگر ساٹھ بندے آج انہوں نے فارغ کر دیے ہیں، بغیر نوٹس کے، بغیر وجہ کے۔ جبکہ ہمارے یہاں سے یا ربوں روپے کے اشتہارات بھی لے جا رہے ہیں، گورنمنٹ آف بلوچستان ان کو اشتہارات بھی دیتی ہے۔ دوسری طرف سے ہمارے پیروزگاروں کو جو کوئی سالوں سے خدمات سر انجام دے رہے ہیں، مختلف میڈیا کے فورم پر، ان کو اگر اس طرح بیدخل کیا جائے تو یہ ناروا سلوک ہے یا آپ، ہم، اسمبلی اور یہاں کے لوگ کب تک برداشت کرتے رہیں گے؟ میری گزارش تو یہ ہے کہ اس پر اس اسمبلی کی طرف سے ایک بہت strong resolution کی پاس ہو جانی چاہیے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آغا صاحب! اذاں شروع ہے، اسکے بعد۔
(اذان۔ خاموشی)

انجینئر سید محمد فضل آغا: جناب اسپیکر! overall جو ہمارا صوبہ ہے، میڈیا نے ہر طرف سے نظر انداز کیا ہوا ہے، نیشنل طور پر ہمیں کوئی coverage کسی بھی حوالے سے نہیں ملتی نہ یہاں اس قسم کا کوئی ٹی وی چینل ہے کہ ہم اور آپ اپنی آواز اگر گورنمنٹ کے ذریعے نہیں تو میڈیا کے ذریعے پورے صوبے تک اور باقی تینوں صوبوں کو پہنچائیں، گورنمنٹ آف پاکستان کو پہنچائیں۔ اس طرح انہوں نے ہمیں محروم کر رکھا ہے۔ دوسری طرف سے یہاں جو ہمارے ملاز میں ہیں، چھوٹے، بڑے، ان کو فارغ کیا جا رہا ہے۔ اور آگے چل کے بلوچستان کی گورنمنٹ ان کو اشتہارات بھی دے رہی ہے۔ تو میری گزارش تو گورنمنٹ، ٹریشری بختر سے یہ ہے کہ فی الفور انکے اشتہارات بند کئے جائیں۔ اور اس بات کا serious notice لیا جائے کہ بلوچستان سے اگر کچھ آدمی یہاں آج فارغ ہوئے ہیں تو آگے چل کے یہ بالکل جھاڑو پھیر دیں گے۔ تو گزارش پورے ہاؤس سے بھی ہے، ٹریشری بختر سے بھی ہے، آپ سے بھی ہے کہ یہ سنجیدہ مسئلہ ہے اس کو ہم نے پچھلی دفعہ بھی اس فلور پر discuss کیا تھا۔ لیکن یوں معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ آف بلوچستان یا ذمہ دار جو مکملہ ہے، انہوں نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ اور اگر یہ معاملہ ہم سنجیدگی سے نہیں لیا اور بس بتیں ہو گئیں اور چلے گئے۔ تو پھر میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس کسی طرح بھی اپنی ذمہ دار یوں کو سر انجام دے سکے گا یا ہم کچھ deliver کر سکیں گے۔ عوام کے لئے یا اپنے غریب عوام مزدوروں کے لئے یا پریس والوں کیلئے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ آپ کی طرف سے بھی اور پورے ہاؤس سے میری گزارش ہے ایک resolution adopt کیا جائے، کہ ان کے اشتہارات فوراً بند کئے جائیں، اور ان کو خط لکھا جائے کہ کیا بلوچستان اس پاکستان کا حصہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو نیشنل طور پر ہمیں بھی اتنا ٹائم ملننا چاہیے، یہاں سے بھی اینکر ر

لانے چاہئیں یہاں بھی اُنی وی پروگرامز ہونے چاہئیں۔ بلوچستان کی آواز ہم کس طرح ان تک پہنچائیں ہماری ایک چھوٹی سی اسمبلی ہے اس کی آواز کوئی سنتا نہیں پورے پاکستان میں۔ اور آج تک تو میں سمجھتا ہوں الحمد للہ ہماری ایک مثالی اسمبلی ہے۔ جس طرح اپوزیشن اور ٹریشری پخڑنے ایک دوسرے کا ہاتھ دے کے آگے چلا یا تو ہمیں امید ہے اپنی ٹریشری پخڑ کے بھائیوں سے کہ آئندہ بھی چل کے اس ہاؤس کے ماحول کو اسی طرح اچھا رکھیں گے۔ اور شاستہ اور خوبصورت رکھیں گے۔ اور اس قدم کے جو ہمارے صوبائی issues ہیں، وہ ہم مرکزی حکومت کے سامنے حکومت کی طرف سے بھی اور الیکٹر انک اور پرنٹ میڈیا کی طرف سے اسکو اجاگر کرتے رہیں گے، شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ آغا صاحب! آپ نے اچھی باتیں کیں۔ یہ یقیناً ایک مسئلہ ہے، جی ترین صاحب! آپ بات کریں۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! اس سے پہلے بھی صحافی حضرات واک آؤٹ کر چکے ہیں، پھر ہم نے ان کو یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم صوبائی گورنمنٹ انشاء اللہ فیڈرل سے بات کریں گے۔ اور انشاء اللہ یہ سلسلہ بند ہو گا مگر مزید یہ سلسلہ تیز ہوتا جا رہا ہے۔ آج پھر صحافی حضرات ہمارے چیمبر میں بھی آئے انہوں نے ہم سے یہ کہا کہ پچھلے سیشن میں ہم نے جو واک آؤٹ کیا تھا۔ آپ نے ہم سے یہ وعدہ کیا تھا لیکن اس کے کوئی خاطر خواہ اثرات نظر نہیں آئے۔ تو انہوں نے یہ کہا کہ مزید ہمیں نوکریوں سے بیڈخل کیا جا رہا ہے۔ جناب اسپیکر! صحافی کا ایک، اس وقت بالخصوص بلوچستان کے حوالے سے صحافت کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ بلوچستان کے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی جانوں کا نذر انہ پیش کیا۔ ان لوگوں نے سیاستدانوں کے ساتھ، اس صوبے کے ساتھ اپنی وفاداری دکھائی ہے۔ آج فیڈرل گورنمنٹ اس بات پر تلی ہوئی ہے کہ ان کو اپنی نوکریوں سے فارغ کیا جا رہا ہے۔ آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر! کہ یہاں لوگ در بدر پھر ہے ہیں نوکریاں نہیں ہیں۔ پندرہ میں سال تک نوکری کرنے کے باوجود آج بلا کسی وجہ ان کو نوکریوں سے فارغ کیا جا رہا ہے۔ آپ سے گزارش کی جاتی ہے کہ صوبائی گورنمنٹ سنجیدگی کے ساتھ وفاقی گورنمنٹ سے باقاعدہ اس چیز پر بات چیت کرے اور ان کا مسئلہ حل کیا جائے ورنہ یہ لوگ ہر سیشن میں احتجاج کریں گے، بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ ترین صاحب، جی نصر اللہ خان!

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! جس طرح ہمارے صحافی حضرات نے اسمبلی کے اجلاس سے باہم کا اجنب اسپیکر! آپ کو پتہ overall جب نئی وفاقی حکومت آئی، تو انکا دعویٰ تھا ”کہ ہم ایک کروڑ لوگوں کو نوکریاں دیں گے“۔ اب صورتحال یہ ہے کہ جو صحافی مختلف اخبارات سے مسلک ہیں، بڑے بڑے اخبارات ہیں،

اُنہوں نے ہمارے صوبے میں جس طرح کہا گیا کم از کم کوئی پچاس سے زائد صحافیوں کو نکالا گیا ہے۔ اب وہ اخبارات کا وہ یہ کہہ رہے ہیں ”کہ حکومت نے ہمارے اشتہارات پر cut لگائی ہے۔“ اب کیا کوئی قانون ہے کوئی لیبرتوں نہیں ہیں؟ جس میں ہر ملازم کو پروٹکشن دی گئی ہے کہ آپ ایک ملازم دس، پندرہ سال رکھتے ہیں، پھر یہ کلم جنسن کلم اسکوفارغ کرتے ہیں۔ تو یہ کیسے قوانین ہیں ہمارا ملک ایک آئین کے تحت جل رہا ہے بڑے بڑے قوانین بنائے گئے انکی صریحًا خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ تو جس طرح دوستوں نے تجویز پیش کی کہ اس حوالے سے فوری طور پر ایک ایسی resolution move ہونی چاہیے اپوزیشن اور حکومت دونوں کی جانب سے کہ ہم حکومت کو صوبائی حکومت کو بھی پابند کریں کہ وہ اپنے اشتہارات پر غور کرے۔ جب آپ انہیں اشتہارات بھی دے رہے ہیں ایک اخبار کا اگر میں نام لوں سالانہ وہ ڈیڑھ کروڑ روپے سے زائد کے اشتہارات لے رہا ہے ان کا خرچ بیس لاکھ بھی نہیں ہوگا۔ اس نے بھی دس گیارہ بندے ایک دن میں نکالے۔ تو kindly میری حکومت سے بھی یہی استدعا ہو گی کہ ان لوگوں کو جن کا اب وہ سارا دار و دار اُس اخباری صنعت سے ہے، وہ صحافی ہیں یا قلم کار، ان کو آپ اس طرح نکالیں گے تو ان کے گھروں میں فاقہ ہو گا وہ کہا جائیں؟ لہذا میری استدعا ہو گی حکومت سے بھی کہ ایک مشترکہ resolution آج ہی ہم اس ہاؤس سے پاس کرائیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب۔ گورنمنٹ اور اپوزیشن سے دو، دو یا ایک، ایک رکن جا کر ان لوگوں سے بات کر کے ان کو واپس لاائیں۔

وزیر یونگہ خوراک، سماجی بہبود اور نان فارمل ایجنسی: ساتھیوں کے حوالے سے جو یہ موقوفہ اپنا stand جو رکھا ہے، صحافی حضرات ہمارے اس صوبے کے وہ لوگ ہیں جو یہاں کے بنیادی مسائل کو ہر وقت highlight کرتے رہتے ہیں۔ سیاست کی دنیا میں ہم ان صحافیوں سے الگ نہیں ہو سکتے۔ ہمارا سیاسی معاشی اور سماجی موقوفہ، یہی حضرات جو اوپر بیٹھے ہوئے ہیں یہی highlight کر کے آگے لیجاتے ہیں۔ مرکز کی جانب سے مزدورگش پالیسی کا اگر کوئی اقدام ہوا ہے، اس کا سب سے پہلے نشانہ صحافی حضرات ہے۔ ٹریزیری بیچ کاموں قف بھی یہی ہے مشترکہ طور پر اگر ساتھی ایک قرارداد لائیں، کیونکہ ابھی قرارداد تو نہیں ہے باقی تو ہم کر رہے ہیں۔ ایک مشترکہ قرارداد ہو بلوچستان کے صحافیوں کیلئے جن کو نکالا گیا ہے ان کو بحال کیا جائے۔ اس عمل سے ان ساتھ بندوں کو یہاں سے جب فارغ کیا ہے، یہ مرغی تو نہیں بیچ سکتے یہ وہ لوگ ہیں جو لکھتے ہیں۔ ہر بندہ مرغی پال سکتا ہے نہ بیچ سکتا ہے۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ بلوچستان گورنمنٹ کی بھی یہی پالیسی ہے، ہم مزدوروں اور صحافیوں کے حق میں ہیں، ہمارا موقوفہ یہی ہے کہ مشترکہ قرارداد ہوتا کہ اسلام آباد والوں کو ہم لکھیں کہ یہ عمل ہوا ہے۔ تو اس سے بلوچستان کے صحافی متاثر ہوئے ہیں۔ تو ہم

سمجھتے ہیں کہ ان کا ازالہ کیا جائے، شکریہ جناب اپسیکر۔

جناب قائم مقام اپسیکر: شکریا سد بلوچ صاحب! تب تک ہم اسمبلی کی کارروائی آگے لیجاتے ہیں، آپ لوگ اس سے متعلق ڈرافٹ بنالیں، پھر اسکے اس پر آگے بڑھتے ہیں۔ وقفہ سوالات۔ نصر اللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 2 دریافت فرمائیں۔

☆2۔ جناب نصر اللہ خان زیرے:

کیا وزیر محنت و افرادی قوت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

محکمہ محنت و افرادی قوت کی جانب سے کل کتنی نئی لیبراں کا لو نیاں تغیر کی گئی ہیں اور انکی الامتحنٹ کن بنیادوں پر کیجا تی ہے؟

نیزاں کا لو نیوں میں رہائش پذیر ملاز میں کے نام مع ولدیت اور عہدہ کی ضلع و تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر محنت و افرادی قوت:

جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: حکومت کا ہے سارے خاموش بیٹھے ہیں کہاں ہے حکومت۔

جناب قائم مقام اپسیکر: دنیش بیٹھا ہوا ہے حکومت کی جانب سے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اپسیکر صاحب! میں نے یہ question پوچھا ہے وزیر محنت و افرادی قوت صاحب سے انہوں نے جواب دیا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا ہے۔ تو اتنا براڈیپارٹمنٹ ہے اسکا سیکرٹری اور پہنچ نہیں کتنا ان کا اسٹاف ہوتا ہے جو وہ اسمبلی کو اس قسم کی ان کی غیر سنجیدگی ہوتی ہے کہ وہ بروقت سوالات بھیجتے نہیں ہیں۔ تو آپ ذرا اس حوالے سے کوئی رو لنگ آج پاس کر دیں کہم از کم ان سوالات کے جوابات تو فوری طور پر ہونے چاہئیں۔ کوئی جواب ہی نہیں دے رہا ہے؟

جناب قائم مقام اپسیکر: جواب تو موصول نہیں ہوا ہے۔ اس سوال کو اگلے اجلاس کے لئے defer کیا جاتا ہے۔ جی شاء صاحب۔

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب اپسیکر صاحب! جس طرح ہم صحافی حضرات کے مسئلے پربات کر رہے ہے تھے کیونکہ یہ جو question، answer session important hour ہے یہ بڑا question، answer session ہے۔ یہ cover کوئی cover بھی نہیں کر سکتا۔ میرے خیال میں ہم نے فیصلہ کر لیا کہ اُنکے حوالے سے ایک قرارداد move ہو گا، تو میرے خیال میں کوئی دو چار اراکین جا کے ان کو لے آئیں یہی تسلی کے ساتھ کہ ہم نے ان کے حوالے سے قرارداد کی منظوری دے دی ہے،

صرف قرارداد کا متن پیش کریں گے۔ تاکہ آئے کے وہ اسمبلی کی جو یہ کارروائی ہے اس کو بھی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شناء بلوج صاحب! آپ نے اچھی بات کہی دو بندے بہاں سے اور دو بندے وہاں سے، دنیش صاحب! آپ بھی چلے جائیں۔ جی میر حمل صاحب۔

میر حمل گفت: جناب اسپیکر صاحب! جس طرح آپ کے علم میں ہے، میرا تعلق اس ڈسٹرکٹ سے ہے جس کے چرچے پوری دنیا میں ہو رہے ہیں۔ لیکن بدمقتوں سے روز بروز ڈسٹرکٹ گوادر کے لوگ اس پورٹ کی وجہ سے عذاب میں بستلا ہیں اور دربار کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ آپ کے علم میں ہے کہ تین ماہ سے گوادر میں پورٹ کے حوالے سے ایک روڈ start ہوئی ہے جسے ”ایکسپریس وے“ کہتے ہیں اور وہ پورٹ کو connect کرتی ہے۔ 2001ء میں جب اس روڈ کو ڈیزاں کر رہے تھے اُس دن سے گوادر کے ماہی گیروں اور لوکل لوگوں کے اور پولیکل پارٹیز کے وہاں اعتراضات تھے۔ اور بارہا اسی یقین دہانی کے ساتھ ”ک لوگوں کے خدشات اور تحفظات کو دُور کیا جائیگا“۔ مسئلہ یہ ہے جناب اسپیکر! ساحل پر وہ ایک روڈ بنارہے ہیں۔ اور اُس روڈ سے کیونکہ آپ کو پتہ ہے کہ گوادر ٹاؤن میں زیادہ تر لوگوں کا روزگار ماہی گیری سے وابطہ ہے۔ اور یہ روڈ بننے کے بعد وہ ساحل پر روڈ بنارہے ہیں جس کی وجہ سے ماہی گیروں کی چھوٹی کشتیاں باہر جاسکتی ہیں نہ اندر آسکتی ہیں۔ تو اس حوالے سے چیف منٹر صاحب بھی گوادر آئے تھے انہوں نے یقین دہانی کرائی تھی۔ ان لوگوں کی اسمیں دو ڈیماںڈز ہیں کیونکہ جب تک اس روڈ کے نیچے اُن کشتیوں کو نکلنے اور سمندر میں جانے یا باہر نکالنے کے لئے۔ کیونکہ یہ چھوٹی کشتیاں ہیں ہر ماہ انکی repairing ہوتی ہے۔ اور ان پر خاص قسم کا ایک مواد لگتا ہے جس سے ان کی لکڑی گھلتی نہیں۔ تو اُن کی ڈیماںڈ یہ ہے کہ شروع سے انہیں تین exit دیے جائیں، اور enterance۔ جہاں سے ان کی کشتیاں با آسانی نکلیں اور repair ہو کے باہر جائیں یا خدا نخواستہ سمندری طوفان آجائے تو اپنی کشتیاں وہ باہر نکالیتے ہیں۔ تو ہمیں یہی یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ تین جگہوں پر اُنکے لئے enterance کھولے جائیں گے۔ لیکن افسوس کے ساتھ پوری اسمبلی کے اور چیف منٹر کے knowledge میں ہے۔ ہم اس حوالے سے فیدرل گورنمنٹ کے پاس گئے اور منٹر میرین ٹائم پلانگ کمیشن کے منٹر سے ہماری میٹنگ ہوئی انہوں نے بھی یقین دہانی کرائی۔ سینٹ میں اس issue کو اٹھایا گیا اور انہوں نے سینٹ کی استینڈنگ کمیٹی بنائے بھجوائی۔ اور روز یا علی صاحب نے بھی جی ڈی اے کو ہدایت کی کہ فوری طور پر وہاں تین exit کے لئے ان کو bridge دیئے جائیں۔ اور انکے لئے ایک جس کو ہم break-water shore protection بند بھی کہہ سکتے ہیں، اُسکے اندر اگر وہ تعمیر کی جائے تو سمندری طوفان یا کوئی ایسا طوفان آئے ان کی کشتیاں وہ ایک روڈ پیک نہیں ہوں گی۔ ابھی نوبت یہ ہے کہ یہ جو روڈ

بنار ہے ہیں اس پر نہ کشتیاں آپ باہر نکال سکتے ہو، تین سو میٹر wide یہ روڈ ہے۔ اور یہ سمندر کے کنارے سے پانی کے اندر تک تعمیر ہو رہی ہے۔ اور جب یہ روڈ تعمیر ہوگی خدا نخواستہ اگر یہ break-water یا اُن کے exit نہیں بنائے جائیں تو پہلے بھی یہ ہوا ہے کہ یہاں ایک پھر کی break-water صوبائی حکومت نے بنائی تھی۔ جیسے ہی طوفان آتا تھا تو ماہی گیروں کی چھوٹی کشتیوں کی رسمی ٹوٹ کرو ہاں hit ہو کر کٹلے کٹلے ہو جاتی تھیں اُن کے انہن، اُن کے boats، پانی کی نذر ہو جاتے تھے۔ تو اس حوالے سے آپ سے request ہے کہ آپ روئنگ دیس تاکہ فوری طور پر ان کا مسئلہ حل کیا جائے۔ ماہی گیر پچھلے تین ماہ سے احتجاج اور ریلیاں نکال رہے ہیں۔ اور ابھی دونوں سے انہوں نے احتجاجی کمپ لگادیا ہے۔ کیونکہ بارہا پچھلے 16 سالوں سے یقین دہانیوں کے باوجود بھی پچھلے دو ماہ میں چیف منسٹر صاحب نے یقین دہانی کرائی ”کہ ہم فوری طور پر اس پر کام شروع کر دیں گے“، تو یہ مجھ نہیں لگتا کہ کب شروع ہو گا کیا؟ چائیز پکھا اور کہتے ہیں۔ پورٹ کے چیئرمین پکھا اور کہتے ہیں جی ڈی اے پکھا اور کہتی ہے فیڈرل گورنمنٹ پکھا اور کہتی ہے۔ وہ ماہی گیر، کیونکہ 50 ہزار لوگوں کا روزگار اس پورٹ اُس ساحل سے وابستہ ہے۔ جہاں روڈ بنائی جا رہی ہے اور اسی طرح اس روڈ ابھی تک اُس کی land-acquired ہوئی ہیں۔ اور چائیز نے روڈ بنانا شروع کر دی ہے۔ بارہا ڈپی کمشنر نے، چیئرمین پورٹ کو لیٹر لکھا ہے کہ آپ اس روڈ پر construction نہیں کر سکتے جب تک وہاں لوکل مینڈاروں کی زمینیں ہیں جو اُس میں جاری ہیں۔ جب تک اُن کو آپ compensate نہیں کرتے۔ لیکن کوئی سننے والا نہیں ہے جو بھی سی پیک یا گوادر پورٹ کے خلاف بولتا ہے، تو اسکو یہی تصور کیا جاتا ہے ”کہ وہ ترقی نہیں چاہتا“۔ میں گوادر کے لوگوں کی طرف سے بار بار یقین دہانی کراہا ہوں کہ بھائی! گوادر کے لوگوں نے گوادر پورٹ کے بنانے میں خاص طور پر ان ماہی گیروں نے بڑی قربانیاں دی ہیں اور ہم ترقی بھی چاہتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا شہر develop ہو۔ لیکن ہم ایسی ترقی کبھی بھی نہیں چاہیں گے کہ وہ شہر develop ہو کسی اور کے لیے اور وہاں کے لوگ آنے والے دنوں میں ایک زمین کے کٹلے کے لیے محتاج ہوں یا روزگار کے لیے در بدر کی ٹھوکریں کھائیں۔ اسی طرح اس پورٹ کے حوالے سے جب سے پورٹ بنانا شروع ہوئی ہے ظاہری بات ہے باہر سے پاپولیشن بھی آگئی ہے۔ اور جو ڈیم ہم چار سال میں جس سے پانی پیتے تھے وہ ڈیڑھ سال میں اسکا پانی ختم ہو جاتا ہے۔ آپ کے نالج میں بھی ہے اس ایوان کے نالج بھی ہے، پچھلے دو سالوں سے گوادر میں پانی نہیں ہے۔ جہاں میکنروں کے ذریعے تربت ڈسٹرکٹ میرانی ڈیم 180 کلومیٹر دوسرے پانی لا یا جا رہا ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب سے یہ حکومت آئی ہے، جوں سے اب تک باوزروں کی پیمنش ہوئی ہیں۔ ظاہری بات ہے یہ باوزرزوالے سارے غریب لوگ ہیں یہ

ڈیزیل بھی ادھار پر لیتے ہیں اور ابھی تک گورنمنٹ نے پیمنت نہیں کی ہے۔ اسی حوالے سے چیف منٹر صاحب جب گوادر آئے تھے گوادر کی ایک تخلیص ہے جیونی اُس کے آس پاس بُشکوان اور پُلری اور پانوان۔ وہ پوری تخلیص پانوان میں دو wells ہیں وہاں سے پانی پیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ وہ پانی حیوان بھی نہیں پی سکتا وہاں کے لوگ پی رہے ہیں۔ اتنا کھارا پانی ہے کہ آپ اس سے ایک گھونٹ بھی پیشیں تو آدھے گھنٹے تک آپ کی زبان سے saltish ختم نہیں ہوتی۔ چیف منٹر سے بارہا request کی ہے کہ خدارا! کوئی ایسا بندوبست کریں کہ ان لوگوں کو میٹھا پانی ملے۔ ابھی وہ لوگ بھی پچھلے تین چار دنوں سے احتجاج پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر اسی طرح ترقی اسی کا نام ہے یا اس شہر کو آپ ترقی دے رہے ہیں جہاں کے لوگ پانی کے لیے یا ماہی گیر جنہوں نے اتنی قربانیاں دی ہیں، اس پورٹ کے حوالے سے وہ احتجاج پر بیٹھے ہیں۔ تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ ترقی کس کے لیے ہو رہی ہے اور کس لیے ہو رہی ہے؟ اس پورٹ کے حوالے سے پورے صوبے کی سیکورٹی کے حوالے سے بھی law and order situation بھی، ساری دنیا کی نظریں اُس پر ہیں کہ یہ پورٹ نہ بنے بلوچستان ایک عجیب سی state بن چکا ہے، ہر طرف، پتہ ہی نہیں چلتا کہ کون کس کو مار رہے ہیں کیا ہو رہا ہے؟ اور law and order situation میں ہر اربوں روپے دے رہے ہیں جس پورٹ کی وجہ سے ہم اربوں روپے دے رہے ہیں اور اس پورٹ سے ہمیں ایک روپے کا بھی روپیوں جزیٹ نہ ہو۔ اور اس پورٹ کی agreement ہے اس میں ایک روپے کا share بھی بلوچستان کا نہ ہو، تو پھر ایسی پورٹ کے بننے کا کیا فائدہ ہے؟ پتہ ہیں کس کے لیے بنائی جا رہی ہے؟ خدارا! اس اسمبلی کو سوچنا پڑیگا۔ ہم بلوچستان کے منتخب نمائندے ہیں اور بارہا ہم اس اسمبلی فلور پر اس مسئلے کو اٹھا رہے ہیں۔ تو خدارا!

اس صوبے پر اس ڈسٹرکٹ کے لوگوں پر ترس کیا جائے۔ اور انکے لیے کم سے کم پانی کے حوالے سے میں 11 سالوں سے گوادر کا ایم پی اے ہوں۔ ہر گورنمنٹ آتی ہے آج نواب صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، اچھی بات ہے، ان کی گورنمنٹ میں جو projects start کیے گئے، آج تک انہی پروجیکٹوں پر کام ہو رہا ہے اور اس کے بعد دو سال سے گوادر میں پانی نہیں ہے کوئی بھی یہ یزحمت نہیں کرتا کہ اربوں روپے اس پانی کی مد میں گورنمنٹ آف بلوچستان سالانہ دے رہی ہے۔ اگر ہم پانچ چھارب روپے میں میرانی ڈیم سے ایک پانچ لاکن بچھادیں ان باوزروں سے تو کم سے کم اور ان ہڑتالوں سے جان چھوٹ جائے گی اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ دنیا میں بڑی بڑی چوریاں ہوتی ہیں وہاں لوگوں کے گھروں میں پانی نہیں ہوتا اور دوسرے گھروں سے جا کر چوری کرتے ہیں۔ تو یہ ایک ہماری گورنمنٹ، اور گورنمنٹ آف پاکستان، اس ملک کے لیے شرمندگی کا باعث ہے کہ جس ضلع کے لوگ اتنی قربانیاں دے رہے ہیں اپنی زمینیں قربان کر رہے ہیں، اپنے سمندر کو قربان کر رہے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ انکے لیے کچھ

نہیں ہو رہا۔ اگر اسی طرح ہوتا رہا تو میرے خیال سے ہمیں اس اسمبلی میں خاص طور پر مجھے بیٹھنے کا کوئی جواز نہیں بنتا، شکریہ جانب اپسیکر۔

جناب قائم مقام اپسیکر: شکریہ کلمتی صاحب! آپ نے ماہی گیروں کے مسائل سے ہمیں آگاہ کیا۔ جی اس حوالے سے حکومتی ارکان کا کیا مأمور قف ہے؟ جی سردار کھیت ان صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: سردار صاحب! پہلے میں بولوں پھر آپ اکھٹے سب کا جواب دے دیں۔ پھر میں ایک چھوٹی سی بات کر لوں اس کا بھی جواب آپ دے دیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیت ان (وزیر ملکہ سائنس و انفار میشن ٹیکنالوجی اور پاپ لیشن ویلفیر): جناب اپسیکر! وقفہ سوالات آپ نے ختم کر دیا ہے یا؟

جناب قائم مقام اپسیکر: وہ شروع ابھی تک ہے۔

وزیر ملکہ سائنس و انفار میشن ٹیکنالوجی اور پاپ لیشن ویلفیر: تو اُس کے قانون آپ دیکھیں۔ اُس کے درمیان میں تو یہ مطلب point of order یا point of explanation یہ تو نہیں ہو سکتا۔ وقفہ سوالات جب ختم ہو جائے اُسکے بعد اُسکو آپ ان کو فوراً دیں۔ اور حمل نے جو باتیں کیں اُس کا میں جواب دوں گا پھر۔ تو آپ کیا فرماتے ہیں؟

جناب قائم مقام اپسیکر: صحیح ہے۔ میں نے کہا جب تک میڈیا والے بھی آ جائیں گے۔ اس وقت ہمارے ممبر ز بھی باہر ہیں۔

وزیر ملکہ سائنس و انفار میشن ٹیکنالوجی اور پاپ لیشن ویلفیر: گزارش یہ ہے کہ میڈیا والے آتے ہیں، نہیں آتے وہ الگ بات ہے۔ لیکن آپ کارروائی کو دوسری کی طرف تو نہیں لے جاسکتے۔ آپ نے خود کہا کہ وقفہ سوالات میں سوالات ہی چلیں گے، point of order ہمیں نہیں چل سکتا۔ آپ دیک لیں قانون کے مطابق۔ سیکرٹری صاحب سے مدد لے لیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: جناب اپسیکر صاحب! میں صرف اتنا کہوں گا کہ کیا یہ اس اسمبلی صرف انہوں نے اپوزیشن کے لیے چھوڑ دی ہے؟ آپ اگر دیکھیں سردار صاحب اور تین، چار اور ہمارے بھائی ہیں۔ اگر آپ دیکھیں کہ گورنمنٹ کے یہاں 40 سے 45 لوگ ہیں۔ اور یہاں ہم کچھ جور و نادھونا کرنے آتے ہیں اور اس وقت آپ دیکھیں چار بھائی بیٹھے ہوئے ہیں سردار صاحب تو ہمیشہ ہمارے ساتھ ہوتے ہیں۔ تو میری گزارش ہے کہ گورنمنٹ اس ہاؤس کو سنجیدگی سے لے۔ اور ہاؤس کے سیشن بھی مہینوں کے بعد ہوتے ہیں۔ اور اس کی آپ ٹیبل پر دیکھیں۔ کارروائی بھی

کچھ نہیں ایک دو ہوتی ہیں اور ختم۔ اور جواب جو ہمارے questions کے ہیں، تین تین، چار چار ماہ گزر گئے، جوابات نہیں آتے۔ آج بھی خاک question hour کریں گے 8 سوالوں میں سے 4 کے جوابات ہی نہیں آئے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ آغا صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: تو میری گزارش ہے کہ آپ مجبور نہ کریں۔ تو پھر اسمبلی کا یہ کو مر بھی point out کیا جا سکتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ اپنے ساتھیوں کو لا کیں، اس ہاؤس کو serious لیں۔ ہم آتے ہیں تو ہماری باتوں کو سنیں ہم عوام کی باتیں کرتے ہیں کوئی ذاتی ہماری کوئی غرض نہیں ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ آغا صاحب! جی سردار صاحب! آپ اپنا موقف پیش کر دیں اس of point of order کے متعلق۔

وزیر ملکہ سائنس و انفار میشن ٹیکنالوجی اور پاپولیشن ویلفیر: جناب اسپیکر صاحب! گزارش یہ ہے کہ آپ سیکرٹری صاحب سے ذرا مدد لے لیں کہ وقفہ سوالات میں point of order ہو سکتا ہے یا نہیں؟ پہلے تو اس چیز کی وضاحت۔ پھر جو ہمارے دوست حل کلتی نے نشاندہی کی ہے، اُن کے جوابات جو جتنے حد تک ہم دے سکتے ہیں ضرور دیں گے۔ پہلے ذرا سیکرٹری صاحب سے تو آپ مدد لے لیں کیا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جناب قائم مقام اسپیکر: جب تک میڈیا والے آتے ہیں، point of order پر میر صاحب نے اپنی بات کی ہے۔ آپ اگر اپنا موقف ابھی پیش کرنا چاہتے ہیں یا کارروائی کے بعد آپ کی مرضی۔

وزیر ملکہ سائنس و انفار میشن ٹیکنالوجی اور پاپولیشن ویلفیر: نہیں، کوئی منسلک نہیں ہے جیسے آپ فرماتے ہیں اس طریقے سے۔ پھر ایسا کریں ناں عصر کی نماز کے لیے 15 منٹ کا وقفہ کر دیں جب باجماعت نماز ہو جائے گی۔ ہمارے تو کافی ساتھی نماز پڑھنے کے لئے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ساتھی میرے خیال سے آ رہے ہیں۔

وزیر ملکہ سائنس و انفار میشن ٹیکنالوجی اور پاپولیشن ویلفیر: تو اُدھر بھی ہمارے مولانا حضرات ہیں اپوزیشن لیڈر کی امامت میں باجماعت نماز پڑھ لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: میڈیا والے ابھی تک نہیں آئے، وہ آجائیں پھر آپ قرارداد پڑھ لیں وقفہ سوالات کے بعد۔ جی ملک نعیم بازی صاحب! آپ point of order پر ہیں۔

ملک نعیم خان بازی (مشیر برائے وزیر اعلیٰ ملکہ ایکسائز اور ٹیکسیشن): میں سب سے پہلے ملک سکندر رائی ووکیٹ کو

اپوزیشن لیڈر بنے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور میں آپ سے اسپیکر صاحب! میں آپ سے request کرتا ہوں یہ اب جنڈا، ہم لوگوں کو پتہ نہیں ہے دو، تین دن پہلے بھجوایا کریں تاکہ ہم لوگ اپوزیشن والوں کے سوالات کے جوابات ہم لوگ دے سکیں، تھوڑی study کر کے ہم لوگ آ جائیں۔ اور یہ ایک گھنٹہ پہلے ہم لوگوں کو ملا ہے بھائی! یہ آئندہ دو، تین دن پہلے ہمیں یہ بھجا کریں تاکہ ہم لوگ اسکی study کر کے آئیں اور اپوزیشن کا مقابلہ کریں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ٹھیک ہے ملک صاحب! جی ابھی وقفہ سوالات پر آتے ہیں، کارروائی کی طرف بعد میں، پھر point of order۔ جی نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 3 دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! کوئی وزیر صاحب بولیں، اس طرح سب خاموش بیٹھے ہیں تو کارروائی کیسے چلے گی؟

3☆ جناب نصراللہ خان زیرے:

کیا وزیر حج و اوقاف از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2016ء تا 18 دسمبر 2018ء کے دوران مکمل حج و اوقاف میں پیش امام، جونیئر کلرک، موذن، متولی اور درجہ چہارم کے ملازم میں کی تعیناتیاں عمل میں لاٹی گئی ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان تعینات کردہ ملازمین کے نام مع ولدیت، جائے سکونت اور لوکل اڈو میساں کی ضلع و تفصیل دی جائے۔

وزیر مکمل حج و اوقاف:

جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: یہ سوال آج ہمیں ایک بجے ملا ہے۔

وزیر مکمل سائنس و انفار میشن بیکنا لو جی اور پاپولیشن و لیفیر: سوال تو پکاریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: میں نے پکار لیا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: نہیں زیرے صاحب! سوال آج ایک بجے ٹبل ہوا ہے میرے خیال سے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں جناب والا! یہ question No آیا ہوا ہے۔ میں نے پکارا، وزیر یوں میں سے کوئی اٹھے گا۔

میر حمل گفتی: جناب اسپیکر صاحب! سوالات امتیازی والے بھجواتے ہیں، وہ جوابات صحیت ہیں۔ دو، دو ماہ کے سوال ہیں۔

انجینر سید محمد فضل آغا: جناب اسپیکر صاحب! اس میں اسمبلی سیکرٹریٹ کا کوئی قصور نہیں ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی حکومتی اراکین۔

جناب نصراللہ خان زیری: میری request یہ ہے جناب اسپیکر! حکومت کے وزراء صاحبان سے آپ کہیں۔

وزیر مکملہ سائنس و انفار میشن بیکنا لو جی اور پاپلیشن ویلفیر: نصراللہ جان! آپ بات سنیں۔ جناب اسپیکر! نصراللہ زیرے بھی نیا نہیں ہے، پچھلی پانچ سالہ حکومت کا بھی حصہ تھا۔ اُس نے put question کرنا ہے۔ اگر کوئی جواب دے رہا ہے تو اُس سے کہے گا کہ پڑھا ہوا تصوّر کیا جائے۔ جب اُس کا جواب ہی نہیں آیا ہے تو اُس پر آپ کی روئنگ آنی چاہیے۔۔۔ (مدخلت۔ آوازیں نہیں، منظر کیا بولے گا؟)

جناب نصراللہ خان زیری: اُن کو PIPS والوں کے پاس بھیج دیں کوئی ورکشاپ ہو جائے کوئی طریقہ ہو جائے۔

وزیر مکملہ سائنس و انفار میشن بیکنا لو جی اور پاپلیشن ویلفیر: ابھی فی الحال تو نہیں ہی ہوں۔ باقی دیکھیں گے۔ جواب پڑھا ہوا تصوّر کیا جائے جی۔

جناب نصراللہ خان زیری: کہ یہ سوال، انہوں نے جواب دیا ہے کہ ”جواب موصول نہیں ہوا ہے۔“

وزیر مکملہ سائنس و انفار میشن بیکنا لو جی اور پاپلیشن ویلفیر: اسمبلی والوں کا کام تھا پہلے پہنچانا، لیکن یہ میری آپکی ٹیبل پر ہے۔ پوری تفصیل ہے کہ کتنے لوگ بھرتی ہوئے؟

جناب نصراللہ خان زیری: نہیں دوسرا سوال ہے۔ سوال نمبر 3۔

وزیر مکملہ سائنس و انفار میشن بیکنا لو جی اور پاپلیشن ویلفیر: سوال نمبر 3 کا یہ جواب ہے نا۔

جناب نصراللہ خان زیری: نہیں یہ سوال نمبر 2 کا ہے۔ آپ Four کی بات کر رہے ہیں۔ تحری کا۔

سردار عبدالرحمن کھیتاران (وزیر مکملہ سائنس و انفار میشن بیکنا لو جی اور پاپلیشن ویلفیر): میری عرض سنیں۔ کیا یہ درست ہے کہ سال 2016ء۔

جناب نصراللہ خان زیری: نہیں، یہ سوال نہیں ہے۔

وزیر مکملہ سائنس و انفار میشن بیکنا لو جی اور پاپلیشن ویلفیر: کون سے سوال کا؟

جناب نصراللہ خان زیری: سوال نمبر 3

وزیر مکملہ سائنس و انفار میشن بیکنا لو جی اور پاپلیشن ویلفیر: ادھر سوال نمبر 3 تو یہی ہے میرے بھائی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: کونسا والا ہے آپ پڑھیں؟
وزیر مکملہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپولیشن ویلفیر: کیا وزیر حج و اوقاف از راہ کرم مطلع فرمائیں گے یہی ہے
نا۔۔۔(مداخلت)

جناب نصراللہ خان زیرے: یہی سوال ہے اسکا جواب ابھی آیا ہوا ہے ابھی میں کیسے پڑھوں۔
جناب قائم مقام اسپیکر: کاپی میں نہیں ہے۔ سردار صاحب! یہ آج ایک وجہ ہے ٹیبل کیا گیا ہے۔
وزیر مکملہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپولیشن ویلفیر: یہ ہے اسکا جواب میرے پاس ہے نا۔ تو میں
نے اُسی پر کہا کہ answer۔

جناب نصراللہ خان زیرے: سردار صاحب! اسکو گلے اجلاس کے لئے defer کر دیں۔
وزیر مکملہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپولیشن ویلفیر: نہیں، کیوں ڈیفر کرتے ہیں؟ اس میں آپ ضمی سوال
کریں میں جواب دوں گا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں ابھی میری ٹیبل پر اسکا جواب آگیا ہے just a بھی آپ نے دیکھا ہے۔
وزیر مکملہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپولیشن ویلفیر: ہمارا تو قصور نہیں ہے اسمبلی سیکرٹریٹ کا ہے۔
جناب نصراللہ خان زیرے: ابھی تک تو میں نے نہیں پڑھا ہے ضمی کیسے کروں؟
جناب قائم مقام اسپیکر: Order in the House زیرے صاحب! آپ تشریف رکھیں۔
سردار صاحب! آپ اپنا موقف پیش کریں۔ اگر آپ کے پاس اسکا جواب ہے تو آپ دے دیں ورنہ پھر اگلے اجلاس
کیلئے موخر کرتے ہیں۔

وزیر مکملہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپولیشن ویلفیر: جناب اسپیکر صاحب! میں نے کہہ دیا کہ جواب
پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ ابھی اس پر ضمی سوال اگر اس طرف سے کوئی کرتا ہے تو most welcome
جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں نہیں۔ ایسا ہے کہ جناب اسپیکر! جس وقت میں نے سوال پکارا۔ اُس وقت ٹیبل
پر جواب نہیں تھا۔

سردار عبدالرحمن کھیڑکان: hundred% hundread تھا۔
جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں تھا جناب! ابھی آگیا۔ ابھی اسمبلی اسٹاف نے مجھے دیا۔ میرے پاس ہے۔
جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب! پہلے سے اسٹاف نے رکھا ہوا تھا۔
جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں رکھا تھا۔ یہ ابھی آگیا میرے سامنے کس نے رکھا تھا؟

جناب قائم مقام اسپیکر: یہ ہمارے جو اضافے ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: یہ دیکھیں ابھی میری ٹیبل پر ابھی آگیا ہے۔ ابھی اسمبلی اضافے نے لایا ہے۔ جناب منشیر صاحب! اسکو ڈینفر کرتے ہیں تاکہ ہم اسکو پڑھیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھنجران: ٹیبل ہوچکا ہے پہلے یا ابھی۔ دیکھیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ابھی میرے سامنے لائے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی۔ جی۔

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! یقیناً میں بلوچستان اسمبلی سیکرٹریٹ کو تو موردا الزام نہیں ٹھہراوں گا کہ انہوں نے یہ سوالات نہیں بھیجے۔ اور جواب موصول نہیں ہوئے۔ میں یقیناً موردا الزام ٹھہراوں گا تمام محکموں کو انکے اعلیٰ افسروں کو۔ بلوچستان کے اندر گزشتہ دس، پندرہ سالوں سے یہ پریکٹس رہی ہے۔ بدقتی یہ ہے کہ انہوں نے، کسی نے بھی بلوچستان اسمبلی کو ایک serious-forum کے طور پر، ایک سنجیدہ فورم کے طور پر نہیں لیا۔ وہ جب اپنے آپکو جواب دہی نہیں سمجھتے کہ وہ سوال اور جواب جو اس اسمبلی کا سب سے ایک اہم فیچر ہے یا اس کا اسٹرکچر ہے یا اسکی ساخت ہے یا accountability کا طریقہ کار ہے۔ لیکن جواب دہ اپنے آپکو نہیں سمجھتے نہ انکے پاس جواز ہے۔ کیونکہ جب وہ جواب دیں گے تو اس میں خامیاں بھرتیوں میں خامیاں۔ طریقہ کار میں خامیاں۔ فنڈز میں خامیاں۔ پروجیکٹس میں خامیاں۔ وہ تو اسی سوال اور جواب کے ذریعے سے ہی آئیں گے۔ جب جواب موصول نہیں ہوا ہے تو اس کا خیال یہ ہے کہ جی ہم اس طریقے سے اس اسمبلی کے اور اس ایوان کے بیٹھے ہوئے دونوں جانب اپوزیشن اور حکومت کی بیٹھے ہوئے ارائیں ہیں اُنکو ہم ”ماموں“ بنائیں گے۔ اور یہ ماموں بنانے کا طریقہ ہ تقریباً گزشتہ پندرہ، بیس سال سے اس اسمبلی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ کیونکہ ہم نے اس اسمبلی کو اہمیت اور حیثیت نہیں دی۔ میرا ایک بہت ہی important سوال ایک ہے۔ گوک وہ آخر میں آیا ہے۔ میں آپکو اندازہ کریں کہ بلوچستان میں سب سے serious issue اس وقت یہی ہے۔ اور اس کا بھی جواب یہی ہے ”کلفی میں ہے“۔ یعنی یا تو موصول نہیں ہوا۔ میں نے سوال کیا تھا کہ کیا وزیر ملازمتہاۓ عمومی نظم و نسق ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ محکمہ ملازمتہاۓ یعنی S&GAD کو اب تک بے روزگار ڈاکٹر، انجینئر، ایگر لیکچر سٹ اور دیگر پروفیشنل ہولڈرز کی جانب سے کل کس قدر رخواستیں موصول ہوئیں؟۔ اور حکومت کی جانب سے انہیں ملازمت کی فراہمی کیلئے کیا حکومت عملی مرتب کی گئی؟۔ نیز بلوچستان اور دیگر صوبوں میں بیروزگاری کی تحریک کی تفصیل بھی دی جائے؟۔ یہ بلوچستان میں بیروزگاری جناب والا! سب سے بڑی اس وقت ہیبت ناک شکل میں یہاں پر موجود ہے۔ اور جناب

والا! جواب کیا ہے؟۔ ”جواب کوئی میں تصوّر کیا جائے“۔ اب نہیں میں تصوّر کیا کیا جائے؟۔ یعنی بے روزگاری بلوچستان میں ہے ہی نہیں۔ یاؤ نکے پاس معلومات نہیں۔ یادوہ معلومات دینا ہی نہیں چاہتے۔ یا سروز اینڈ جزل ہیڈمنسٹریشن کا جو ملکہ ہے، وہ بلوچستان کے اندر ایک پلاٹمنٹ۔ چاہے وہ پرائیویٹ سیکٹر میں ہوں۔ سول سروز میں ہوں۔ گوکہ پرائیویٹ کے اگر ذمہ دار نہیں۔ جناب اپنیکر! آپ ایک رولنگ دیں۔ یہ تمام سوالات۔ اس میں سے 80% سوالات کے جواب نہیں آئے ہیں۔ آپ ایک رولنگ دیں گے کہ جن جن مکھموں کو سوالات اسمبلی سیکٹریٹ سے جب موصول ہو جاتے ہیں۔ ایک ہفتے کے اندر انکو پابند بنائیں۔ بیٹھ کہاری اسمبلی کا اجلاس ایک مہینے کے بعد بھی نہیں ہو۔ لیکن یہ طریقہ کارکردگی وقت اجلاس ہو رہا ہے۔ جواب ٹیبل پر کیا جاتا ہے جناب والا! یہ اس ادارے اور اس فورم کے ساتھ، اس ایوان کے ساتھ جو constitutional body ہے فیڈریشن کی ایک۔ اس کے ساتھ ایک مذاق ہے۔ آپ یہ رولنگ دیں گے کہ ایک ہفتے کے اندر وہ جواب دیں گے۔ دوسرا گزارش۔ بازی صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے۔ جناب والا! یہ کوئی مغل دربار نہیں ہے۔ جس طرح سردار اختیر مینگل صاحب نے کہا کہ یہ فورم ہے۔ پارلیمنٹ ہے۔ بلوچستان اسمبلی ہے۔ کہ جس میں ایجنسیا ہمیں آدھے گھنٹے بعد، پہلے ملتا ہے۔ دوسرا بات یہ ہے کہ کارروائی ہمیں ایک دن پہلے ہی ملنی چاہیے تھی۔ دو دن، تین دن پہلے ملنی چاہیے تھی۔ اس کے علاوہ جو تیری بات جو ہمیشہ سے میں نے پہلے اجلاس سے کہا۔ آج دوبارہ دھرارہ ہوں۔ اس اسمبلی کا جناب والا! ایک کیلینڈر ہونا چاہیے۔ پارلیمنٹ اسکو لوں میں بھی سلپس لگا ہوا ہے کہ سردویں کی چھٹیاں اس تاریخ سے اس تاریخ تک ہوں گی۔ اتنا بڑا اس اسمبلی ہے۔ فورم ہے بلوچستان کا۔ ہمیں پتہ نہیں ہے کہ ہماری چھٹیاں ہمارے کام کے دن۔ ہمارے جو ہیں procedures اور ہمارا جو بلوچستان کے حوالے سے جو بُرنس ہے بہت important legislation وہ کس دن، کس مہینے اور کس تاریخ کو ہوگا؟۔ اس طرح یہ ادارے نہیں چل سکتے جناب والا! آپ اپنیکر صاحب کو اور سیکٹریٹ کو ہم نے کہا تھا ہم آپ کو سپورٹ کریں گے۔ strategic plan جس کو کہتے ہیں۔ حکومت عملی کا ایک منصوبہ آپکے بلوچستان اسمبلی کیلئے بنائیں گے۔ پورے سال کا کیلینڈر بنائیں گے۔ تین دن چھٹیاں کرنے کی بجائے ہم continuously ایک دو ہفتے۔ تین ہفتے تک اسمبلی کا اجلاس چلائیں گے۔ بلوچستان کے اتنے تکلیف دہ مسائل ہیں۔ بیرونی راستے لیکر۔ بھوک سے لیکر۔ افلاس سے لیکر۔ بدآمنی سے لیکر۔ خراب حکمرانی سے لیکر۔ کرپشن سے لیکر۔ زراعت کی تباہی سے لیکر۔ حیوانات کی تباہی سے لیکر۔ یہ تمام معاملات کو جناب والا! اس طرح کرنا ہیں۔ Thank you verymuch۔

سردار عبدالرحمٰن کھمیران: بے روزگاری یا لاءِ اینڈ آرڈر کی situation ہے، اس پر الگ مہربانی فرمائیں۔

Question hours چل رہا ہے۔ اس میں ہم نے کہا Question No-3 کا جواب آپکی ٹیبل پر ہے۔
ابھی آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: یہر! سارے question defer کر دیں۔

سردار عبدالرحمن کھنگران: نہیں ایسے defer نہیں ہوں گے، کیوں defer ہوں گے؟ کہ اس میں وقت کا بھی ضایع ہے۔ جوابات آئے ہوئے ہیں۔ جنکے جوابات آئے ہوئے ہیں انکی۔ (مداخلت آوازیں) نہیں یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کا کام ہے کہ کتنی دیر میں کرتے ہیں نہیں نہیں، ایم پی اے کوئی اپنی۔ دیکھیں! اسپیکر صاحب! جن کے جوابات آگئے ہیں اُس پر ضمنی سوال اگروہ کرنا چاہتے ہیں بسم اللہ۔ جن کے جواب موصول نہیں ہوئے ہیں۔ وہ آٹو میلک defer ہو جاتے ہیں next session کیلئے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: یہ سردار صاحب! جوابات آج ہی میں موصول ہوئے ہیں اسمبلی کو۔

جناب نصراللہ خان زیرے: یہ سوال ہے اسکا انہوں نے دیا ہے ”کہ جواب موصول نہیں ہوا“۔ اس دوران جب ہم ایک دوسرے سے باتیں کر رہے ہیں۔ یہاں پر تھاتہ میرے سامنے اسمبلی کے اسٹاف نے ابھی میرے سامنے اسکا جواب رکھا ہے۔ تو ابھی میں اسکو کیسے پڑھوں۔ اس پر میں کیسے ضمنی question کروں؟ یہ ہونہیں سکتا ہے۔ لہذا یہ question no-3 کو ڈیفر کر دیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی۔ جی۔

میرا ختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! اس میں میرے خیال سے نصراللہ زیرے صاحب کی بات بالکل اُس میں logic بھی ہے۔ کہ ابھی آپ نے خود اپنی چیز پر بیٹھ کر آپ نے یہ کیا کہا؟ کہ ابھی اسمبلی کو ایک گھنٹہ پہلے جواب موصول ہوا ہے۔ جب اسمبلی کو ایک گھنٹہ پہلے موصول ہوا ہے تو ہمارے پاس کب یہ جواب پہنچا ہے۔ تو جناب والا! اگر ہم نے کوئی جواب پوچھا ہے تو ہم اپنے جواب کو پڑھ کر ہم اُس سے مطمئن ہو کر ضمنی question پوچھیں گے۔ جب ہمیں پتہ نہیں ہے۔ ابھی ہمارے سامنے آپ نے ٹیبل کیا ہے۔ جب ہمیں پتہ نہیں کہ انہوں نے جواب کیا دیا ہے تو ہم ضمنی سوال کہاں سے پوچھیں گے؟ تو جناب والا! زیرے کے اس سوال کو defer کیا جائے۔ اس میں logic ہے جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی۔ جی، اسد صاحب۔

وزیر ملکہ خوراک، سماجی بہبود اور نان فارمل ایجنسیشن: کچھا لمبی چیزیں ہیں جن پر اتنی بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ اس گورنمنٹ کو احسن طریقے سے ہمیں چلانا ہے۔ کچھ سوالوں کے اگر جواب نہیں آئے ہیں۔ اپوزیشن صحیح کہہ رہی ہے

اس کو defer کریں، اگلے سیشن کیلئے۔ اس میں اتنی بڑی بات ہی نہیں ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)۔۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکرہ۔ آغا صاحب! کارروائی کو آگے لے جائیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: اسمبلی کو موردا لازم ٹھہرایا جائے؟ نہیں۔ ہمارے منسٹر صاحب کو ابھی سے یہ یقینی نہیں

ہوتا ہے کہ question hour ہے۔ میں نے جاریہ میں سے ڈالے ہیں، پنچسیں ہیں۔ ابھی تک

ایک کا جواب بھی نہیں آتا ہے۔ میں اینے ساتھی کو support کروں گا۔ آپ رونگ دیں۔ رُولز میں ہے ہی

نہیں۔ تو within fifteen days میں سچے جواب دینا چاہیے اُنکو۔ اس سچے جواب نہیں کھانا۔

”ماموں“ بنانا چاہتی ہے۔ لیکن ہم انشاء اللہ انکو ”ماموں“ بنائیں گے۔ خود نہیں بنیں گے۔ انکو ہب جو اس دنیا سے۔

اور وہ کہ تک چلاتے رہیں گے کہ معاملات۔ معاملات سارے سیکرٹریٹ میں گرفتار ہے۔ منسٹر ہمارے سامنے

بیخارے گھبراتے ہیں۔ نہ ادھر سے کچھ لے سکتے ہیں۔ نہ ہمیں کچھ دے سکتے ہیں۔ تو آے رولنگ آج دے دس۔

جانے سے ساکے کے within fifteen day ہر سیکرٹری انسے ملکے کا جواب دے۔ جو بہاں کے نمبر زمانگتے ہیں۔

سے تماشا لگا ہوا سے حار، جھ میں سے۔ میں نے کھا آپ کے سیکرٹریٹ میں میرے پنچتیس questions پڑتے

ہوئے ہیں۔ اور ایک کا جواب آج آتا ہوا سے۔ تو باقی حار مسٹے ہو گئے۔ انکو اکتنے ظالم ہماں ہے؟ اور ہر بھائیہ پناہتے ہیں

اس بیلی سپکٹریٹ کا۔ اس بیلی سپکٹریٹ کو جب لمبیں گے تو ہمیں دس گے۔ تو میںے خالی میں آب رُونگ دے دیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر س آغا صاحب - ج ج حمل کلمتہ صاحب۔

جناب اپنیک! ایک گورنمنٹ ملزم نے درخواست دی Ex-Pakistan leave کے میہم حمل کیا تو:

لئے۔ اک مثالاں دے رہا ہو۔ دوساری تک وہ سیرمی گھومتی رہے۔ پھر وہ گئی دوساری بعد وہ آئیں سیکرٹریسٹ پہنچی۔

اور دو سال بعد شاہد اُس بندے کے کواب چھٹی کا ضرورت ہو گا نہ ہو۔ میں کے کہنے کا مطلب ہے کہ

سال ایک لوگوں کی سمساں گھومتے ہیں تو آرے سے یکوئی سطح سے کوئی ظاہر چیز نہ ہوتا ہے آرے سیکھنے پر

اور اسی مفہوم کو bound کہ کر ملک نے پہنچ کر تکمیل کیا۔

approve کر گئی۔ خوبی گھمتو، ہوتے ہیں یا kindly کی طبقہ میں ہوتا ہے اسے منگوں دیکھ

Ex-Pakistani leave کے لئے سکونت کا سچا تصور تھا۔

تیزی سکته slow motion

حنا قاسم مقام اپنیکر: شکر بہ مہ صاحب کارروائی کو حاری رکھا جائے۔ جو ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہواني: اگر اس سوال کو ڈیفر کیا ہے تو پھر میں پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ بتیں کروں؟
جناب قائم مقام اسپیکر: میں ابھی تک کیا نہیں ہے ملک صاحب۔ آپ بات کریں۔ پھر میں کر دیتا ہوں اس کے حوالے سے۔

ملک نصیر احمد شاہواني: میں نے کہا، آپ اُنکو defer کریں۔
جناب قائم مقام اسپیکر: آپ دومنٹ تشریف رکھیں۔ میں سوالات کا یہ سلسلہ ختم کرتا ہوں پھر۔ یہ آج کے تمام سوالات کو، انگے سیشن کیلئے ڈیفر کیتے جاتے ہیں۔ اور تمام جو بھی مکملیں ہیں، انکو یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ ایک ہفتے کے اندر اندر اپنے جوابات اسمبلی کو دیں۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) جی آپ بیٹھیں ملک صاحب کو بات کرنے دیں۔

ملک نصیر احمد شاہواني: جناب اسپیکر صاحب! کل ہم نے کوئی ڈولپمنٹ اخراجی ہے، اُسکی نئی گورنگ بادی بنائی گئی۔ اُسکی ایک کاپی ہمیں ملی ہے۔ بدقتی یہ ہے کہ اس کوئی ڈولپمنٹ اخراجی کے اس گورنگ بادی کے اندر بیس ممبران ہیں۔ اور بیس ممبران کے اندر چار اسٹبلی ممبران بھی اس کے اندر موجود ہیں۔ اور چاروں کا تعلق جو ہے وہ حزب اقتدار سے ہے۔ اپوزیشن سے میرے خیال میں اسکے اندر کوئی ایک ممبر بھی نہیں لیا گیا ہے۔ اور بدقتی یہ ہے کہ وہ اراکین جو گزشتہ ایکشن کے دوران ہار گئے ہیں۔ جن کو یعنی خصوصی معاون بنایا گیا۔ ان میں سے دو ممبران کو بھی اُس میں نمائندگی دی گئی ہے۔ اس وقت اپوزیشن کا کوئی ممبر جو ہے کوئی ڈولپمنٹ کے اندر اُنکی کوئی نمائندگی نہیں ہے۔ بلوچستان نیشنل پارٹی کی صوبائی اسمبلی کی تین ممبران ہیں۔ ایک پشتوخوا ملی عوامی پارٹی سے تعلق رکھنے والا ایک ممبر ہے۔ جمعیت علماء اسلام کا ایک ممبر اس میں موجود ہے۔ لیکن ہماری اپوزیشن کی طرف سے اس کے اندر کوئی ممبران نہیں ہیں۔ اور جناب اسپیکر! کوئی جس کی حالت اس وقت ہم سب کے سامنے ہے۔ کسی قسم کی منصوبہ بندیوں اور اسی قسم کی اقرباء پروریوں کی وجہ سے آج بھی کوئی مسائل کا انبار بن چکا ہے۔ ہرگلی گوچے میں جائیں۔ اس وقت بھی ان پانچ سالوں کے دوران کوئی پر اربوں روپے خرچ کیتے گئے ہیں۔ پہلی دفعہ پورے کوئی میں پانچ بچھائی گئی۔ میرے خیال میں سات ارب سے لیکر یہ انبیس ارب تک چلا گیا۔ لیکن آج بھی ان پانچوں میں ایک بوند پانی بھی نہیں آ رہی ہے۔ جس کو اتنی بڑی رقم کے بعد اتنا پیغمہ خرچ کیا گیا۔ پانی کوئی کے اندر موجود نہیں ہے۔ اسکے بعد کوئی کے اندر تمام علاقوں کو کھودا گیا، سیورنچ کے نام پر کہ اس میں بارش کا پانی چلا جائیگا۔ دو دفعہ۔ اور پورے کوئی کوپانچ سال تک ایک عذاب میں بنتا کیا گیا۔ اب آپ اگر اس سیورنچ کے نالوں کو دیکھ لیں تو میرے خیال میں وہاں بارش ہوتے ہوئے، اُس میں سے ایک بوند پانی بھی اُس کے اندر نہیں چلا جاتا ہے۔ اس طرح اربوں روپے خرچ کیتے

گئے۔ خود کیوڑی اے آفس کے سامنے۔ کوئیہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا حسن دیا ہے کہ وہ پیالہ نما ان چاروں پہاڑوں کے درمیان میں ہے۔ اسکی اپنی پانی کی ایک flow ہے کہ جس طرف بہایا جائے خود بخود چل جاتی ہے۔ لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ اس فلور کے دوران بھی آپ دیکھ لیں کہ وہ پانی جو مغرب کی طرف کھینختی ہے۔ کوئیہ ڈولپمنٹ اخترائی کی سامنے جو روڑ پرانی سٹلائیٹ ٹاؤن کی طرف جاتی ہے۔ اس کے اندر میرے خیال میں گزشتہ دس سالوں سے آپ جب بھی جائیں۔ وہاں ایک نالہ بھرا رہتا ہے۔ اس کی منصوبہ بندی کا تو یہ حالت ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ اقرباء پروری ہے۔ کوئیہ سے تعلق رکھنے والے بلوچستان نیشنل پارٹی کی ایم پی ایز- plus ہمارے اپوزیشن کے جتنے بھی ارکان ہیں، انکو لیا جائے۔ نہ صرف اسکے کسی منظور نظر لوگوں کو نواز نے کیلئے، ایک طرف سے تو انکو غلط طور پر جو ہے آپ نے معاون خصوصی بنایا۔ ان کیلئے خصوصی قرارداد پاس کی گئی۔ اب دوبارہ اس کو نواز نے کیلئے اور اصل جو عوامی نمائندے ہیں، انکو دوڑ رکھنے کیلئے، میرے خیال میں اس قسم کی سازش جو ہے بلوچستان نیشنل پارٹی اور ہماری اپوزیشن برداشت نہیں کر گئی۔ اس کے بارے میں آج وزیر اعلیٰ نہیں ہیں، ہمیں اقتدار کی طرف سے اس سوال کا جواب ملنی چاہیے، اگر اس کی طرف سے ہمیں کوئی تسلی بخش کوئی جواب نہیں ملے گی تو کم از کم ہم اس اسمبلی میں کوئیہ سے تعلق رکھنے والے اور ساتھ ہماری پوری اپوزیشن اس پر شدید احتجاج کر گئی۔ اس سوال کا جواب ہمیں چاہیے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ ملک صاحب۔ جی گورنمنٹ ارکین سے کوئی اگر جواب دے۔

میرضیاء اللہ لانگو (وزیر حکومت جنگلات و جنگلی حیات): جناب اسپیکر! ملکہ وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس ہے۔ وہ نہیں ہیں وہ اس کا جواب دے گا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ضیاء صاحب! آپ بیٹھیں۔ نیش صاحب! آپ بیٹھیں دو منٹ، جذباتی نہیں ہوں۔ ملک صاحب! آپ کا پاؤں نوٹ کر دیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب جب آئیں گے۔

میر اختر حسین لانگو: وزراء صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں، جناب اسپیکر! اس کوئیہ شہر کے ساتھ اس سے پہلے جو کھلوڑ کیا گیا ہے۔ اربوں، کھربوں روپے ہم نے اس پر لگادیئے۔ اور ساری خرایوں کا جڑ بھی QDA ہے۔ اور اس QDA کے پروجیکٹس کو اگر لیا جائے، زرخون ہاؤ سنگ اسکیم اس کی وہ حالت ہے۔ درختان ہاؤ سنگ اسکیم اس کی وہ حالت ہے کہ آج وہاں کوئی گھر بنانے کیلئے تیار نہیں ہے۔ ہزار گنجی، شالکوٹ، ہاؤ سنگ اسکیمیں ہیں ان کی وہ حالت ہے کہ ان کی زمین ایک طرف قبضہ ہوئی ہے۔ QDA کے کانوں میں جوں تک نہیں ریتیں گی۔ ہزار گنجی جس کی کرپشن کی کیسز کے داستان جو ہے وہ اس ایوان سے شروع ہوئے تھے اور آج NAB کی عدالتوں میں چل رہی

ہیں۔ جبل نور کا پروجیکٹ ہے، اُس کی حالت زار کو وہاں دیکھ لیں۔ ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے آج ہم نے یہ پوائنٹ raise کیا ہے، اُس کی وجہ بھی یہی ہے کہ QDA میں آج تک انہیں اقرباء پروریوں، انہیں اپنے منظور نظر لوگوں کو وہاں نواز اگیا ہے۔ اور اس مجھے میں اربوں روپے کی اقرباء پروریوں، mismanagement اور نااہل لوگوں کے ہاتھ میں ذمہ داریاں دے کر کے اس کوئئی اور اس کے شہریوں کے ساتھ جو ظلم کیا گیا ہے، ہم یہ چاہتے ہیں کہ آج حکومت ہمیں مطمئن کرے کہ اس ظلم کی داستان کو ہم آگے کہاں تک لے کر جائیں گے؟ اس کو یہیں پر جناب والا! stop ہونا چاہیے، میراث کو منظر رکھتے ہوئے، کوئی شہر کے جو منتخب نمائندے ہیں، ان کی صلاح و مشورے کے ساتھ اس شہر کی بہتری کیلئے، اس شہر کی خوبصورتی کیلئے، اس شہر کی ترقی کیلئے پلانگ کی جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ اختر حسین لاڳو صاحب! جب وزیر اعلیٰ صاحب آئیں گے تو اس مسئلے پر بات کی جائے گی۔

جناب دنیش کمار: سراج مجھے بولنے دیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ثناء بلوج صاحب! آپ دومنٹ دنیش کمار صاحب کو موقع دے دیں کہ وہ کیا بات کہنا چاہتے ہیں۔

جناب دنیش کمار: میں جناب! ایک اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ روز 201 کے تحت یہ اور ہماری ملک کی عزت کا سوال ہے۔ public importance

جناب قائم مقام اسپیکر: جی، جی۔

جناب دنیش کمار: جناب اسپیکر! گزشتہ دنوں امریکہ نے پاکستان کو مذہبی آزادی کے سلسلے میں black list میں ڈالا تھا۔ اُس میں کہا گیا تھا ”کہ جی اقلیتوں پر پابندی ہے“۔ تو جناب اسپیکر! یہ بالکل پروپیگنڈہ ہے، حقائق اس کے برکس ہیں، بلوچستان میں کیا، پورے پاکستان کے رہنے والے اقلیتی اپنی مذہبی آزادی، مذہبی تہوار اور جتنے بھی اُنکے مذہبی فرائض ہیں، وہ اپنی آزادی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ انہیں کسی قسم کے رکاوٹ کا سامنا نہیں ہے۔ اور جو اس طرح سے پابندی لگائی جاتی ہے وہ بے بنیاد ہیں۔ ہمیں فخر ہے کہ ہمارے مذہبی تہواروں میں ہمارے مسلم بھائی بھی ہمارے ساتھ شریک ہوتے ہیں، چاہے وہ ہوئی ہو، دیوالی ہو، الیٹر ہو یا کرسس ہو۔ اور ہم فخر یہ طور پر کہتے ہیں کہ ہم غیر مسلم پاکستانی، پاکستان میں محفوظ ہیں۔ ہمیں کسی قسم کا کوئی ڈر اور خوف نہیں ہے۔ ہمارے مذہبی تہوار حکومتی سطھوں پر منائی جاتی ہے۔ ہمارے مذہبی تہوار پر ہماری پاک فوج آتی ہے، ہمیں تختے اور تھائف دیتی ہے۔ تو اس سے بڑی مذہبی آزادی اور کیا ہونی چاہیے۔ مجھے تو جیرائی ہے کہ اس پر کوئی بھی نہیں بول رہا ہے۔ اور میں

چاہتا ہوں کہ یہ پورا ایوان اس بارے میں مذمتی قرارداد منظور کرے تاکہ یہ جانیں ”کہ یہاں اقلیتیں محفوظ ہیں“، جناب اسپیکر! امریکہ کو نظر نہیں آتا ہے کہ انڈیا کتنی ظلم کر رہا ہے، اقليتی برادریوں پر۔ وہ نظر نہیں آتا ہے اور اٹالا پاکستان پر یہ تھونپا جاتا ہے۔ جناب اسپیکر! میری آپ سے یہ انتباہ ہے کہ مشترکہ قرارداد لائی جائے، تاکہ ہماری متفقہ پیغام جائے۔ thank you

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ مسٹر دنیش! ہم آپ کے جذبات کی قدر کرتے ہیں۔ جی احمد نواز صاحب۔

حاجی احمد نواز بلوچ: دنیش بھائی! تو آج اتنے جذباتی ہیں کہ وہ ہمیشہ ایسے ہی خوش خوش۔ تو میں ایوان کا ٹائم نہیں لوں گا۔ جناب اسپیکر! میں ملک نصیر احمد صاحب کے باتوں کو سینڈ کرتا ہوں اور آخر حصہ صاحب کا۔ چونکہ میرا تعلق بھی کوئی نہ کے ایک بھائی یا ایک ادنیٰ سا ایک کارکن ہوں، تو میں بھی QDA کی policies ہیں اُن سے نالاں ہوں۔ جن دوستوں کو آپ نے QDA کی ممبر شپ میں، کمیٹی میں ڈالے ہیں، اُس میں ہماری اپوزیشن کے جتنے بھی دوست ہیں یا کوئی سے اس ٹائم leading party بلوچستان یونیشن پارٹی کی ہے۔ تو اس میں ہماری نمائندگی اور ہمارے ساتھ جتنے بھی جمیعت کے دوست ہیں، اے این پی کے دوست ہیں یا پشتونخوا میپ کے دوست ہیں، اُن دوستوں کو بھی آپ onboard لیکر اُسی سے ایک کمیٹی تشکیل دیجائے تاکہ آنے والے دنوں میں جو کوئی نہ پلان ہے یا کوئی لئے جو بھی آپ لوگوں کی طرف سے جو اسکیمات آئیں گی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: یہ مسئلہ وزیر اعلیٰ کے آنے تک defer کر دیا گیا ہے۔ جب وہ آئیں گے تو اس موضوع پر پھر تفصیل آپ لوگ بات بھی کر لیں اور پھر میں رونگ بھی دوں گا۔

حاجی احمد نواز بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! میں انتہائی حساس موضوع پر تھوڑا سا آپ کا وقت لوں گا۔ جس کو پانی کہتے ہیں، شکر ہے کہ ہمارے مسٹر صاحب بھی آج بیٹھے ہیں، خاص کر بھاگ، ناڑی اور جتنے بھی ہمارے اضلاع ہیں، نصیر آباد کے یا ہمارے دُور دراز علاقے کے ہیں۔ حال ہی میں جن چینیوں نے اُس پر ڈاکو میٹری چلائی ہے۔ تو آن میں ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب بھی اُس بیٹ میں تھے۔ تو انہیں ہمارے بھاگ کے باسیوں نے جس پر چیف جسٹس نے سومولو ایکشن بھی لیا تھا، تو اسیں جہاں انسان بھی پانی اُسی تالاب سے پی رہے ہیں اور جیوان بھی پی رہے ہیں، تو خدارا! آپ کی اس گورنمنٹ یا ہمارے جو وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، تو آپ لوگ، چیف جسٹس سومولو لے سکتا ہے، مگر ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اور ہمارے وزیر صاحب بھاگ یا اُنکے ماحقہ علاقوں میں جو لوگ بارش کی پانی کو اور اُن تالابوں سے جو سالوں سال سے وہاں پانی کھڑی ہوئی ہے جہاں چرند و پرند، حیوان اور انسان پانی اکٹھے پی رہے ہیں۔ تو ہماری گورنمنٹ کی طرف سے کوئی ایسا اُنکے کیلئے اگر وہاں تک پانی نہیں لے جاسکتا ہے، تو آن کی داد

رسی تو کی جائے۔ اس کے علاوہ جو حمل بھائی نے میرانی ڈیم کا ذکر کیا۔ حال ہی دنوں میں میرا گودار جانا ہوا، تو وہاں سے واپسی پر میں نے دیکھا کہ ہر روڑ کے کنارے پر کچھ ڈرمز پڑے ہوئے، تو میں وہاں رُک گیا اور ان لوگوں سے پوچھا کہ آپ لوگ یہاں کس لئے بیٹھے ہو اور یہ ڈرمز کس لئے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم پانی کے انتظار میں ہیں کہ ہمیں پانی کب ملے گی۔ تو خدارا! اتنی بڑی گورنمنٹ اتنی بڑے بلوجستان میں ہماری ان ماڈل، بہنیں جو پانی کے انتظار کیلئے کہ ہمیں پانی کب ملے گی؟ اور ہمارے لوگ جو ہیں کہ وہ جیپ ریلی، کار ریلی اور کروڑوں روپے وہاں خرچ کر رہے ہیں، مگر بھاگ کی، گودار اور دوسرے جو ہمارے دور دراز علاقے ہیں، ان میں ایک بوند پانی کا وہ لوگ انتظار کر رہے ہیں ”کوہہ پانی کب آیگا؟“ اللہ تعالیٰ قادر تر ہے کہ باشیں بھی نہیں ہو رہی ہیں، اس کے علاوہ کوئی پر آؤں۔ کوئی میں جتنے بھی ہماری ٹینکر مافیا ہے، جنہوں نے ہڑتال کی ہوئی ہے۔ اور وہ ہمیں دیکھ رہے ہیں کہ آج تعداد بھی بہت کم ہے۔ کہ ہمارے ایمپی اے صاحبان یا منسٹر صاحبان کے گھروں میں بھی پانی نہیں آیا ہو گا تو اس کا بھی نوٹس لیا جائے۔ جو QDA کا ذکر ہوا، جو حال ہی میں پورے شہر میں جو کھدا ایسا ہوئی ہیں، وہ کیوڑی اے کے زمرے میں آتے ہیں اور ان نالیوں کو آج تک وہ صاف نہیں کیا ہے انہوں نے۔ ان کی وجہ سے پورے شہر میں آپ جہاں بھی دیکھ لیں۔ بروری روڑ پر، جگل باغ کراس پر، پوڈلی چوک پانی روڑوں پر آ رہا ہے کہ ان کی جو نالیاں جو صفائی نہ ہونے کی وجہ سے آج ہمارا علاقہ بندھی کا شکار ہو رہا ہے تو اس پر بھی آپ نوٹس لیں۔ اور خصوصاً کوئی کے پانی پر۔ ہمارے جتنے بھی ڈیزیز ہیں یا ان پر کام کی سُست روی ہے ان پر زیادہ توجہ دی جائے اور مزید ڈیکھیں بنائی جائیں تاکہ بلوجستان میں جہاں بھی پانی کی قلت ہے۔ وہ اُس پر قابو پایا جاسکے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی۔ جی، آپ جواب دے دیں منسٹر صاحب۔

نور محمد دمڑ (وزیر محکمہ پی انجی ای، واسا): جناب اسپیکر! ویسے تو اپوزیشن کا کام یہی ہے کہ ہماری کھوتا ہیوں کے بارے میں انہوں نے بتانا ہے اور شاندی کرنی ہے۔ لیکن یہ بڑی افسوس کی بات ہے۔ جو آج کی اجلاس سے related بات نہیں ہے، وہ بھی یہاں آکے بیان کرتے ہیں، اور پھر ایک بات جو یہاں کی ماحول کے ساتھ اُس کا تعلق ہے، پھر جا کے جیپ ریلی کے ساتھ اُس کو concern کرتے ہیں۔ جیپ ریلی ایک الگ بات ہے، وہ ایک میلہ تھا، ظاہر بات ہے ہمارے سی ایم صاحب نے وہاں جا کے افتتاح کیا اُس کا۔ اور جہاں تک پانی کی بات ہے، پانی کوئی میں ہم دے رہے ہیں، لوگوں کو proper طریقے سے۔ کوئی آج تک اس طرح کی ہمیں شکایت ملی ہے، ہم نے فوری طور پر وہاں جا کے کارروائی کی ہے۔ واسانے ایک بہترین آج کل جو ماحول بنایا ہے۔ ہماری ریکوری سسٹم ہے۔ وہاں جب بھی کوئی ٹیوب ویل خراب ہو جائے۔ تو ایک دن کے اندر اندر ہم بنالیتے ہیں۔ اور جہاں تک

ٹینکر مافیا کا تعلق ہے، اگر ہمارے دوست کہتے ہیں کہ یہ جو پارسیویٹ ٹینکر چل رہے ہیں۔ پارسیویٹ ٹینکرز اگر بند کرتے ہیں تو ساری ہاؤس یہ بات سن لے، ہم بند بھی کر سکتے ہیں لیکن یہ کہ ہماری واسا کا جہاں structure نہیں ہے، ایسی ہاؤسنگ سوسائٹیز ہیں جہاں پر ہماری پلک ہیاتھ کی structure نہیں ہے۔ تو یہی ٹینکر مافیا ان لوگوں کو پانی مہیا کرتے ہیں، جہاں ہماری واسا کا structure نہیں ہے۔ جہاں پر ہماری پلک ہیاتھ کا structure نہیں ہے، تو اگر ہم بند کر دیتے ہیں تو ساری سوسائٹی پھر اٹھ کے آ جاتے ہیں روڑوں پر۔ کہ بھئی! ایک تو وساہر جگہ پانی مہیا نہیں کر سکتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر ٹینکر مافیا بھی بند کریں تو پھر یہ ہو گا کہ ہر جگہ سے آوازیں اٹھنا شروع ہو جائیں گے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ بھائی نے بھاگ، ناڑی کی بات کی۔ یہ معاملات جو پورے بلوجستان کے ہیں، یہ ابھی کے نہیں ہیں۔ ہماری حکومت کو دو یا تین، چار مہینے ہو گئے۔ کہ ہم نے حکومت سنجھائی ہے۔ پلک ہیاتھ ان جیئنر بگ ڈیپارٹمنٹ نے جہاں تک suffer کی ہے، اس تین مہینے میں، ہم نے جتنی ڈولپمنٹ کی ہے وہ میرے خیال میں ان پچھلی حکومتوں نے پانچ سالوں میں بھی نہیں کی ہوئی۔ یہ بھاگ ناڑی کی اس نے بات کی پتہ چلا، تو ہماری already وہاں ایک structure تالاب ہمارے موجود ہے پٹ فیڈر کینال سے ہم پانی سپلائی کر رہے ہیں ایک تالاب کا جو ایشور آیا سو شل میڈیا پر تو ہمارے سی ایم صاحب نے پوری طور پر اس کا نوٹ لیتے ہوئے سارے سات کروڑ روپے جاری کر دیئے وہاں۔ تو اس بڑھ کے ہمیں اور آپ کو کیا چاہیے آپ صرف مسائل کی نشاندہی کریں بیشک آجائیں ہمارے دفاتر میں ہمارے سیکرٹریٹ میں تو جو بھی مسئلے مسائل ہیں تو ہمیں بتایا کریں۔ اور ہم انشاء اللہ اُسی وقت اس مسائل کا حل ہم ڈھونڈنگے۔ اور حل تلاش کرنے کے لئے اور ہم کر بھی رہے ہیں اور کر بھی لیا ہے۔ تو یہ میرے خیال میں کوئی ایسی بات نہیں ہو گی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ دمڑ صاحب۔ جی اختر لانگو صاحب۔

جناب اختر حسین لانگو جناب اسپیکر! ہمارے آزیبل منشیر صاحب نے جن چیزوں کی بات کی ہے اور میرے دوست احمد نواز صاحب نے کہ وہ issue کا ریلی یا جیپ ریلی کے ساتھ ہم اس لیے اسکو سختی کر رہے ہیں کہ وہ issue اُس علاقے کے ساتھ related ہے۔ جن علاقوں میں جیپ ریلی ہوئی تھی۔ اور سی ایم صاحب وہاں گئے۔ اُس کا افتتاح بھی کیا اور وہاں انہیوں نے گاڑی بھی دوڑائی ہے۔ تو وہ گاڑی دوڑانے کے ساتھ ساتھ جن راستوں سے گزرے ہیں یہ انہی علاقوں کے مسئلے تھے انہیں تالابوں اور آزیبل منشیر صاحب کا مجھے پتہ نہیں کہ وہ بھاگ ناڑی خود گئے یا نہیں۔ لیکن جناب والا! اسکے علاوہ ہمارے منشیر صاحب نے کوئی کی حوالے سے جو بات کی۔ جناب والا! میں اپنے حلے کی بات کرتا ہوں۔ میرے حلے میں ابھی دو، تین دن پہلے آزیبل منشیر

صاحب کی، اللہ پاک کی مہربانی۔ اور اپنی خوش نصیبی کی میرے علاقے کلی شاہو میں آز میبل منستر صاحب کے کسی عزیز کا گھر ہے۔ تو کم سے کم ان کی وجہ سے ہی صحیح، منستر صاحب نے تو ہمیں علاقے کی نمائندے کو کسی کو inform نہیں کیا اور وہاں گئے اپنے عزیز کے گھروہاں بیٹھے۔ اور وہ ٹیوب ویل جو منستر صاحب کو دکھایا گیا تھا، وہ پچھلے 6 مہینوں سے بند پڑی ہے۔ جس کے لیے میں ایم ڈی واسا کے پاس بارہا گیا ہوں۔ میں، جو ہمارا ایوب اسٹیڈیم کا سب ڈویژن ہے اُس کا ENX، اُس کا ایس ڈی او، اُنکے پاس بارہا گیا ہوں اور آخر کار میں نے ایک ٹھیکیدار سے بات کی تھی اپنی behalf پر کے ادھا میں ہمیں لگا کر دے دیں، جب حکومت مہربان ہو گئی فنڈ دینے کے ہم آپ کو فنڈ transfer کر دینے کے۔ اُس پر بھی ایم ڈی واسا صاحب نے پابندی لگادی اُس پر بھی انہوں نے انکار کر دیا ”کہ ہم یہ بھی نہیں کرنے دیں گے“۔ تو جناب اسپیکر! یہ ہماری سنجیدگی کا عالم ہے۔ میرے حلقوے میں اس وقت بھی شیخ حسینی والا ٹیوب ویل ہے جو کلی باران زئی شیخ حسینی میں لگا ہوا ہے وہ پچھلے، جناب والا! میں آپ کے نوٹس میں لارہا ہوں کا اگر آپ کے department کیا ہے تو کم سے کم آپ ان سے بھی پوچھ لیں۔ ہمارا جو کلی جمع خان ہے، اُس کی ٹیوب ویل پچھلے ڈھانی مہینے سے خراب پڑا ہوا ہے واسا کو میں نے بارہا complaint کیا ہے وہ اب تک نہیں بن رہا۔ کلی شیخ حسینی میں جو کلی باران زئی ہے ہمارا ٹیوب ویل جو ہے پچھلے ایک مہینے سے خراب پڑا ہوا ہے۔ اُسکے لیے میں نے complaint کیا ہے۔ آج صحیح میرے دوست میرے علاقے کے لوگ ایم ڈی واسا کے دفتر میں۔ وہاں رمضان صاحب نامی کسی آفسر کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے فون پر میری انہوں نے بات بھی کروائی ہے۔ وہ ٹیوب ویل پچھلے ایک مہینے سے start نہیں ہو رہا۔ کلی نیونچاری کا ٹیوب ویل خراب ہے وہ start نہیں ہو رہا۔ کلی اسماعیل کے ٹیوب ویلوں کے ساتھ یہی مسئلہ ہے۔ ترخ میں جو ترخ شیرانی والا ٹیوب ویل کوئی 25 دنوں سے خراب پڑا ہوا ہے وہ start نہیں ہو رہا۔ ارباب کرم خان روڈ کے ٹیوب ویلز جو ہیں، وہ ڈیڑھ مہینے سے بند پڑے ہوئے ہیں، وہ start نہیں ہو رہے ہیں۔ رئیسانی روڈ کے ٹیوب ویلز سارے خراب پڑے ہوئے ہیں وہ start نہیں ہو رہے ہیں۔ اور بارہا میں بحیثیت علاقے کے منتخب نمائندے کے میں اُنکے ایم ڈی، ہیڈ آفس ایم ڈی کے آفس بھی گیا ہوں۔ ہم نے ان سب ڈویژن کے چکر کاٹ کاٹ کے ہمارے جوئے گھسادیے۔ جناب والا! جب ہم وہاں جاتے ہیں تو یہ بلوں کا تذکرہ لاتے ہیں ”کہ جی لوگ بل نہیں دے رہے ہیں“، ہم نے ان سے کہا تھا کہ آپ ایک mechanism بنا دیں، پچھلے میں سالوں سے آپ نے اپنی نالائقی کی وجہ سے ڈیپارٹمنٹ کی نالائقی کی وجہ سے کسی کو بل نہیں بھجوائے۔ اب آپ ایک mechanism بنا لیں، ایک طریقہ کا وضع کر لیں کہ بل کس طرح وصول کر لیں۔ طریقہ کا راست طرح ہو آپ وصول کر پائیں۔ اور لوگ وہ جو ہے ادا کر پائیں تو اس طرح

کا ہمارے ساتھ بیٹھ کر کوئی اُسکے لیے mechanism بنانے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن یہ طریقہ کارجو واسانے اپنایا ہوا ہے کہ جناب علاقے کی ٹیوب ویلوں کو بند کر کے آپ لوگوں کو کہیں ”کہ جب تک بلند دیں، ہم ٹیوب ویل start نہیں کریں گے“، جناب والا ظلم ہے۔ ہمیں طریقہ کار سے اختلاف ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر! شکریہ اختر حسین صاحب! آپ concern minister صاحب کو تھوڑا موقع دیں اس پر جی آپ جواب دے دیں اختر حسین صاحب کو۔

وزیر ملکہ پی اچ ہائی اور واسا: جناب اسپیکر! بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کو علاقے والوں نے نمائندہ منتخب کیا ہوا ہے لیکن آج تک مجھے آپ کی complaint آئی۔ اور نہ آپ نے کوئی شکایات لے کر آئے میرے پاس، نہ میرے آفس آئے۔ میں یہاں موجود ہوتا ہوں ہر وقت لیکن اُسی دن ان کے ملکہ والے سارے اکٹھے تھے، میرے گھر پر آئے تھے کم سے کم تیس بندے میں جیسے نکلا، یہ لوگ باہر کھڑے تھے۔ میرا انتظار کر رہے تھے تو میں نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم کلی شاہو سے آئے ہیں۔ تو ہمارا یہ مسئلہ ہے۔ پانی کا ٹیوب ویل بند ہے۔ وہاں پینے کا پانی نہیں ہے۔ اور جو ٹیوب ویل تھا وہ خراب ہے۔ تو میں نے کہا کہ آپ کا MPA کون ہے؟ تو انہوں نے کہا ہمارا MPA اختر حسین لاگو صاحب ہے۔ تو میں نے کہ آج تک تو انہوں نے مجھ سے اس بات کی ذکر بھی نہیں کی ہے۔ تو کہتے ہیں کہ آپ ہمیں ٹائم دیں۔ وہ تو ہمیں ٹائم نہیں دے رہا ہے پھر ان کو میں نے ٹائم دیا۔ میں نے ایم ڈی واسا کو بلا یا۔۔۔ (ڈیسک جائے گئے) اُسی وقت میں نے وہاں کھلی کھڑی لگائی۔ میں جیسے ہی گیا ہوں وہاں ایک معمولی سی بات پر۔ ٹیوب ویل تیار تھا ایک بندے کا مسئلہ تھا کوئی کہتا ہے کہ آپ نے ہمیں اس پر نوکری دینی ہے میں نے اُسی وقت وہاں یہ آرڈر دے دیا کہ میں نے کہا کہ جیسے کوئی نوکری آئی تو سب سے پہلے آپ کا بندہ لگے گا ٹیوب ویل تیار کر لیں۔ تو ٹیوب ویل تیار ہوا۔ ابھی ایک دو دن میں وہاں دو ٹیوب ویلوں کا افتتاح کرنا ہے۔ تو وہاں گیا وہاں میں نے دیکھا ایک گلی میں میں ادھر سے گزر نہیں سکتا تھا، اتنا گندھ وہاں بننا ہوا تھا میں جیران ہوا اور میں نے کہا کہ اگر میں MPA ہوتا تو میں آج resign کر دیتا تھا۔ یہ کون سا ملکہ ہے؟ یہ کون سا گلی ہے؟ یہاں کا کوئی نمائندہ ہے تو کم سے کم آکر اسمبلی فورم میں بات تو کر لیتے اپوزیشن والے؟ وزیر اعلیٰ صاحب کی جیپ ریلی کے بارے میں تو بتا دیتے ہیں۔ لیکن عوام کی نمائندگی تو آپ صحیح طور پر نہیں کر رہے ہو۔ تو کم سے کم شہر کے اندر ہوتے ہوئے بھی آپ کا یہ حال ہے؟ وہ کہتا ہے کہ آپ کا ایک عزیز۔ وہاں کے لوگ ہی اٹھ کر کھڑے ہوئے تھے۔ میرے گھر آئے تھے وہاں میرا کوئی جانے والے بھی نہیں ہے۔ وہاں نہ میرا کوئی عزیز ہے نہ کوئی رشتہ دار ہے لیکن سارے بلوچستانی ہیں، سارے ہمارے لوگ ہیں، سب کا حق ہے میں نے وہاں پانی دینا ہے۔ تو میں گیا ان کے لیے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: منشہ صاحب! ہم سب سارے بھائی ہیں اختر حسین لانگو صاحب! آپ باہر ملک کے دوروں کے بجائے اگر آپ خود منشہ کے پاس جائیں تو بہتر ہے گا۔ جی۔

جناب اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! دمڑ صاحب کو شاید میرے حلقة کے بارے میں اتنا علم نہیں ہے کہ میں پہلی مرتبہ نہیں دوسرا مرتبہ منتخب ہوا ہوں۔ اگر میں اتنا نالائق MPA ہوتا تو لوگ مجھے دوسرا مرتبہ منتخب کر کے نہیں بھیجتے اس اسمبلی میں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) جناب والا! دمڑ صاحب کو اپنے محلہ کے بارے میں اگر اتنی خبر نہیں ہے، تو وہ میرا قصور نہیں ہے۔ اگر وہ اپنے محلے سے اتنا بے خبر ہے تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ اُن کو اپنے محلے کے بارے میں پتہ ہونا چاہیے۔ اُن کے جو آفیسرز آپ نے اتنے sub divisions بنائے ہیں اُس میں ایکسین، ایس ڈی او، آپ کے سب انجینئرز آپ کے دوسرے اسٹاف آپ نے رکھے ہیں وہ کس مرض کی دوا ہیں؟ پھر یہ ہمارا ایک بنیادی حق ہے پانی، یہ ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اس کے لیے میں جا کر دمڑ صاحب کے جو تے اٹھا کر سیدھے کروں؟۔۔۔ یا میں اُس کی شلوار یا اُس کا دامن اُس کے سامنے جھوپی پھیلاوں؟ یا اُس کی ذمہ داری ہے۔ میرے لوگوں کو پانی مہیا کریں۔ اور اُس نے اپنی sub division بنائے ہیں۔ اُنہوں نے ایم ڈی واسا کو کیوں بٹھایا ہوا ہے؟ ہم اُس کے پاس گئے ہیں۔ وہاں ایم ڈی واسا کیوں respond نہیں کرتا ہے؟

جناب قائم مقام اسپیکر: اختر حسین لانگو صاحب! غیر پارلیمانی الفاظ سے سب پر ہیز کریں۔ دمڑ صاحب نے کوئی ایسی بات نہیں کی اُس نے کہا جس۔۔۔ (مداخلت۔شور) آرڈران دی ہاؤس ابھی سب بیٹھ جائیں۔ ابھی کارروائی کو آگے لے جاتے ہیں۔ آگے جس نمائندہ کے ساتھ بھی کوئی وہ ہو تو وہ concern minister کے پاس خود وہ مسئلہ لے کر جائے۔ تاکہ وہ فوری حل کر سکیں۔ کارروائی کی طرف آتے ہیں اچکنی صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: میرے خیال سے دنیش صاحب نے بہت important issue کی طرف توجہ دلائی ہے۔ امریکا سے جو آئی ہے، اُس کے جواب سے پورے ہاؤس کو متفقہ طور پر اُنکے منہ پر ایک طمانچہ مارنا چاہیے کہ اُن کو کشمیر میں، اُن کو برمیوں کا، فلسطینیوں کا، شامیوں کا، لبنان والوں کا، یمن والوں کا، جہاں ہندوستان میں ہو رہا ہے اقلیتوں کے ساتھ، وہ نظر نہیں آرہا ہے۔ اُن کو یہاں پاکستان میں نظر آ رہا ہے۔ تو اسکے لیے میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن اور حکومت مل کر ایک مشترکہ قرارداد لائیں۔ امریکا کی توجہ اُس طرف دلائیں۔ اُن کو آئینہ دکھائیں۔ خود امریکا میں کیا ہو رہا ہے؟ اُن کے لے پا لک اسرائیل کیا کر رہا ہے، ہندوستان کیا کر رہا ہے، مشرقی پاکستان میں کیا ہو رہا ہے، برمیں کیا ہو رہا ہے، اُن کو اُس طرف وہ آئینہ دکھانا چاہیے۔ بجائے اس کے کہ وہ پاکستان پر الزامات لگا دیے جائیں۔ ہم تو مشکور ہیں اور یہاں تمام اقلیتوں کو اسلامی قواعد کے مطابق تمام اُن کو انکے حقوق حاصل ہیں۔ وہ

اپنی زندگی آرام سے گزار رہے ہیں۔ وہ اپنی عبادت گاہوں میں جاسکتے ہیں۔ تو اس قسم کے اذامات لگا کر پاکستان کو بلیک میل کرنا، پاکستان کو نیچا دکھانا، پاکستان کو dictation دینا، یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آپ نے درست فرمایا۔ جی شاء بلوچ صاحب۔

جناب شاء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر! ہمارے پاس ہے، قرارداد پیش کروں وہ منظور کر لیں پھر میں اپنی point of order کی طرف آتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: پہلے کارروائی کو آگے لائے جاتے ہیں۔ وقفہ سوالات تو پہلے سے ختم ہو گیا۔ رخصت کی درخواستیں سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب شمس الدین (سیکرٹری اسمبلی): سردار فراز چاکرڈوکی صاحب نے مطلع فرمایا کہ موصوف نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب محمد عمر خان جمالی صاحب نے مطلع فرمایا کہ موصوف کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار محمد صالح بھوتانی صاحب نے مطلع فرمایا کہ وہ کوئٹہ سے باہر ہونے کے بنا 15 دسمبر اور آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی مٹھا خان کا کڑ صاحب نے مطلع فرمایا کہ وہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا 15 دسمبر اور آج کی نشستوں میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار مسعود علی خان لوئی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج اور 21 دسمبر کی نشستوں سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جناب محمد بنین خلیجی صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر ربانے خان صاحب نے بخی مصروفیات کی بنا 15 دسمبر اور آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔ کارروائی آگے لے جائیں شاء بلوج صاحب! کارروائی بہت رہتی ہے میرے خیال سے آج کے سوالات بھی سارے آگئے۔

جناب شاء اللہ بلوج: آپ کو یاد ہو گا کہ جب ہفتہ کو ہم نے اجلاس ختم کیا تھا تو وہاں پوانٹ آف آرڈر پر drought کا مسئلہ آیا اور اسپیکر صاحب نے اس کو ڈیفرا اسی لیے کیا کہ میرے خیال میں منظر صاحب نے بھی یہی کہا کہ ہمیں وہاں سے پی ڈی ایم اے سے قحط سالی سے متعلق کچھ update موصول ہونی ہے۔ تو میرے خیال میں ہم سب ارکین اسمبلی اگر انہی table پر دیکھیں تو ہمیں پی ڈی ایم اے نے خشک سالی کے حوالے سے کچھ معلومات بھیجی ہیں bullet points بھیجے ہیں، یہ ہمارے سامنے ہیں۔ میں ایک دفعہ پھر، جناب اسپیکر! ایک مسئلہ جو اہم ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے مشترک طور پر اس ایوان نے اُس وقت وزیر اعلیٰ صاحب موجود نہیں تھے۔ بلوچستان میں بدترین خشک سالی کے حوالے سے کوئی 6 سے 7 گھنٹے کی مفصل اُس پر بحث ہوئی۔ اُس بحث و مباحثے کے بعد 5 تاریخ کو ایک مشترک اور متفقہ قرارداد منظور ہوئی۔ اور اُس قرارداد کی سارا متن اور تمام اخبارات کی تفصیل کے ساتھ زینت نہیں۔ بلوچستان میں جو خشک سالی ہے یہاں ایک difference ہے، جو کبھی لوگ confused کر دیتے ہیں، ایک ہے جس کو کہتے ہیں drought۔ ایک ہے famine، جس کو قحط سالی کہتے ہیں، ایک ہے خشک سالی، خشک سالی کو اگر مسلسل نظر انداز کیا جائے تو پھر وہ قحط سالی کی صورت حال اختیار کر جاتی ہے۔ اور قحط سالی کی جو صورت حال درپیش ہو تو بہت سی اموات اُس میں واقع ہو جاتی ہیں۔ اور میرے خیال میں ایک ملک کے لیے اور بالخصوص پاکستان جیسے ملک کے لیے جو نیوکیلر پاور ہو جو اتنے بڑے رقبے پر مشتمل ہو، اتنے وسائل ہوں، اتنی مال و دولت ہو اور اُس کی 62% صوبے میں رہنے والے 83.4% بلوچستان کی آبادی وہ اچھی خوارک جو ہیں وہ afford نہیں کر سکتا۔ یعنی وہ اس پوزیشن میں نہیں ہے اس کی یہ استعداد نہیں ہے استطاعت نہیں ہے کہ وہ اچھی خوارک کھائیں۔ تو بلوچستان کو حقیقت میں اگر دیکھا جائے international standard کے مطابق اگر دیکھا جائے۔ ہیلٹھ کے standard کے مطابق دیکھا جائے تو بلوچستان کی 83.4% آبادی وہ خشک سالی اور بھوک کے شکار ہیں۔ تو یہ جو خشک سالی کا قرارداد جو ہم لائے تھے، اُس میں بالخصوص ایک spell جو آیا ہے خشک سالی کا، وہ 14 سے 15 ضلعے اُس سے متاثر ہوئے۔ یہ ہم نے اپنی speech میں اُس وقت بیان

کیا، اُس کے بعد پی ڈی ایم اے تمام اضلاع سے رپورٹ منگوائی۔ اُس رپورٹ کی ایک کاپی آج اس لیے یہ کارروائی کا حصہ ہے۔ کیونکہ شائد کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ پونٹ آف آرڈر ہے۔ یہ آج ہمارے پر provincial disaster management authority, drought assessment of human population یا آپ کے سامنے پڑی ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اس میں 14 اضلاع شامل ہیں اس میں گواہ، جیونی جہاں میں ابھی گیا گواہ اور جیونی جیسے علاقوں میں بھی اس وقت drought ہے خشک سالی ہے مکران پورے کا پورا وہ خشک سالی کی زد میں ہے۔ لبسیلہ وہ خشک سالی کی زد میں ہے لیکن بڑے فسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے اپنے ضلع کو جس کی تقریباً 40 سے 45 فیصد اُس کی ایریا گزند میلر سے اوپر سے لیکر نیچے کے علاقے آئیں گے تو یہ ویدریہ سارے خشک سالی کے زد میں ہیں اُس کو بھی provincial disaster management authority نے جو ہے drought میں شامل نہیں کیا۔ خضدار میں آڑنجی، سارونا، یہ علاقے شامل نہیں ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ کہ جب میں نے بتایا ہے کہ 83.4% population this is a known figure یہ میرے خیال میں ہماری جو nutrition کے حوالے سے سارے ادارے ہیں انہوں نے رپورٹ بھی کیا ہے گورنمنٹ آف بلوچستان کو۔ تو بلوچستان کی 84 فیصد آبادی بھوک، افلاس اور خشک سالی کا شکار ہے۔ اب پالیسی کیا ہے؟ جناب والا! ہم نے جس دن یہ بحث کیا ہمارا مقصد اپوزیشن نہیں کرنا تھا اپوزیشن اپوزیشن نہیں کھینا تھا۔ مخالفت مخالفت نہیں کھینا ہم نے کسی کی برائی بھلانی نہیں کرنی تھی ہم نے کہا ایک صوبے میں 84 فیصد لوگ بھوک اور افلاس سے مر رہے ہیں۔ ہمیں خداوندوبارک تعالیٰ نے ذمہ داریاں عائد کی ہے کہ ہم اُن کے لیے منصوبہ بندی کریں ہم نے دنیا میں stranded pillars کو drought کو address کرنے لیے جناب والا! تین steps ہوتے ہیں۔ میں نے اُس دن سب سے پہلے کہا تھا کہ صوبائی گورنمنٹ جناب وزیر اعلیٰ صاحب! اُس دن بھی ہم نے یہی کہا اور یہ متفقہ قرارداد کا حصہ تھا کہ آپ بلوچستان کے تمام اضلاع پورے بلوچستان کو آفت زدہ قرار دیں۔ یہ اُن دنوں کی اخباروں کی شہ سرخی بھی بھی بنتی۔ یہ شہ سرخیاں ڈان سے لیکر ایکسپریس سے لیکر دی نیوز سے لیکر کے اردو کے تمام اخبارات کو لے لیں میڈیا چینلز کو لے لیں یہ بات ہوئی کہ جی بلوچستان کو آفت زدہ صوبہ قرار دیا جانا۔ جب آپ ایک صوبہ کو۔۔۔ (مداخلت)

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر حکومت زراعت و کاؤپریویز): جناب اسپیکر! میں شاء صاحب کی عزت کرتا ہوں پرسوں بھی انہوں اس issue پر بات کی اور جتنے بھی drought ہیں اور یہ drought کل یہاں شروع نہیں ہوا ہے بلوچستان میں یہ کم از کم 25 سے drought ہو رہا ہے یہ issue شاء صاحب آپ نے پرسوں اجلاس میں

بھی بات کی ہم نے آپ کی نہیں نہیں آپ دیکھیں آپ کہتے ہو ظاہر کے مطابق آپ بات کریں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اچکزئی صاحب! آپ دو منٹ بیٹھیں یا اپنی بات پوری کرے۔

وزیر مکمل زراعت و کواپریوں: آپ کہتے ہو کہ قرارداد پیش کی جائے۔ یہ قرارداد ہے؟ میں پوچھتا ہوں اگر قرار داد نہیں ہے تو ہم بھی اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ drought کس طرح ہے اور کس طریقے سے جارہا ہے اگر آپ کی suggestion ہے آپ دے دو۔ نہیں نہیں لیکن اس طرح تو چلتا نہیں ہے یہ ساری اسمبلی تین گھنٹے تک اپوزیشن والے بولتے رہے اور ہمیں ایک منٹ بھی نہیں ملی ہمیں حق ہے بولنے کا ہم ان کا جواب دینگے۔ کہ کس طرح ختم کرنا ہے کیا طریقہ کارہے آپ بتاؤ کیا طریقہ کارہے آپ تجاویز دے دو۔

جناب قائم مقام اسپیکر: سب کو بولنے کا حق ہے سب بولیں گے اس پر۔

وزیر مکمل زراعت و کواپریوں: آپ کارروائی لے آئیں آپ نے کہا کارروائی چلے گی تو کارروائی تو ہٹ گئی پھر کارروائی لے آؤں کی کارروائی تو شروع کر دیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آپ دو منٹ تشریف رکھیں۔ جی۔

جناب شاء اللہ بلوچ: اسپیکر صاحب! مختصرًا! زمرک بھائی صرف اپنی ٹیبل پر آپ کو دو گاند نظر آئیں گے یہ کارروائی کا حصہ ہے۔ اس طرح کا ایک گاند نظر آ رہا ہے۔ پڑھا ہوا ہے۔ نہیں نہیں آپ دیکھ لیں اپنی ٹیبل پر دیکھیں لیں یہ آپ کی ٹیبل پر پڑی ہے۔

وزیر مکمل زراعت و کواپریوں: یہ تو مجھے بھی پتہ ہے لیکن پونٹ آف آرڈر ہوتا ہے آپ اگر کوئی رولز کے مطابق غلط چلتا ہو تو آپ پونٹ آف آرڈر کے سکتے ہو۔ point of public importance آپ بات کر سکتے ہو وہ اس وقت کر سکتے ہو آپ تو zero hour کو جو ہے پہلے کس چیز پر بات کی پھر کیا ماحول پیدا ہوا پھر ہمارے غستر کو آپ لوگوں نے کیا کہا۔

جناب نصر اللہ خان زیری: اگر آپ کارروائی دیکھیں اپنی ٹیبل پر۔ آج آپ کی zero hour میں نے با قاعدہ نوٹس دیا ہوا ہے۔ وہ drought کے حوالے سے ہے۔ آپ کی قواعد و انصباب کار کے مطابق میں نے آپ کو ایک نوٹس دیا تھا۔ اس کے مطابق آپ جو ہے کارروائی بالترتیب چلے۔ میرا تحریک التوا بھی ہے۔

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! دیکھیں وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں تجاویز۔ میں نے اس دن بھی یہی کہا کہ ہماری قرارداد اس دن میں تجاویز نمبر ایک دوبارہ لکھ لیں کہ صوبائی حکومت فی الفور بلوچستان کو آفت زدہ صوبہ قرار دے۔ اس میں آپ کے اخلاق آپ کے حلے سب کے علاقے شامل ہیں۔ دوسرا بات یہ ہے کہ جب آپ کسی

صوبے کو آفت زدہ قرار دلواتے ہو تو جناب والا! اُس کے بعد یہ جو بینک کے loans ہیں، زرعی بینک کے قرضے ہیں۔ بھلی کے بل ہیں، زمینداروں کے مشکلات ہیں، ان کے حوالے سے صوبائی گورنمنٹ وفاقی گورنمنٹ یہ issue take-up کرے گا۔ اور ان کو relief دلانا ہے تیسری بات یہ ہے کہ آپ drought کے حوالے سے خشک سالی کا مطلب یہ نہیں ہے ٹرکوں میں آٹا، چینی، چاول بھر کر ڈریٹرکٹس کو dispatch کرنا، یہ نہیں ہوتا drought کو mitigate کرنا۔ خشک سالی کو ایڈریس کرنے کا طریقہ کاریہ دفیا نوسی 2000 سال پرانا نہیں ہے یہاں drought اور خشک سالی نے حیوانات، انسان، پانی، ساری چیزوں کو متاثر کیا ہے تو ہم چاہ رہے تھے کہ ہماری گزشتہ قرارداد ہم نے کہا ایک delegation بنائیں۔ وفاقی حکومت کے پاس جائیں آپ خود کہتے ہیں کہ ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں۔ اب جن اصلاحات میں drought آیا ہے۔ وہاں پانی کا سب سے بڑا میراث ہے پیاس سب سے بڑا مسئلہ ہے وہ پر solar power tubewell لے آئیں جو displace population ہے جو آبادیاں منتقل ہو گئی ہیں۔ اُن کو پانی فراہم کیا جائے یہ منظر صاحب ابھی چلے گئے پی ایچ ای کے تو جناب والا! کیونکہ دوبارہ ہم اس پر بات کریں گے میں آج سی ایم صاحب بیٹھے ہیں تو قرارداد اُس دن ہم نے منظور کی تھی مشترکہ اور متفقہ طور پر میں آپ سے صرف یہی گزارش کرتا ہوں۔ ہم نے آپ کی رہنمائی کی سینکڑ کے حوالے سے آپ نے ایک کمیٹی بنائی، آج تک اُس کی میٹنگ نہیں ہوئی ہم نے NFC کے حوالے سے آپ کی رہنمائی کی مشورے دیے۔ اُس سے ایک عمل درآمد نہیں ہوا ہم اس صوبے میں ہمارے بچے ہماری خاندان ہمارے لوگ ہماری قویں سب آباد ہیں جس رفتار سے آپ حکومت کو چلا رہے ہیں اسی رفتار سے بلوچستان پسمندگی، بدعحالی اور بھوک کی طرف بڑھ رہی ہے آپ کو اپنی رفتار طریقہ کار حکمت عملی اور گونس میں scientific approach اپنائی ہو گی پھر جا کے بلوچستان اس تباہی اور بر بادی سے نکل سکتا ہے thank you

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ! جی نصر اللہ خان زیرے کی جانب سے تحریک التوانگر ایک موصول ہوئی ہے۔ قواعد و انصبار کار بلوچستان صوبائی اسمبلی محریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 75A کے تحت التوانگر ایک پڑھ کر ساتا ہوں تحریک یہ ہے کہ مورخہ 13 دسمبر 2018ء کو کوئی شہر کے معروف ڈاکٹر ابراہیم خلیل کواغوا کیا گیا۔ جس کی وجہ سے عوام میں شدید خوف و ہراس پایا جاتا ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور عوامی نویت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔ آیا کہ مذکور تحریک التوانگر ایک پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟ پونکہ تحریک التوانگر ایک کو ایوان کی حمایت حاصل ہو گئی ہے، لہذا نصر اللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنی تحریک التوانگر ایک پیش کریں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: thank you

محریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوا کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ 13 دسمبر 2018ء کو کوئٹہ شہر کے معروف ڈاکٹر ابراہیم خلیل کو اغوا کیا گیا۔ جس کی وجہ سے عوام میں شدید خوف و ہراس پایا جاتا ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور عوامی نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام اپیکر: تحریک التوا نمبر ایک پیش ہوئی۔ لہذا تحریک التوا نمبر ایک کو مورخہ 21 دسمبر 2018ء بروز جمعہ بحث کے لیے منظور کیا جاتا ہے۔ آڈیٹ جزل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ برحسابات حکومت بلوچستان برائے سال 2017-18ء کا ایوان میں پیش کیا جانا۔ وزیر خزانہ! اسمبلی قواعد و انصبار کار محریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت آڈیٹ جزل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ برحسابات حکومت بلوچستان برائے سال 2017-18ء ایوان کی میز پر رکھیں۔

میر عارف محمد حسنی (وزیر ملکہ خزانہ): میں وزیر خزانہ، آڈیٹ جزل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 2017-18ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔ رکھدی گئی ہیں۔

جناب قائم مقام اپیکر: شکریہ! آڈیٹ جزل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ برحسابات حکومت بلوچستان برائے سال 2017-18ء کو بلوچستان اسمبلی قواعد و انصبار کار محریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 160 کے تحت پیلک اکاؤنٹ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

آڈیٹ جزل آف پاکستان کی کارگردگی برائے آڈٹ رپورٹ برکوئٹہ آب رسانی اور ماحولیاتی ترقی کا منصوبہ کا ایوان میں پیش کیا جانا۔ وزیر خزانہ! اسمبلی قواعد و انصبار کار محریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت آڈیٹ جزل آف پاکستان کی کارگردگی برائے آڈٹ رپورٹ برکوئٹہ آب رسانی اور ماحولیاتی ترقی کا منصوبہ کا ایوان کی میز پر رکھدی۔

وزیر ملکہ خزانہ: میں آڈیٹ جزل آف پاکستان کی کارگردگی برائے آڈٹ رپورٹ برکوئٹہ آب رسانی اور ماحولیاتی ترقی کا منصوبہ ایوان کی میز پر رکھتا ہوں، اور رکھ دیا گیا ہے۔ یہ پرسوں رکھا ہوا تھا۔ آپ لوگ لے گئے ہوں گے۔ باقی ساروں کے میز پر رکھا ہوا ہے۔ میں اب بھی آپ کو دے دیتا ہوں یہ جو میرے پاس پڑا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام اپیکر: اچھا! نہیں، یہ 15 تاریخ کو بھی کچھ ممبر زاپنے ساتھ لے گئے تھے۔ تو آپ لوگوں کو ان کی کاپیاں فراہم کر دی جائیں گی۔ آڈیٹ جزل آف پاکستان کی کارگردگی برائے آڈٹ رپورٹ برکوئٹہ آب رسانی اور ماحولیاتی ترقی کا منصوبہ بلوچستان اسمبلی قواعد و انصبار کار محریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 160 کے تحت پیلک اکاؤنٹ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

اقلیتی کاس کا قیام عمل میں لا یا جانا۔ کوئی بھی رکن اسمبلی قواعد و انصبار بلوچستان صوبائی مجریہ 1974ء قاعدہ نمبر

180 کے تحت تحریک پیش کریں۔

جناب دینش کمار: شکر یہ جناب اپسیکر! میں دینش کمار، رکن اسمبلی قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان میں صوبائی اسمبلی میں اقلیتی کاس کا قیام عمل لایا جائے۔

جناب قائم مقام اپسیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان صوبائی اسمبلی میں اقلیتی کاس کا قیام عمل میں لایا جائے آپ لوگوں کی آوازیں نہیں آئیں۔ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان صوبائی اسمبلی میں اقلیتی کاس کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے۔

بجی نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنی بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 101 (الف) کے تحت اپنی عوامی اہمیت کا مسئلہ پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: میں اسمبلی قواعد و انضباط کار مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 101 الف کے تحت ذیل zero hour کا نوٹس دیتا ہوں۔

عنوان: قحط اور خشک سالی سے متاثرہ اضلاع میں اشیاء خورد و نوش اور دیگر اشیاء کی تقسیم فراہمی۔ کیا وزیر پیڈی ایم اے ازارہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ حالیہ تباہ کرن قحط اور خشک سالی کے نتیجے میں صوبے کے کن کن سے اضلاع شدید طور پر متاثر ہوئے، تفصیل دی جائے؟ نیز ژوب ڈویژن کے اضلاع ژوب، شیرانی، قلعہ سیف اللہ، موسی خیل، بارکھان، دُکی اور لورالائی، کوئٹہ ڈویژن کے اضلاع، کوئٹہ، قلعہ عبداللہ اور پشین سبی ڈویژن کے اضلاع سبی، زیارت، ہرنانی، ڈیرہ گلکشی، کوہلو اور رخشان ڈویژن، بکران ڈویژن اور فلات ڈویژن میں حکومت کی جانب سے متاثرہ زمینداروں، مالداروں، عوام میں تقسیم فراہم کردہ اشیاء خورد و نوش اور دیگر اشیاء کی ضلع و تفصیل دی جائے؟ حاجی احمد نواز بلوچ: نصیر آباد ڈویژن کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔

وزیر محکمہ زراعت و کواپریوں: جناب اپسیکر! کچھ دیر پہلے شاء صاحب تقریر کر رہے تھے۔ تو میں نے objection کیا کہ روز آف پروسیجر کے تحت اسمبلی کو چلتا چاہیے۔ انہوں نے ایک کاغذ دکھایا کہ یہ کارروائی کا حصہ ہے۔ کارروائی تو ابھی پیش ہوئی اور انہوں نے تقریر ایک گھنٹہ پہلے کی ہے۔ ابھی میں پوچھتا ہوں کہ وہ کونسی کارروائی تھی مجھے سمجھائیں جس پر آپ بات کر رہے تھے؟ نصراللہ زیرے نے جو مسئلہ ابھی پیش کیا۔ اس پر ابھی آپ بحث کرتے تو بہتر تھا۔ میں نے اُس وقت دو دفعہ objection کیا اور انہوں نے کہا کہ یہ کارروائی کا حصہ ہے۔ جبکہ drought والا معاملہ ابھی پیش ہوا۔۔۔ (مداخلت)

جناب قائم مقام اسپیکر: یہ تو میرے خیال سے پہلے سے آپ کے ٹیبل پر رکھ دیا گیا تھا جی وزیر داخلہ پی ڈی ایم اے۔

میر سعیم احمد کھوسہ (وزیر حکومتہ داخلہ و پی ڈی ایم اے): جناب اسپیکر! تفصیل تو مہیا کیا گیا ہے تمام مجرمان کو۔ جناب اسپیکر! یہ جو situation کی بندی بلوچستان میں، یہ کافی عرصے سے باش نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ اس کے اوپر تفصیلاً کافی گفتگو ہوئی ہے۔ ثناء جان نے بھی کافی گفتگو کی ہے زیرے صاحب نے اور باقی دوستوں نے بھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کافی عرصے سے بارشیں نہ ہونی کے وجہ سے زیرز میں پانی کی سطح بہت نیچے گی ہے۔ جس سے مال مویشی کے منسلک مسائل پیدا ہو گئے۔ اور انسانی زندگی بھی اس سے کافی متاثر ہوئی ہے لیکن جس طرح ثناء بلوچ نے کہا کہ بلوچستان کو آفت زدہ قرار دیا جائے۔ ہم assessment کر رہے ہیں۔ UN والوں کے ساتھ، پی ڈی ایم اے کے ساتھ مل کر تھوڑا اسی assessment ایک دفعہ ہو جانے دیں کہ بلوچستان میں genuine کو ناسالاقہ متاثر ہوا ہے۔ کونسا متاثر نہیں ہوا پہلے تو اس کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ 2010ء اور 2012ء میں ضلع جعفر آباد اور نصیر آباد میں بہت بڑا سیلا ب آیا۔ اور اس سیلا ب کے نتیجے میں ان علاقوں کو آفت زدہ قرار دیا گیا۔ جو کہ میں اُسی علاقے سے تعلق رکھتا ہوں۔ آپ فرم رہے ہیں کہ بینکوں کے قرضے یا نیڈرل نے ہمیں ریلیف دیا ہوا ہو یا کسی اور معاملے میں ایک ٹکے کا بھی ریلیف نہیں ملا۔ لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت اپنی زندگیوں کو بحال کیا۔ گورنمنٹ آف بلوچستان جتنا ہو سکا اُس نے لوگوں کی زندگیوں کو بحال کیا۔ دیکھنے کی ضرورت ہے۔ ایک دفعہ ہمیں اس کو دیکھنے دیں کہ drought کی کیا situation ہے۔ طریقہ کاری یہ ہوتا ہے۔ کہ پی ڈی ایم اے، جب drought کی situation کی بنتی ہے۔ تو ہم نے پورے بلوچستان کے بھی اصلاح نے اُن کے ڈپٹی کمشنز کو لکھا ہے کہ آپ ہمیں بتائیں کہ آپ کے پاس کیا پوزیشن ہے drought کی۔ اُن میں سے ابھی تک ہمارے پاس 14 اصلاح کے ڈپٹی کمشنز نے لکھا ہے کہ situation کا drought کا ہے۔ پھر اُن کی ڈیمانڈ کے مطابق جتنا بھی ہو سکا ہے۔ پی ڈی ایم اے نے ریلیف کے سامان بھجوائے لیکن اس بناء ہو ہے۔ ریلیف مسئلے اور معاملات حل ہونے کیلئے نہیں ہیں جناب اسپیکر صاحب! اس کے لئے ہمیں باقاعدہ بیٹھنا پڑے گا۔ اور مستقل اس کا حل ڈھونڈنا پڑے گا۔ کیونکہ یہ جو climate change ہوا ہے۔ یہ سلسلہ جو چل رہا ہے۔ یہ کسی کو کچھ راشن دینے سے یا میٹنے دینے سے مسئلے حل نہیں ہوں گے۔ اس کیلئے سی ایم صاحب نے باقاعدہ ایک آدھ میٹنگ کی ہے۔ اور اس میں ہماری کوشش ہے کہ مستقل اس کا حل ڈھونڈا جائے۔ جو علاقے drought کی وجہ سے متاثر ہیں، وہاں چھوٹے چھوٹے ڈیز بنائے جائیں تاکہ وہاں تھوڑی سی زندگی بحال ہو۔ لیکن یہ بھی اللہ کی مہربانی

سے پتہ چلا میں خود بھی نوشکی گیا ہوں۔ دوسرا ضلعوں میں بھی جانے کی کوشش کروں گا کہ میں خود بھی وہاں کی حالات کو بھوؤ کہ کتنا متاثر ہوا ہے۔ آج تک کوئی جانی نقصان نہیں ہوا ہے۔ پانی کی وجہ سے یا خدا نخواستہ خواراک کی وجہ سے۔ اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بہت زیادہ مائیگریشن بھی نہیں ہوئی ہے۔ کیونکہ لوگ زیادہ تر مالدار ہیں، بارشیں نہ ہوئی کی وجہ سے اور پانی کی لیوں نیچے جانے کی وجہ تھوڑا بہت انہوں نے ضرور مائیگریشن کی ہیں، وہ بھی اپنے ہی علاقے، اپنے ڈسٹرکٹ کے اندر ہی آگے پیچھے ہوئے ہیں۔ کوئی اتنا زیادہ خطرناک situation نہیں بنی ہوئی ہے جتنا کہ اپوزیشن بیہاں بیان کرنے کی کوشش کرتی ہے، کہ خدا نخواستہ لوگ مر رہے ہیں۔ مال مویشی مر رہے ہیں۔ لیکن یہ ہاں! اگر ان کو نہیں سنبھالا گیا تو مال مویشی کی مجھے تھوڑا سا لگ رہا ہے کہ خدا نخواستہ ان کو صحیح طریقے سے سنبھالا نہیں گیا تو ہو سکتا ہے کہ نقصانات میں اندیشہ موجود ہے۔ لیکن اس پر گورنمنٹ کام کر رہی ہے انشاء اللہ مسئلے کا مستقل حل نکالا جائے گا۔ اور اس وقت جتنا بھی ہوس کا پی ڈی ایم اے نے رویلیف کے سامان بھیجوائے ہیں۔ لیکن پھر میں وہی گزارش کروں گا ان چیزوں سے اُن کا مستقل حل نہیں ہو گا اس کیلئے ہم بیٹھ رہے ہیں۔ گورنمنٹ بیٹھ رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ مستقلًا ان کا حل نکالا جائے گا۔ تاکہ لوگوں کی زندگیوں میں تھوڑی سی بہتری آ سکے۔ اور یہ drought کا situation تھوڑا سا بہتر ہو سکے بلوچستان میں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! میں حیران ہوں اس حکومت پر کہ آج سے ڈیڑھ ماہ پہلے ہم نے کافی اس مسئلے پر بحث کی۔ ہم نے مشترکہ قرارداد بھی پاس کی اس ہاؤس نے۔ کہ آپ تمام صوبے کو آفت زدہ قرار دیں۔ لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ جو میرے سامنے روپرٹ لایا گیا ہے پی ڈی ایم اے کی جانب سے۔ اُس میں آپ یقین کریں کہ کیسے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں؟ کس قسم کی روپورٹیں وہ تیار کرتے ہیں۔ کیوں یہ تاریخ دیا جا رہا ہے ایک جانب تمام اپوزیشن نے مطالبہ کیا ہے کہ پورے صوبے میں قحط ہے، خشک سالی ہے۔ اور پی ڈی ایم اے کی روپورٹیں آ جاتی ہیں، یہ روپرٹ ہے۔ کیا وہ کی میں قحط نہیں ہے؟ کیا لپشین میں قحط نہیں؟ کیا قلعہ سیف اللہ میں قحط نہیں ہے؟ کیا شیرانی میں نہیں ہے کیا زیارت میں نہیں ہے؟ قلعہ عبداللہ میں نہیں گواہ میں نہیں ہے؟ یہ کیا طریقہ ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی پانچ لاکھ لوگ اس سے متاثر ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں ہے ایک کروڑ لوگ متاثر ہوئے ہیں۔

وزیر مکملہ داخلہ و پی ڈی ایم اے: جناب اسپیکر! یہ تو ہمارا کام نہیں ہے، پی ڈی ایم اے کا کام ہے کہ DCs کو لکھنا۔ اگر DCs نے اس کا جواب نہیں دیا ہے۔۔۔ (مداخلت)

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! گزشتہ دن میں اور آپ دونوں موسیٰ خیل میں تھے۔ کیا ادھر

drought نہیں تھا؟ لوگ مانیگریشن نہیں کر رہے ہیں؟ کیا اس حکومت کو پتہ ہے پچھلے ایک ماہ میں کتنے لوگ لورالائی، پشین باقی اضلاع سے کوئی شہر میں آئے ہیں؟ قلعہ عبداللہ، توہراچنزی سے کتنے لوگ آئے ہیں؟ باقی اضلاع سے کتنے لوگ آئے ہیں؟ حکومت کو پتہ ہی نہیں ہے کہ کتنے لوگ قحط کی وجہ سے تباہی کی وجہ سے خنک سالی کی وجہ سے وہ گاؤں کو چھوڑ کر شہروں کی طرف آ رہے ہیں۔ اور حکومت کہہ رہی ہے کہ پانچ لاکھ لوگ متاثر ہوئے ہیں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ اتنی غلط بیانی وہ کر رہے ہیں انکی پی ڈی ایم اے والے۔ بس کریں، خُد اکو مانو، یہ کیسی حکومت ہے؟ آپ لوگ کیسے حکومت چلا رہے ہو؟ پورا صوبہ تباہی کے دہانے پر ہے، لوگ مر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اذان ہو رہی ہے۔

اذان مغرب۔ خاموشی

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! میں حیران ہوں یہ حکومت کیا کر رہی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! حالت اتی خراب ہے کہ ارکان اس پر بولیں گے۔ اتنا ہم issue ہے۔ آپ یقین کریں یہ نہ حکومت کا مسئلہ ہے نہ اپوزیشن کا پونکہ حکومت بر سر اقتدار ہے۔ اُن کی ذمہ داری بن رہی ہے۔ بجائے اُس کے وہ دوسرے معاملات میں اُنھے رہیں۔ انہوں نے کیا کیا؟ آیا وفاقی حکومت کے سامنے یہ مسئلہ اٹھایا ہے؟ جب وفاقی حکومت نے آپ کے کتنے منصوبے کاٹ لئے؟ فیصلہ ہوا تھا کہ ہم اکٹھے جائیں گے آج یہ صورتحال آپ کے سامنے ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: میں اس پر رونگ دیتا ہوں۔ اگر آپ کو پسند نہ آئے پھر آپ بیشک اس پر بات کریں۔

وزیر مکملہ داخلہ و پی ڈی ایم اے: جناب اسپیکر! ہم ان کے ساتھ اکٹھے چلے جائیں گے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! ساتھ کا مسئلہ نہیں ہے خُداراہ بہت بُری حالت ہے۔ آپ کیوں اتنا غیر سنجیدہ لے رہے ہو۔ پورے صوبے کا مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی اچنزی صاحب۔

وزیر مکملہ داخلہ و پی ڈی ایم اے: جناب اسپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کرلوں۔ پھر بیشک یہ لوگ بات کریں۔ زیرے صاحب! خُدا نخواستہ آپ ایک بندہ کا بتائیں کہ جو drought کے حوالے سے یا پانی نہ ملنے کی وجہ سے کسی ایک بندے کی جان گئی ہو؟۔۔۔ (مداخلت) آپ میری پوری بات سن لیں۔ ہم سے جتنا بھی ہو سکا ریلیف کا سامان بھی ہم بھیجا رہے ہیں۔ جہاں جہاں سے ہمیں روپورٹیں موصول ہو رہی ہیں۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ

آف بلوچستان نے ہر ضلع میں ڈپٹی کمشنز کو بھی پیسے بھیجا کیا۔ میں کہ خدا نخواستہ اگر ایمر جنی کی situation بتی ہے کہ وہ کوئی طرف نہ دیکھیں، پی ڈپٹی ایم اے کی طرف نہ دیکھیں فوری طور اُس علاقے کے لوگوں کی مدد کی جائے ہر لحاظ سے ہم لوگ کر رہے ہیں۔ ایسا نہیں باقی ظاہر ہے کہ ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ ایک طریقے کے ساتھ چلنا پڑتا ہے، اس طرح نہیں ہے کہ آپ کے کہنے کے مطابق ایسا نہیں ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ کھوسہ صاحب۔ جی اچزئی صاحب! آپ اگر مختصر آبات کریں۔

وزیر مکملہ زراعت و کواپریوں: جناب اسپیکر! میں نے خشک سالی کے بارے میں پہلے بھی کہا کہ یہ جو تفصیل دی ہوئی ہے۔ کہ 1955ء تک رہی پھر 1997ء سے 2003ء تک رہی۔ میں دفعہ یہ خشک سالی آچکی ہے۔ سلیم کھوسہ صاحب نے مختصر اس بکچھ بتادیا۔ کہ اگر ہم خاموخا کھینچاتا نی کرتے ہیں، تو اور بات ہے۔ کہ جی گورنمنٹ نے کیا کیا؟ گورنمنٹ نے نہیں کیا۔ یہ سارے گورنمنٹ میں رہ چکے ہیں۔ یہ جو تینوں اپوزیشن ادھر بیٹھے ہوئے ہیں، ہر ایک نے اپنی اپنی جگہ گورنمنٹ کی ہے۔ ابھی جو سوالات آرہے ہیں۔ میرا مکملہ ایگر یکلچر کے حوالے سے جو سوالات آرہے ہیں۔ پچھلی گورنمنٹ کے ہیں۔ ان کو پہلے بھی ہے کہ پچھلی گورنمنٹ میں کیا ہو رہا تھا۔ کیا پچھلی گورنمنٹ کے دوران میں خشک سالی نہیں تھی۔ کیا اُس سے پچھلی گورنمنٹ کے دوران خشک سالی نہیں تھی؟ انکے پانی کا مسئلہ اُس وقت حل ہوا؟ کیا ایجوکیشن میں جو مسائل تھے یا ہمیتھے کے جو مسائل تھے، کیا یہ اُس وقت نہیں تھے؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے آپ طریقے سے بات کریں۔ آپ لوگوں نے بھی گورنمنٹ کی۔ آپ بھی تو فیڈرل میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ بھی فیڈرل کا حصہ ہیں۔ یہ وفاقی issues ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ سارا بلوچستان خشک سالی سے متاثر ہے۔ میں خود اور سلیم صاحب تی ایم صاحب کو ہم نے کہا تھا۔ ابھی بھی وہ گئے تھے اور انہوں نے بات کی، سی پیک کے حوالے سے بات کی۔ وہ وہاں جاتے ہیں بلوچستان کیلئے لڑتے ہیں۔ پچھلے دور میں بلوچستان کے لئے آپ لوگوں نے کون ساق لایا؟ پانچ سال تو ہمیں در بری ملی۔ ابھی پچھلی گورنمنٹ کے سارا پاندہ ہیں، وہ میرے اور پر ڈال رہے ہیں۔ آپ تو تھوڑا سا انتظار کرو۔ تین مہینے تو ہوئے نہیں اتنا شر و شور کہ گورنمنٹ کیا کر رہی ہے؟ گورنمنٹ کیوں ناکام ہے؟ گورنمنٹ کر رہی ہے۔ گورنمنٹ یہاں بیٹھی ہوئی ہے، سارے بلوچستان کے لئے اپنے لئے نہیں آپ کے لئے کر رہی ہے۔ آپ کے عوام کے لئے کر رہی ہے۔ بلوچستان کا عوام سب کے لئے برابر ہے۔ کوئی اس میں فرق نہیں ہے۔ ابھی drought آیا۔ میں نے ان کو نشانہ ہی کی ڈپٹی کمشنر قلعہ عبداللہ کے بارے میں لکھتا ہے۔ وہ لکھے گا کہ توبہ اچکزئی کتنا متاثر ہے۔ تھصیل قلعہ عبداللہ کتنا متاثر ہے؟ فلاں تھصیل پچھہ بہتر ہے کچھ صحیح نہیں۔ یہ تو ڈپٹی کمشنر بہتر طریقے سے جانتا ہے۔ یہ تو کمشنر بہتر طریقے سے جانتا ہے۔ اگر میں خاموخا پاؤ اسٹ کروں

”کہ جی ناکام ہے۔ ناکام ہے، اپوزیشن کی طرح۔ پھر تو صحیح ہے۔ پھر خواہ مخواہ چلے گا ابھی آپ یہ رپورٹ دیکھ لیں۔ اور جتنے رہ گئے ہیں۔ جو سب سے زیادہ متاثر تھے۔ ان کو سب کچھ خیسے بھی فراہم کر دیئے خوارک بھی فراہم کر دیئے۔ جو رہ گئے ان پر یہ بیٹھ کہ ہم ان کا حصہ ہیں۔ ہم خود ان کو نہیں چھوڑیں گے۔ چاہے وہ قلعہ سیف اللہ متاثر ہو۔ چاہے وہ زیارت متاثر ہو۔ کسی کو نہیں چھوڑیں گے۔ لیکن وہ زیادہ متاثر تھے۔ لیکن میں ان سے کہتا ہوں شاء صاحب بہتر طریقے سے جانتے ہیں۔ ان کو اتنا knowledge بھی اس حوالے سے، یہ نہیں ہے اگر وہ نالج کے مطابق ہمارے ساتھ share کر لیں، اس گورنمنٹ کو وہ تجاویز دیں۔ نصر اللہ صاحب ہیں، شاء صاحب ہیں، ہمارے جمیعت کے بھائی ہیں سارے بیٹھ کر اس کو طریقے سے چلا کیں گے۔ اگر خواہ مخواہ وہ تقید کرتے ہیں۔ ہم نے بھی اپوزیشن میں پانچ سال گزارے ہیں۔ ہم تقید کرتے ہیں۔ ہم نے کہا تقید برائے تغیر کرتے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ ہم کسی کو گلے سے کپڑیں کر خواہ یہ حکومت ناکام ہے۔ کوئی ناکامی نہیں ہے۔ انشاء اللہ آپ تجاویز دے دیں۔ میرا تعلق خودا گیر یکلچر سے ہے۔ 80% لوگوں کا دارود مار گیر یکلچر سے ہے۔ میں دو مہینے میں اگر یکلچر کو کس طرح آپ کوٹھیک کر کے دوں؟ آپ آجائیں نصیر صاحب بیٹھے ہیں۔ میں نے نصیر صاحب کو دفعہ بلا یا کہ آؤ مجھے وہ بہتری بتاؤ، اس میں ہم کیا بہتری لاسکتے ہیں۔ اپنے لوگوں کی زندگی کس طرح بہتر کر سکتے ہیں؟ اگر یکلچر میں کس طرح بہتری لاسکتے ہیں؟ پانی کی کس طرح بچت کر سکتے ہیں، یہ ہماری پالیسی ہے۔ میں خود یہی چاہتا ہوں۔ آپ کیساتھ ملکر ہم نے یہ چلانا ہے۔ تو تھوڑا سا بہتر طریقے سے تجاویز دے دیں۔ ہم آپ کیساتھ جائیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی کلمتی صاحب! مختصر بات کریں اس کے بعد پھر آج کی کارروائی ختم کرتے ہیں۔
میر حمل کلمتی: جناب اسپیکر! میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر تھا، اُس وقت جام صاحب نہیں تھے جیونی کا مسئلہ اٹھایا مسٹر صاحب کہتا ہے کہ واٹر لیوں ڈاؤن ہے۔ گوادر میں واٹر لیوں کیا پانی نہیں ہے؟ واٹر لیوں کہاں سے ڈاؤن ہے؟ پھر بھی اس لسٹ میں گوادر نہیں ہے۔ افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے۔ آپ کہتے ہیں یہاں یا نہیں ہیں میں آپ کو اس ایوان کے توسط سے چینچ کرتا ہوں آپ کل میرے ساتھ چلیں۔ اگر میں نے آپ کو جیونی میں ہر بندہ نہیں دکھایا کہ اس کو skin کی problem ہے۔ اس کے stomach میں ہے۔ تو پھر آپ کہیں کہ واقعی ہم غلط کہہ رہے ہیں لیکن یہاں بیٹھے ہیں۔ ساری چیزیں تو نہیں ہوتی ہیں۔ آپ جائیں گے as a PDMA مسٹر آپ کو ہم visit کرائیں گے۔ تو آپ کو drought کی صورتحال کا پتہ چلے گا۔ اور صرف گوادر نہیں پورا ساحلی پٹی متاثر ہے۔ میں آپ اس وقت بتا دوں کہ جب بارشیں ہوتی ہیں تو یہ پانی سمندر میں جاتا ہے۔ تو مچھلی کی افزائش بہتر سے بہتر ہوتی ہے۔ اس وقت چیرم کا سیزن ہے، جھینگے کا۔ آپ جا کے دیکھیں پروڈکشن دیکھیں اپنی فشرمیں تو

سے پوچھیں فشریز ڈیپارٹمنٹ سے پوچھیں کہ آپ کے پاس کیا شیرم کی quality کیا آ رہی ہے؟ کتنی مقدار میں آ رہی ہے؟ آیا یہ پچھلے سال سے کم ہو گئی ہے یا زیادہ؟ تو یہ سارا دیکھیں پورا ساحلی پی ٹھوک، افلس اور پیاس سے متاثر ہے جام صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ صرف گوادر کی نہیں لسیلہ کی بھی یہی صورت حال ہے میں کہتا ہوں کہ اس کیلئے آپ باقاعدہ پانچ بلین کا package announce کریں تاکہ وہاں drought کی صورت حال کو کنٹرول کیا جائے۔ لیکن افسوس کیسا تھا ایک طرف بھوک اور پیاس سے لوگ متاثر ہو رہے ہیں۔ دوسری طرف گورنمنٹ کو فکر ہے کہ لیویز کی بی ایریا کو ختم کر کے اے ایریا کریں۔ لیویز کو ختم کریں پولیس کو وہاں کریں۔ تو خدارا! بھی ڈویٹل ہیڈ کوارٹر چیخ کرنے کی باتیں ہوتی ہیں۔ تو خدارا! ان چیزوں کو چھوڑ کے، جو لوگوں کے genuine issues ہیں۔ اس پر آئیں جس طرح پہلے میں نے بات کی پوائنٹ آف آرڈر پر گوادر کے ماہی گیروں کے issues پر وہ سارے لوگ متاثر ہو رہے ہیں۔ کوئی ڈیزائنگ نہیں ہے ایک روڈ بنایا جا رہا ہے ادھر دوسری طرف سے سُر بندر میں ایروٹن شروع ہو گئے ہیں۔ پچھلے سے پچھلی حکومت میں 2008 میں اسی پورٹ کی وجہ سے جب پورٹ complete ہوا ظاہری بات ہے آپ قدرت کی نظام میں کہیں رکاوٹ کرو گے، اس ٹائم پورٹ بنایا۔ سر بندر کو hit کیا۔ پھر گورنمنٹ آف بلوچستان نے یہ فیڈرل گورنمنٹ کی جبکہ ذمہ داری تھی انہوں نے پورٹ بنایا وہ صحیح سروے کریں کہ یہاں آپ ایک چیز بنارہے ہیں آگے اس کے کیا نقصانات ہیں۔ تاکہ اس کو اسی ٹائم cover کریں۔ پھر دوبارہ گورنمنٹ آف بلوچستان نے وہاں شور پر ٹیکشن بنایا وہ ساڑھے چوبیں کروڑ روپے دیے۔ ابھی دوبارہ وہ روڈ بنارہے ہیں سُر بندر دوبارہ hit ہو رہا ہے۔ اب گورنمنٹ آف بلوچستان دوبارہ ایک ارب روپے رکھ رہا ہے۔ کیا فیڈرل کے سارے ٹھیکیے گورنمنٹ آف بلوچستان نے اٹھایا ہے؟ آپ خود کہتے ہیں ”کہ صوبے کے پاس پیسے نہیں ہیں“، جوں کے مینے کے بعد آپ کی حکومت جب آئی آپ نے خود کہا ”کہ تجوہوں کے پیسے نہیں ہیں“، پیالیں ڈی پی آپ نے روکی ہوئی ہے کہ new development اسکیں نہیں ہوں گی۔ پیسے نہیں ہیں۔ تو ہم کس بات پر ہم سیکورٹی کی مد میں پیسے دیں۔ ساری چیزوں میں ہم دیں۔ I.S. allowance آہم دیں۔ تو خدارا! اس صوبے پر ترس کریں۔ آپ اس کو صحیح پلان کریں جو genuine issues ہیں، ان کو حل کریں۔ جیونی میں لوگ کھاراپانی پر رہے ہیں۔ جام صاحب کے نوٹس میں بھی میں پہلے لایا ہوں جب وہ گوادر آئے تھے۔ جام صاحب نے خود گوادر آگے اناونس کیا ”کہ جلد از جلد ماہی گیروں کا مستقلہ حل کیا جائیگا“، سینٹ کی کمیٹی بنی۔ وہ آئے اُن کو ہم نے بتایا۔ لیکن ابھی تک ماہی گیر آج تک احتجاج پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے گورنمنٹ سے، گوادر کے لوگ ڈولپمنٹ چاہتے ہیں۔ خدارا! ایسا کوئی وہ مسلط نہ کریں کہ لوگ آ کے روڈوں پر بیٹھنا شروع ہو

گئے اور ہم بھی یہاں کے نمائندے ہیں روڈوں پر بیٹھیں اور ہم یہی کہیں ”کہ یہ ہم پورٹ بننے نہیں دیں گے“۔ یہ کام ڈولپمنٹ ہم روکتے ہیں۔ جس سے ہمیں نقصانات ہیں۔ تو اس پر آپ صحیح plan کریں فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ جو issues ہے ان کو ہم discuss کریں۔ ایک چیز جب بناتے ہیں دیکھیں! یہ سمندر کا ایک اپنا نظام ہے۔ اس کو مجھ سے، آپ سے، وہاں کی ماہی گیر جو سالوں سے بیٹھے ہیں رہتے ہیں ان کو پوتے ہے کہ آج ہوا کہاں سے چل رہی ہے۔ اپنی boat کو کہاں کھڑی کریں۔ کس دن کہاں سے ہوا چلے گی۔ کس دن مچھلی کہاں ہوگی۔ اس ہوا سے فلاں مچھلی ہوتی ہے نہیں ہوتی ہے۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں نہیں ہیں کبھی کہ جا کے خود سے خود بناتے ہیں۔ کوئی سرو نہیں ہے۔ تو اس پر آپ رولنگ دیں۔ اور یہ دو genuine issues ہیں۔ ایک جیونی کے پانی کا اور ایک گوادر کے پانی کے payment کا۔ اور تیسرا ماہی گیروں کا سب سے بڑا ایک issue ہے کہ وہ اس وقت strike پر بیٹھے ہیں۔ اگر ان کو حل کرتے ہیں کچھ دنوں میں کرتے ہیں نہیں کرتے ہیں، تو ہم تمام گوادر کے لوگ روڈوں پر بیٹھ جائیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی شکریہ لکھتی صاحب۔ تین صاحب! میرے خیال سے مزید ان پر۔ دیکھیں! zero hour صرف پانچ منٹ ہوتا ہے، آپ لوگ زیادہ وہ کر رہے ہیں۔ جی اصغر صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! ہمارے ایک منشہ صاحب نے عرض کیا کہ آپ اپوزیشن ہمیں یہ بتائیں کہ کوئی بندہ drought کی وجہ سے مر گیا ہے؟ تو کیا آپ اسلئے بیٹھے ہیں کہ لوگ مریں۔ اس لئے بیٹھے ہیں کہ ہم اس کا انتظار کریں؟ آپ دیکھیں چودہ اضلاع، کیا بات کر رہے ہیں چودہ اضلاع کی روپورٹ آپ کے سامنے باقی اضلاع کدھر ہیں؟ آپ نے لکھا ہے ڈپٹی کمشنر کو۔ جس ڈپٹی کمشنر نے۔۔۔ (داخلت) کھوسہ صاحب ایک منٹ جس ڈپٹی کمشنر نے روپورٹ نہیں دی ہے کیا اس کے خلاف گورنمنٹ نے action لیا ہے؟ ہمارے پاس پینے کیلئے پانی نہیں ہے۔ جلانے کیلئے کیس نہیں ہے۔ اور آپ بات کرتے ہیں کہ ڈپٹی کمشنر صاحب۔ تو آپ ان سے روپورٹ لیں۔ ایک طرف سے operation چالو ہے کراچی میں پورے پاکستان میں۔ یہاں بلوچستان کے چالیس فیصد لوگ کراچی سے متاثر ہوئے ہیں۔ اور اربوں کھربوں پیسے ان کے ضائع ہو گئے ہیں۔ صوبائی گورنمنٹ کا یہ حالت ہے کہ یہ کہہ رہی ہے ”کہ جی ڈی سی صاحب نے ہمیں روپورٹ نہیں دی ہے، ڈی سی سے کون مانگے گا میں مانگوں گا یا آپ مانگیں گے۔ دیکھیں اسپیکر صاحب! یہاں لوگ مر رہے ہیں پیاس اور بھوک سے۔ یہاں سے لوگ migration کر رہے ہیں شہروں کی طرف آ رہے ہیں۔ ہمتالوں کا کوئی حال نہیں ہے ادھر سے آپریشن چالو ہے فیڈرل گورنمنٹ نے کراچی میں۔ ادھر لوگوں کی جو جمع پونچی تھی بلوچستان میں گوکہ یہاں کوئی بچہ وہاں، کوئی دکان

والا، کوئی ہوٹل کوئی چائے والا کوئی کوکہ۔ ادھر سے وہ چالو ہے۔ ادھر سے آپ کہہ رہے ہیں کہ ڈپٹی کمشنر نے ہمیں رپورٹ نہیں دی ہے۔ آپ ان کے خلاف action لیں۔ اس طرح اور یہ ہمارے زمرک اچکزئی صاحب نے کہا ”کہ جی یہ بیس اور پچھیس سال کا مسئلہ ہے۔“ حکومت میں آپ بیٹھے ہیں ابھی آپ ذمہ دار ہیں۔ اگر ہم ہوتے تو ہم ذمہ دار ہوتے۔ یہ پچھلی باتیں بھول جائیں آگے دیکھیں۔ کہ لوگوں نے ہمیں اسمبلی بھیجا ہے ہم نے کرنا کیا ہے۔ ہم ان کیلئے کیا یہ پانی بجلی گیس یہ تو ان کی ضروریات ہیں یہ تو پوری کرنی ہے نہ اس کو ڈی سی پر ڈالیں مہربانی کریں نہ پچھلی گورنمنٹ پر ڈالیں اس پر آپ تسبیحہ ہو جائیں اور اس پر کام کریں، بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ ترین صاحب! یہ صرف آپ کا نہیں بلکہ ہم سب کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ اس کیلئے سنجیدہ ہوں۔ جی مینگل صاحب! مختصر کر دیں کیونکہ نماز کا ٹائم بھی ہے۔

میر محمد اکبر مینگل: جناب اسپیکر! ممتاز عالم دین اور جمیعت کے راہنماء مولوی نصیب مینگل کو کراچی سے اٹھایا گیا ہے۔ لہذا میں اس کی سخت مذمت کرتا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہماری صوبائی حکومت سندھ حکومت سے اور وفاقی حکومت سے رجوع کرے۔ اس کے علاوہ کوئی میں ہماری مائن، بہنیں بڑی تعداد میں اس سردی میں بیٹھے ہوئے ہیں، جن کے پیارے لاپتہ ہیں۔ لہذا اس سلسلے میں بھی ہماری کورٹ موجود ہے سپریم کورٹ سب سے بڑا ادارہ ہے چاہیے تو یہ کہ ہمارے جو ادارے اس میں ملوث ہیں وہ سپریم کورٹ پر بھروسہ کریں ان لوگوں کو عدالتوں میں پیش کریں۔ باقی ہمارے حلقوں میں تھوڑی بہت مداخلت ہو رہی ہے انتقامی کارروائی ہو رہی ہے۔ خاص کر میرے حلقہ میں زاد بھی شکایت کر رہے ہے ہیں انکے حلقے میں ٹرانسفر佐 پوسٹنگ ہو رہی ہے میرے حلقے میں سرکاری پارٹی کے چیئرمین ہیں۔ ان کے کہنے پر وہاں آفیسر ان کا بتا دلہ ہو رہا ہے۔ یہ یونس کو بھی پتہ ہے مجھے بھی پتہ ہے۔ دیگر ساتھیوں کو بھی پتہ ہے لہذا ہمیں بھی وہی حق حاصل ہے ہم منتخب نمائندے ہیں تاکہ ہمارا مشورہ بھی اس میں لیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ مینگل صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! سلیم کھوسہ صاحب میرے بھائی ہیں۔ ہم کسی کی نیت پر شک نہیں کرتے، لیکن ہو سکتا ہے کہ تھوڑی بہت ہیرا پھیری جو ہوتی ہے۔ اب ایک چھوٹی سی مثال لے لیں۔ سی ایم صاحب! آپ کے پاس فون ہو گا، اگر نکال کے سلیم صاحب! آپ کے پاس بھی ہے، میرے پاس وہ فہرست ہے۔ میں کل خارا رن سے آرہا تھا صبح پہنچا ہوں۔ میرے پاس فہرست ہے۔ اور یہ پی ڈی ایم اے کی فہرست ہے۔ آپ دیکھیں اسپیکر صاحب! یہ اہم مسئلہ ہے۔ کیونکہ اگر اس اسمبلی میں calculated طریقے سے چیزوں کو نہیں

لیں گے۔ پھر ہمارے لئے بہت تکلیف دہ ہوگی۔ ہم ارکین اسمبلی اور منتخب نمائندے پھر عوام کے سامنے جواب دہ ہیں۔ اس میں جناب والا! بتایا گیا ہے کہ جو affected population ہے، خاران کی، وہ 4541 لوگ خشک سالی سے وہ متاثر ہوئے ہیں۔ اس کے بعد کافی اور تفصیلات جو دی گئی ہیں، ٹائم کی کمی ہے نہیں پڑھنا چاہوں گا اور یعنی راشن اور خوراک جو چیزیں ہیں۔ وہ ایک ہزار سات سو سترہ خاندانوں dispathced by PDMA کیلئے۔ یہ کل کی ڈی سی صاحب جو وہاں سے مجھے officialy letter ملا ہے، یہ ذرا آپ calculate کر لیں پچیس کلوگرام چاول، چار سو بیگ، پچاس کلوگرام، چینی، تین سو بیگ، دالیں وغیرہ پچاس کلوگرام سو بیگ، چائے، 20kg کا ایک سو پچاس بیگ اور نمک ایک کلوگرام کا تین سو کلوانہوں نے بھیجی ہے۔ جب میں نے اس کو سائز ہے بارہ کلو فنی خاندان بھی اگر میں تقسیم کروں تو یہ صرف تین سو خاندانوں کیلئے بھی ناقافی ہے۔ سائز ہے بارہ کلو، کیونکہ آپ کسی کو ایک کلو کیلئے، نوہزار اسکواڑ کلو میٹر میرا ڈسٹرکٹ ہے۔ میں کسی کو کہوں کہ میں نے آپ کو ایک کلو دینا ہے۔ آپ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر آ جائیں۔ اس سے زیادہ کا تو اس کو فیول اور کرایہ پر گے گا۔ تو جناب والا! زمرک صاحب نے کہا تھا ”کہ آپ لوگ اچھی تجویز دیں“۔ آپ لوگوں کے پاس تجربہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں اپوزیشن میں سارے تجربہ کار دوست بیٹھے ہیں اس طرف بھی تجربہ کار ہوں گے۔ لیکن آپ کی تجربہ کاری پر پتہ نہیں کیوں آپ کو غلط بیانی ہو رہی ہے کہ ساتھ یہ جو پی ڈی ایم اے کا response ہے اس میں کہا گیا ہے کہ پی ڈی ایم اے نے اب تک 82981 فیملیز کیلئے متعلقہ اضلاع کی ڈیماگڈ پر 21000 متریز فیملیز کیلئے راشن بھیج دیا گیا ہے۔ اچھا اب 21000 میں چار ہزار چاغی کے لئے، باقیوں کیلئے میرا تو ڈسٹرکٹ تھا خاران، 1700 تو سلیم بھائی! اگر آپ کا calculator۔ تین سو بیگز کو ایک ہزار سات سو خاندان میں تقسیم کیسا کریگا یہ پی ڈی ایم اے کے پاس کو ناجادو والا calculator ہے یاد ہے کہ راشن automatically double ہو جائے گا۔ دیکھیں!

ہم نے آپ سے کہا تھا خوراک صرف گھنی، دالیں، چاول، ٹینٹ خشک سال کا علاج نہیں ہے گڑ بڑی یہ ہوتی ہے کہ پی ڈی ایم اے نے پھر لکھا بھی ہے کہ ہم نے آپ نے پیسے مانگے ہیں۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ جو حکومت بلوچستان کا پیسہ ہے وہ غریبوں کی دولت ہے۔ آپ procurement نہیں کریں۔ بلکہ procurement کی وہ لسٹ لائیں کہ پانچ سال سے دس سال سے پی ڈی ایم اے کو

دالیں سپلائی کون کر رہا ہے چاول کون سپلائی کر رہا ہے؟ یہ آپ کو پتہ چل جائیگا کہ گڑ بڑ کہاں پر ہو رہی ہے۔ بیگلیں بھر کر آپ جو cost transportation کا ہے ساتھ ٹرکیں گئی ہیں یہ سامان بھیجا گیا ہے ٹرکوں کا کرایہ نہ کالیں خرید ان کی کتنے کی ہوئی ہے اس میں اگر آپ مقامی طور پر ان متریز فیملیوں کو بلا کر اگر کیش بھی دے دیں جناب والا!

راشن خریدیں تو اس سے تین گناز یادہ راشن خرید سکتے ہیں سلیم صاحب! گڑ بڑیاں ہو رہی ہے۔ بلوچستان میں جب بھی کوئی قحط سالی آتی ہے سیلا ب آتا ہے بلوچستان میں کوئی زلزلہ آ جاتا ہے تو کچھ ایسے ادارے ہیں جناب والا وہ سمجھتے ہیں کہ ان کو ہڑپ کرنے کی، کھانے کی، لوٹ مار کا موقع فراہم ہو گیا ہے اور مجھے ڈر بھی یہی تھا جب last time نے یہ ارادہ منظور کروائی کیونکہ آپ لوگوں نے بلا یا نہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شاء بلوچ صاحب! تھوڑا سا مختصر کریں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: سر مجھ سر آقہ ارادہ ہم نے متفقہ طور پر منظور کی لیکن خرید و فروخت اور بھیجنے والا عمل آپ لوگوں نے تن تھا کیا۔ اس میں آپ لوگوں سے غلطی ہوئی۔ میں دوبارہ آپ سے ریکوئیٹ کرتا ہوں دیکھیں! وفاق میں ہم اتحادی ہیں۔ بلوچستان میں جوشنگ سالی ہوئی ہے۔ وہ صرف دالوں اور چاولوں سے نہیں، پانی کی فراہمی، ادویات کی فراہمی، راشن کی فراہمی، اسکولوں کی فراہمی، ہسپتاوں کی فراہمی، لا یو اسٹاک کی re-habilitation یا ایک بہت بڑا procedure ہے۔ اور اسکے لئے جب تک آپ نے اپوزیشن کے ساتھ میں بیٹھ کر فیڈرل گورنمنٹ کو convince نہیں کیا ہر ضلع کیلئے پچاس کروڑ ایک ارب روپے کا package لیں۔ آپ نے ایک بات کی سلیم بھائی! آپ کو انہوں نے شاید بتایا نہیں ہے ہر ڈسٹرکٹ میں چھپیں سے تمیں ہزار لوگ جو ہیں internal migration یعنی internal displacement ہوئی ہیں۔ لوگ اپنے دیہاتوں سے شہروں کی طرف آگئے جس سے لاء اینڈ آرڈر کا issue، بھی وہ بن رہا ہے۔ تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ نے کہا ”کہ جی قحط سالی سے کوئی مرانہیں ہے“، بلوچستان اس خط کا بیمار ترین صوبہ ہے پورے ایشیاء کا بیمار ترین صوبہ ہے بلوچستان جس کو کہتے ہیں ”بچوں کی شرح اموات“، وہ پوری ایشیاء میں بلوچستان سب سے زیادہ ہے۔ maternal mortality rate یعنی ”خواتین کی زیگی کے دوران شرح اموات“ اور یہ پوری دنیا میں بلوچستان میں سب سے زیادہ ہے۔ اب آپ کو پتہ ہے یہ موت کیسے ہوتے ہیں؟۔ یہ خوراک کی کمی سے ہوتا ہے جب ایک ماں بچہ جنم دینے کی عمل سے گزرتا ہے اس کو نیوٹریشن چاہیے ہوتی ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا کہ بلوچستان میں 83.4 فیصد انسانوں کی خوراک، جو خوراک انسانوں کے لئے ضروری ہوتا ہے جانور والا خوراک نہیں۔ صرف دو وقت کی گندم نہیں۔ تو بلوچستان جناب والا! عالم بھوک اور افلاس کا شکار ہے۔ خشک سالی تو اپنی جگہ پر پوری بلوچستان تکلیف دہ عمل سے گزر رہا ہے۔ لہذا آپ دوستوں سے ہم یہ سمجھتے ہیں اسپیکر صاحب! آپ کی توسط سے دوبارہ رو لنگ دیں کہ اس بلوچستان based-crisis سمجھا جائے اپوزیشن اور حکومت کا نہیں ہے اور وفاقی حکومت کے پاس ایک delegation جایا جائے جس میں تمام بلوچستان کے مسائل

کو پیش کر کے ایک اچھی drought کے حوالے سے پیشج لی جائے اور اس پر توجہ حکومت کی ہوئی چاہیے، شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ جناب ثناء بلوج صاحب۔ جی سلیم صاحب۔

وزیر محکمہ داخلہ پی ڈی ایم اے: جناب والا! یہ جتنا بھی سلسہ ہے یا پی ڈی ایم اے کا جو طریقہ ہوتا ہے وہ DC's ڈیمائڈ بھیجتے ہیں۔ پی ڈی ایم اے پھر ان کو سامان بھیجا ہے تو وہ DC ایک مکنزم کے تحت وہاں distribute کرتا ہے نہ کہ پی ڈی ایم اے وہاں procurement جتنی بھی ہوئی ہے یہ ہم نے نہیں کی تین چار مہینے ہوئے ہیں اس گورنمنٹ کو آئے ہوئے ہم لوگ۔ ہم سے پہلے کا ہے یہ تو اس میں ابھی کیا خامیاں ہیں کیا خرابیاں ہیں؟ اس کو بھی ضرور ہم دیکھیں گے دیکھنا بھی چاہیے اور جو نیوٹریشن کی جو آپ نے بات کی۔ پہلے سے کچھ اضلاع میں نیوٹریشن کا سلسہ جاری تھا۔ ابھی گورنمنٹ آف بلوچستان نے پورے بلوچستان میں نیوٹریشن کا جو پروگرام ہے وہ اشارٹ کیا ہے۔ بالکل آپ کی بات درست ہے۔ ہم نے مشترکہ طور پر قرارداد بھی پاس کی ہے۔ ہم آپ کے ساتھ بیٹھنے کے لئے تیار ہیں۔ بالکل لوگ ہمارے ہیں بلوچستان کے عوام جس طرح آپ کا ہے ہمارا سب کا ہے مشترکہ ہے۔ اور ہماری ذمہداری آپ سے زیادہ ہے۔ اور ہم اپنی ذمہداری نجھانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ کیونکہ فوری طور پر کچھ نہ کچھ بھی جناب، تھوڑا بہت انکوریلیف چاہیے تھا تو اس ڈیمائڈ کے مطابق ہم نے یہ سامان بھیجوایا۔ تاکہ ان کو تھوڑا اساریلیف ملے۔ لیکن بالکل پہلے بھی میں نے کہا کہ یہ مسئلے کا حل نہیں ہے۔ تھوڑا سا خواراک بھیجوادیا کچھ ٹینٹ بھیجوادیے اس سے مسئلے حل نہیں ہونگے اس کے لئے باقاعدہ ہمیں بیٹھنا پڑیگا ایک permanent اسکا حل ڈھونڈا جائے تاکہ ان کی زندگیوں میں آسانی آجائے۔ بالکل ہم آپ کے ساتھ بیٹھیں گے ہم ساتھ چلیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ وفاق کے پاس بھی ایک دفعہ پھر میں یہ گزارش کرنا چاہونگا اچھی طرح assessment ہو لینے دیں۔ ہمارے پاس وہ figures تو تقریباً آجائیں اور اس کے علاوہ ہم نے سارے DCs کو پیسے بھی دیئے ہوئے ہیں ہم نے اس لئے دیئے ہیں کہ خداخواست گورنمنٹ آف بلوچستان کہ خداخواست جو drought کی situation کے حوالے سے مردے ہوئی ہے کوئی اس طرح کے مسئلے مسائل اگر پیدا ہوتے ہیں تو وہ فوری طور وہاں کے لوگوں کو لیف دیں نہ کہ وہ پی ڈی ایم اے کی طرف دیکھیں ناکہ کوئی کی طرف دیکھیں جب تک وہاں کچھ چلا جائے emergency basis پر بھی لوگوں کو لیف دیا جائے۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ گورنمنٹ آف بلوچستان سے جتنا بھی ہو رہا ہے ہم اپنے لوگوں کو ذمہداری کے ساتھ سنبھالنے کی کوشش کر رہے ہیں پھر میں یہ ضرور بات کہوں گا کہ اس طرح کی خداخواست situation نہیں ہے کہ اللہ نہ کرے کہ لوگ خداخواست drought کے حوالے سے مردے ہوں یا کوئی کسی کی فوٹگی ہوئی ہے۔ یہ ایسا نہیں ہے

کہ میں آپ پر کوئی خداخواستہ الزام لگانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ آپ لوگ غلط بیانی کر رہے ہیں آپ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں بلوچستان کے علاقے زیادہ تر بارانی علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ کافی عرصے سے بارش نہ ہونے کی وجہ سے ہماری لائیوٹسٹاک کو بہت نقصان ہوا ہے ہمارے ایگر یا چھر کو نقصان ہوا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ تو مل کر انشاء اللہ و تعالیٰ ہم کوئی ڈرافٹ delegation already ہم تیار کریں گے جائیں گے وفاق سے بھی مدد لینے لیکن پھر میں گزارش کروں گا تھوڑا سا assessment ہو لینے دیں کہ نقصان کتنا ہے صحیح figurres ہمارے پاس آجائے تو بہتر ہے ہم اچھی طرح سے اپنے صوبے کی وہاں پر بات کر سکتے ہیں۔ اور نمائندگی کر سکتے ہیں اور کوئی ریلیف بھی وہاں سے لے سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ، جی۔

ملک محمد نعیم خان بازی: جناب اسپیکر! بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ میں اصغر علی ترین کا جواب دیتا ہوں اگر آپ کی اجازت ہو۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی، جی دے دیں۔

ملک محمد نعیم خان بازی: اصغر علی صاحب! ابھی دو مہینے بھی نہیں ہوئے ہیں، ہم لوگوں کی حکومت کو۔ تو آپ لوگ چالیس سالوں سے حکومت کر رہے ہیں۔ اور حکومت میں تھے، آپ لوگوں نے کیا کیا کو نسایر مارا ہے۔ آپ لوگوں نے کم سے کم ابھی دو مہینے نہیں ہوئے ہیں اگر ایک عورت کی شادی بھی ہو جائے اگر وہ کچن میں جائے اس کو نمک، چینی اور ان چیزوں کا جب معلوم ہو جائیگا۔ پھر ہم لوگ جواب دیں گے۔ دو مہینے نہیں ہوئے ہیں نہ فنڈر ریلیز ہوا ہے نہ کچھ ہوا ہے آپ لوگ کہہ رہے ہیں کہ بچنی نہیں ہے فلاں نہیں ہے۔ اور فلاں نہیں ہے۔ انشاء اللہ و تعالیٰ میں نے اسپیکر سے پہلے بھی کہا تھا کہ یہ ایجنسڈ اپلے بھجوایا کرو۔ آئندہ ہم لوگ اپوزیشن کا جواب دے دیں گے۔ اور انشاء اللہ دون کو بھی ان کوتارے دکھائیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ ملک صاحب۔ میر صاحب! میرے خیال سے ختم کرتے ہیں نماز کا ثانِم بھی ہے۔ بس ایک منٹ آپ بات کریں۔

میر یونس عزیز زہری: جناب اسپیکر! جیسے ہمارے معزز رکن، اکبر مینگل صاحب نے کہا کہ ہمارے ڈسٹرکٹس میں جو مداخلت ہو رہی ہیں وہ غیر منتخب لوگوں کی طرف سے ہو رہی ہے۔ جام صاحب ایوان سے باہر جا رہے ہیں اگر ہماری باتیں سنیں تو بہتر ہو گا۔ لیکن یہ ہے کہ پچھلی گورنمنٹ کا جب سب رو نارو تے ہیں۔ ہم بھی اُسی پر روتے ہیں۔ پچھلی گورنمنٹ تھانے، کچھریاں اور پچھلی گورنمنٹ میں چوکیاں لپتے تھے۔ اور آج بھی وہی پر لیکش دوبارہ شروع

ہورہا ہی ہے۔ ہمارے ڈسٹرکٹ میں وہی لوگوں کو میں جانتا ہوں وہی لوگوں کو پورا بلوچستان جانتا ہے کہ جو بھتھے خوری اور لوگوں سے تھانے سے اور کچھریوں اور چوکیوں سے پیسے لیتے تھے۔ آج پھر ان کو promote کیا جا رہا ہے۔ آج اُنکے کہنے پر پھر انہی چوکیوں کو انہی لوگوں کے حوالے کر رہے ہیں اور پورے منتخب نمائندوں کو ایک سائینڈ پر کر رہے ہیں، اور اُنکے کہنے پر XEN's کا ٹرانسفر ہو رہا ہے پھر وہی بھتھے خوری، وہی کمیشن خوری اور وہی چیزیں دوبارہ ہو رہی ہیں۔ جناب اسپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں اگر ہمیں کوئی اس چیز پر ہمیں اگر کوئی روادار نہیں ہے، وہ انہی لوگوں کو آگے لانا چاہتے ہیں تو ہم بھی روڈوں پر آ کے بیٹھیں گے ہم اس طرح اپنے حقوق پر اپنے لوگوں پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے کسی کو اجازت نہیں دیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ یونس عزیز صاحب۔

وزیر ملکہ داخلہ پی ڈی ایم اے: جو ایم پی اے صاحب نے فرمایا ہے اگر کوئی اس طرح کی بات ہے تو آپ ہمیں بتائیں۔ اور لکھ کر دیں کہ کون بھتھے لے رہا ہے؟ کہاں پر لے رہا ہے؟ آج تک تو آپ نے ہمیں نہیں بتایا۔ یہ تو پہلی مرتبہ آپ یہاں اسمبلی میں بات کر رہے ہو۔۔۔ (مداخلت)

جناب قائم مقام اسپیکر: کھوسے صاحب! زہری صاحب! بس آپ لکھ کر دے دیں وہ جو ہو گا۔ نہیں کوئی issue نہیں ہے، نہیں کوئی۔ جو آپ ان کو ابھی to the point پر آتے ہیں وزیر داخلہ صاحب! مہربانی۔ وزیر داخلہ صاحب! آپ تمام ضلعوں کو دوبارہ drought کی بابت تازہ رپورٹ مرتب کرنے کا کہیں اور اگلے سیشن میں ایوان کو آگاہ کریں اس سلسلے میں بالکل، بالکل۔

جناب شاء اللہ بلوچ: اسپیکر صاحب! میں یہ قرارداد پڑھوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی۔

جناب شاء اللہ بلوچ: thank you جناب اسپیکر! صحافی حضرات کے پاس ہم گئے، باہران کے ساتھ مذاکرات ہوئے، ہم ان کے مشکور اور منون ہیں کہ انہوں نے اپنا احتجاج ختم کیا۔ وہ دوبارہ آئے ہیں۔ اس ایوان کی کارروائی کو وہ رپورٹ بھی کر رہے ہیں دیکھ بھی رہے ہیں۔ ہم اُنکے منون اور مشکور ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ بلوچستان کی یہاں کی اسمبلی کی آواز کو عوام تک پہنچائی۔ اور عوام کی تکلیف اور مشکلات کو ہم تک پہنچایا ہے۔ یہ مشترکہ قرارداد ہے اس ایوان کی مشترکہ قرارداد۔ ہم حکومتی اور حزب اختلاف کے اراکین مشترکہ قرارداد پیش کرتے ہیں کہ بلوچستان کے 51 صحافیوں کو مختلف پنٹ اور الیکٹرونک میڈیا گروپ کی جانب سے بغیر کسی نوٹس اور بغیر کسی ضابطوں کے نوکریوں سے برخواست کیا گیا ہے، جو کہ غیر قانون اور غیر آئینی عمل ہے، میڈیا کے ملازمین کو اس بے قدری سے

نکالنا، جمہوریت اور تمام روایات کی منافی ایک قدم ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ صوبے کے صحافیوں کو ملازمتوں پر فی الفور بحال کرے اور ان کی ملازمتوں کو مستقلی بنیادوں پر تحفظ دینے کی لیقینی بنائے۔ نیز صوبے میں واقع صحافیوں کو مکمل ملازمتی تحفظ کا معاملہ کرنے تک صوبائی حکومت ان کی اشتہارات یعنی بڑے میڈیا گروپس کے اشتہارات پر مکمل پابندی لگائے تاکہ صوبے کے صحافیوں میں پائی جانے والی بے چینی اور احساس محرومی کے خاتمے کو ممکن بنایا جاسکے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا ایوان کی یہ قرارداد منظور کی جائے؟ ایوان کی مشترکہ قرارداد منظور کی جاتی ہے۔ اب میں آخری مرحلہ میں ملک صاحب! بارش کے لئے آگر آپ ایک دعا کر دیں تو اچھا ہو گا۔ بلوچستان کے لئے اللہ خیر کی بارش کرے۔ جی، وہ میں سردار کھیت ان کو ہوں گا وہ جو پونٹ ہے ملک صاحب اُس کے بعد پھر آپ کی جوبات ہو گی وہ کر لیں۔

(اس مرحلہ میں باران رحمت کے لئے دعا کی گئی)

جناب قائم مقام اسپیکر: جی ملک سکندر رائیڈ ووکیٹ صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈ ووکیٹ (قادہ حزب اختلاف): جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو میں اپنے ساتھیوں، حزب اختلاف کی دوستوں کا انتہائی مشکور ہوں جنہوں نے حزب اختلاف کے حوالے سے مجھ پر اعتماد کیا۔ میں ان کا جتنا شکریہ ادا کروں کم ہے۔ ایم ایم اے کے ساتھی، بی این پی کے ساتھی اور پشوٹونخوا میپ کے ساتھیوں نے متفقہ طور پر جوانہوں نے اعتماد کیا، میں کوشش کروں گا کہ ان کے اعتماد کو آگے بڑھاؤں۔ اور میری کوشش ہو گی کہ اس ہاؤس میں بجائے اسکے کہ ایک دوسرے کو بیچا دکھایا جائے، حالات کے سدھارنے میں ایک دوسرے کی مدد کی جائے۔ اسی طرح میں حزب اقتدار کے دوستوں کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے مجھے بھی بھیت اپوزیشن لیڈر وہاں welcome کیا۔ وزیر اعلیٰ بلوچستان کا بھی میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں میڈیا کے ذریعے بھی اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ اور میں تمام ساتھیوں کا مشکور ہوں۔ میں گزارش کروں گا کہ آج کے اس بحث سے یا اس سے قبل جو ہماری مابین گفت و شنید ہوتی رہی ہے۔ کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ اگر حزب اختلاف کی جانب سے کوئی چیز point out ہوتی ہے۔ کہ بجائے اسکے کہ یہ کمرگس لیا جائے کہ ان کو بیچا دکھانا ہے ہر صورت میں، یہ کامیابی کا راستہ نہیں ہے۔ آج کے اس debate کو آپ دیکھ لیجئے کہ QDA کے سلسلے میں کیونکہ اسپیکر صاحب! نے رولنگ دی ہوئی ہے میں آگے نہیں کہوں گا، لیکن صرف یہ عرض کروں گا کہ QDA کے بارے میں ملک نصیر شاہوی صاحب نے اور نواب صاحب نے جو با تین کہیں، اختر حسین صاحب نے، تو یہ وہ deny ہیں جن کو facts کیا جا سکتا ہے۔ اب بجائے اسکے کہ اس

fact کو admit کیا جائے اور اسکا مدارک کیا جائے۔ اُسکے آگے مدقاب ہونا یہ مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح قحط سے متعلق شاء بلوچ صاحب نے اس سے پہلے تفصیل دی اور آج بھی بات کہی، قحط بلوچستان کیلئے انتہائی اہمیت کا مسئلہ ہے، اس پر قابو پانا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اگر اسکی نشاندہ نہیں ہوئی، اگر لوگ مرتبے ہیں تو کسی کو پتہ بھی نہیں ہوگا۔ جس طرح آج اپسیکر صاحب نے مہربانی کی۔ اور وزیر داخلہ صاحب سے انہوں نے کہا ”کہ تمام اضلاع کو دوبارہ لکھا جائے کہ قحط سے متعلق وہ تفصیلی رپورٹ دیں“ ہمارے سامنے قحط سالی اگر ایک ضلع میں تو لاحوالہ وہ دوسرے ضلع میں بھی یہی ہے۔ بارشیں نہیں ہو رہی ہیں۔ رحمت خدا اس وقت ہماری گناہوں کی وجہ سے شاید ہم سے روٹ گی ہے۔ اللہ اپنی رحمت فرمائے۔ تو یہ پورے بلوچستان میں کوئی ایک علاقہ نہیں ہے ایک گاؤں نہیں ہے ایک ضلع نہیں ہے ایک ڈویژن نہیں ہے، پوری بلوچستان اس کی لپیٹ میں ہے۔ تو یہ اچھا ہوا کہ آج یہ دوبارہ آ جائیگا اس ہاؤس میں۔ اُس میں کون سی قباحت تھی؟ کوئی ایسی بات آپ مجھے بتائیں کہ حزب اختلاف والوں کی طرف سے، میرٹ پر اور وہ issue نہیں اٹھائے گئے جو کہ بلوچستان کے genuine issues ہیں۔ اسی طرح سوالات کے بارے میں جن دوستوں نے سوالات کیے، کسی کو جواب نہیں ملا۔ سوالات تیار ہی نہیں ہوئے۔ اور ایک سوال کے بارے میں میں جناب اپسیکر آپ کے توسط سے۔

جناب قائم مقام اپسیکر: ملک صاحب! ان سب پر میں نے رولنگ دے دی۔

قائد حزب اختلاف: جی ہاں! آپ کے توسط سے چف منستر صاحب سے گزارش کروں گا کہ ایک سوال کا نمبر 11 ہے، جس میں نصراللہ خان زیرے صاحب نے جو اسلام آباد میں بلڈنگ ہے، اُس سے متعلق بات کی ہے۔ جواب اچھا آیا ہے، سروں اینڈ جزل ایئمنسٹریشن کی طرف سے لیکن اسی میں صرف یہ عرض کروں گا کہ جواب اسی میں یہ آیا ہے کہ محکمہ کے 50 bachelor flats اور family flats کل 116 ہیں۔ اس میں 47 allotments orders 47 منسوخ کیے گئے ہیں۔ جن کا تعلق صوبہ بلوچستان سے تھا۔ اور وہ وفاتی ملازمین تھے اور وہ حکومت بلوچستان کے allotment کے قوانین کے خلاف رہائش پذیر تھے۔ میں آپ کے توسط سے سی ایم صاحب سے عرض کروں گا کہ اس بلوچستان کے اس پر اپرٹی کو بلوچستان ہی کے جو لوگ ہیں ان کے لیے استعمال کرنے کو بقینی بنایا جائے۔ تا کہ یہ جو سوال آیا ہے، اُس کا رزلٹ بھی آ جائے۔ اور اُسکی رزلٹ کو بھی لوگ دیکھ سکیں۔ اسی طرح آپ جناب کے سامنے جملہ کلمتی صاحب نے گواہ کے ماہی گیروں کی احتجاج اور ہڑتاں سے متعلق بات کی۔ گواہ کی اہمیت اور گواہ کا مستقبل آپ سب کے سامنے ہے۔ اُسیں بھی کوئی ایسی بات نہیں ہے جس میں objection کیا جاسکے۔ اسی طرح کوئٹہ میں پانی کا تو منستر صاحب تشریف فرمائیں ہیں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! آرڈران دی ہاؤس -

جناب قائم مقام اسپیکر: جی۔

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! آرڈران دی ہاؤس حزب اختلاف کے قائد speech کر رہا ہے ایوان میں آرڈر ہونا چاہیے، خاموشی کا۔ یہ ان کا پہلا speech ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی ارکین آرڈران دی ہاؤس

قائد حزب اختلاف: منشڑ صاحب ہوتے تو یہ ساری چیزیں ان کی سامنے ہوتے۔ وہ ایک نیت کے ساتھ کہ صرف اختر حسین کو نیچا دکھائیں، یا احمد نواز خان کو نیچا دکھائیں۔ یہ کوئی اچھا پریکش نہیں ہے۔ اگر کوئی کے سلسلے میں میں نے قرارداد پیش کی۔ اور اس قرارداد کو اس ہاؤس نے منظور کیا۔ آج ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہ روپورٹ آجائی کہ کوئی کے پانی کا مسئلہ کس طرح ہے یا توصل ہو گیا ہے، یا توصل ہونے میں کتنی دیر لگے گی؟ یہ تو انہوں نے صرف دو تین اپنے ٹیوب ویلز بتائیں کہ یہ ٹیوب ویلز بند ہیں۔ ہم منشڑ صاحب کو اس دن بھی ہم نے بتائی کہ کوئی کے حلقوں میں جا کر دیکھیں تو آپ کو اپنی کی پوزیشن نہیں ملے گی، کہ ہر محلے میں، ہر گاؤں میں، ہر جگہ ٹیوب ویلز بند ہیں۔ تمام کوئی کے لوگ میں والوں سے پانی لاتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں ”کہ جی ایم پی اے نہیں آیا ہے اور ایم پی اے نے“ تو ساری چیزیں جناب کے سامنے رکھی ہے۔ ایم پی اے ہی نے تو سارے چیزیں گورنمنٹ کے سامنے رکھی ہیں۔ اور اس کے بعد تو یہ جو طریقہ ہے، مخفی ہے اور اس مخفی طریقے سے اگر یہ قدم آگے بڑھیں گے، تو اسکا رزلٹ بھی مخفی ہو گا۔ صحافیوں کے بارے میں آواز بلند کی، آپ حضرات کی مہربانی آپ نے ساتھ دیا۔ یہ قرارداد منظور ہوئی۔ اس میں کون سی قباحت کی بات تھی۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم جو بھی بات کرتے ہیں۔ وہ یہاں میرٹ پر بات کرتے ہیں اس کو اس طریقے سے نہیں لیا جائے۔ آج زمرک خان صاحب نے بھی اُسی انداز میں جس طریقے کو یعنی بڑی دیدہ دلیری سے counter کیا جائے، یہ طریقہ نہیں ہوتا ہے۔ ایک ساتھی بول رہا تھا ایک معاملے پر۔ درمیان میں کھڑے ہونا، اُسکا point of order کو ختم کرنے کی کوشش کرنا، یہ طریقہ کا نہیں ہے۔ نعیم خان صاحب کے بارے میں تو میں عرض کروں گا کہ انہوں نے یہ بہت اچھا raise point کیا ”کہ جی کارروائی بروقت ملنی چاہیے“۔ لیکن اس پر بھی میں ان کو داد دیتا ہوں کہ انہوں نے، ظاہر ہے کہ یہ باتیں آپ کے درمیان ہوئی ہوں گی انہوں نے یہ سارا انہمار کیا کہ ہمارا کام صرف اپوزیشن کا مقابلہ کرنا ہے کہ باندھ کر تو اپوزیشن کا مقابلہ آپ نہیں کر سکیں گے۔ اپوزیشن کا مقابلہ نہ کریں۔ ہم آپ سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ آپ اپوزیشن کا مقابلہ کرنے کی وجہ پر point اپوزیشن ثبت اٹھائے آپ بجائے اسکے کہ بلا وجہ counter کریں، آپ اُسکا

ساتھ دیں۔ تو اس طریقے سے ہم آگے چل سکیں گے ہم نے اپنی points بعد میں پیش کرنے ہیں۔ ہمارے ساتھیوں نے آپ کے سامنے بھی چیف منسٹر صاحب بھی تشریف فرماتھے، انہوں نے یہ بھی آپ کے سامنے رکھا کہ ہمارے علاقوں میں مداخلت ہو رہی ہے۔ اپنی مرضی کے لوگ لائے جا رہے ہیں تاکہ ہماری بات جو ہے وہ نہ کوئی سن سکے اور ہماری جو حیثیت ہے وہ متاثر ہو۔ اب واشک میں اگر کسی اور کسی مرضی سے اسٹمنٹ کمشنز آتا ہے۔ اور وہ یہ کہتا ہے ”کہ میں یہاں کے ایم پی اے، اُس کو کسی بھی صورت میں میں نہیں مانوں گا اور اس کے بات پر عمل نہیں کروں گا؟“ تو یہ اس ایم پی اے کے ساتھ زیادتی نہیں ہو رہی ہے؟ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ اس کے کہنے پر بلا یا جائے یہ قطعاً ہم نہیں کہیں گے ہم یہ کہتے ہیں کہ جو جس کی responsibility ہے اس وقت یہ جو سارے ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں یہ اپنے علاقوں کے نمائندے ہیں۔ اگر کسی کے ہاتھ میں وزارت ہے وہ سارے بلوچستان پر قلم چلا سکتا ہے۔ اگر وہ representative ہے اور حزب اختلاف میں ہے تو وہ بات۔ اس کا آپ نے خیال رکھنا ہے کہ اس کے ساتھ زیادتی نہ ہو۔ اور اگر یہاں سے یہ کہا جاتا ہے ”کہ جاؤ سب کچھ کرو لیکن ایم پی اے کی بات مت مانو ایم پی اے کی نشاندہی پر کوئی کام نہ کرو“ تو یہ ظلم ہے ہم یہ امید رکھیں گے کہ آئندہ ہمارے ساتھ اس قسم کی زیادتیاں نہیں ہوں گی۔ thank you.

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ ملک سکندر صاحب! آپ نے تفصیلی بات کی۔ جی کھیتران صاحب، آپ نے وہ کلمتی صاحب کا آپ نے کہا، کہ پھر میں آخر میں جواب دے دوں گا۔

سردار عبدالرحمن کھیتران (وزیر مکمل سائنس و انفار میشن یونیورسٹی اور پاپلیشن و لیفیر): دو چیزیں ہیں، جو میں سامنے لانا چاہتا ہوں ایک تو پرسوں جو اجلاس تھا۔ ثناء بلوج صاحب نے بلوچستان کا نقشہ جو پیش کیا، وہ تو ایسا تھا وہ بتام اور بیرون کو ہم بھول گئے تھا جی۔ اچھا اصل میں پوزیشن یہ ہے۔ کہ یہ ہمارا صوبہ ہے اگر کوئی بد امنی بھی ہوتی ہے تو ہم نے اس پر پردہ ڈالنا ہے تاکہ لوگ آئیں۔ اس وقت investors تیار بیٹھے ہیں۔ ہم اگر اس قسم کا نقشہ پیش کریں گے تو میرا خیال ہے وہ ادھری سے بھاگ جائیں گے اور ہم 100 سال 50 سال پیچھے چلے جائیں گے۔ تو میری ان سے گزارش ہے کہ ثناء صاحب سے بہت پڑھے لکھے ہیں قابل آدمی ہیں میں ان کی قابلیت کو تسلیم کرتا ہوں۔ غدار! جیسے اُس دن DG, ISPRC نے کہا ”کہ چھ مہینے کے لیے میڈیا اور یہ اچھی picture پیش کریں۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان کا نقشہ تبدیل ہو گا۔ اور اگر اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہم ساتھی، اس بلوچستان کا اچھا نقشہ پیش کریں۔ تو میرا خیال ہے لوگ بھی آئیں گے، investors بھی آئیں گے۔ اور یہاں ترقی کا ایک پہیہ جو ہے وہ چل پڑے گا۔ میری اُن سے گزارش ہے کہ، بد امنی کہاں پر نہیں ہے؟ یورپ میں نہیں ہے امریکہ

میں نہیں ہے؟ یہ زندگی ہے جہاں زندگی کا پھر یہ چلتا ہے وہاں یہ چیزیں اُسکے ساتھ ساتھ ہوتی ہیں۔ اور خدا نخواستہ بلوچستان، آج میں کہتا ہوں چند ایک چھوٹے موٹے واقعات چند ایک جگہ کے علاوہ، اب میں اپنے ڈسٹرکٹ کا حوالہ دیتا ہوں، دُکی، لورالائی، بارکھان ہے، میں چینچ پر کہتا ہوں کہ نہ وہاں کوئی ٹارگٹ ٹنگ ہے، نہ سرچار ہیں، نہ کوئی اور سلسلہ ہے۔ تو ہمیں چاہیے کہ اس صوبے کی زیادہ سے زیادہ تعریف کریں ”کہ یہاں امن ہو، لوگ آئیں۔ لسم اللہ، ہم اُنکو تحفظ بھی دیں گے ہم ان کو ہر طریقے سے incentives بھی دیں گے، ہم ہر قسم کا تعاون کریں گے“۔ تو میرا خیال ہے کہ اُس دن کو آنے میں دینیں ہے کہ یہاں خوشحالی ہوگی۔ دوسرا آج حمل کلمتی صاحب نے کہا کہ ان کو میرا خیال ہے کہ express way کی آپ نے بات کی ہے شاید۔ تو اچھا میں یہاں ایک اس ایوان کو اعتماد میں لیتا ہوں کہ آپ پچھلے پانچ سال کے چیف منسٹروں کے دورے نکال لیں اور موجودہ چیف منسٹروں کے دورے بھی آپ نکال لیں۔ اور موجودہ چیف منسٹر کے دورے دیکھیں کہ کہاں کہاں نہیں گئے۔ ہم پہلی دفعہ مکران گئے ایک دورے میں بھی دوسرے دورے میں بھی۔ جس چیز کی کمی تھی بنیادی طور پر گوارنپانی کا مسئلہ ہیں ساڑھے تین ارب روپے سالانہ حکومت وہاں پر ایجیویٹ ٹینکروں کو دیتی ہیں کہ وہ لوگوں کو پانی کی سہولت پہنچائیں۔ desalination plant بند پڑے ہوئے تھے۔ آرمی کے تعاون سے اور مختلف کمپنیوں کے تعاون سے انہوں نے کام کرنا شروع کر دیا۔ ہم نے خود جا کر ان پلاٹوں پر پانی پیا۔ اب نوزائیدہ یہ حکومت ہے اُس سے پہلے جو وہاں کے نمائندے تھے انکی حکومت تھی۔ آپ موازنہ کریں کہ ان نے کیا کیا اور ہماری حکومت نے ان تین مہینوں میں کیا ہے۔ ضرور بد امنی چند جگہوں پر ہیں۔ اس پر وہاں سے ہمیں مسائل پیش آ رہے ہیں۔ لیکن انشاء اللہ آپ ٹیم دیکھیں۔ تھوڑا سا ثانیم دیں اور آگے چلنے دیں اس حکومت کو۔ ہمارے ساتھ تعاون جاری رکھیں ہم آپ کو انشاء اللہ ترقی کا پھر یہ چلا کر دکھائیں گے۔ express way کی بات کی۔ وہاں باضابطہ بریفنگ ہوئی۔ چائیزی کی طرف سے۔ اس کو میرا خیال ہے تین حصوں میں انہوں نے تقسیم کیا۔ اور ان کو اہدرا یاں دی ہیں، جہاں سے کشتیاں آ کرو وہ اپنی مرمت کیلئے وہ یہاں پر لگاسکتے ہیں وہ ایک پورشن بنائیں گے کھولیں گے دو دوسرے پورشن کھلے ہوئے ہیں۔ پھر اگلے پورشن میں جائیں گے اس کو کھول دیں گے۔ ابھی بھی within one year یہ چیز، یہ مسئلہ ماہی گیروں کا انشاء اللہ حل ہو جائیگا میرے کہنے کا مقصد۔ میری گزارش یہ ہے وہ بھائی بیٹھے ہیں منتخب نمائندے بیٹھے ہیں

جناب قائم مقام اسپیکر: سردار صاحب! آپ چیئر کو address کریں

وزیر حکومت سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی اور پاپلیشن و لیفیر: جی جی، میں آپ کو address کر رہا ہوں۔ اس کی دیکھنے پر پابندی مت لگائیں۔ اگر آپ مجھے دیکھنے بھی نہیں دیں گے تو پھر۔ میں آپ سے مخاطب ہوں تو میں

آپ کے توسط سے اپوزیشن سے یہ نگارش کروں گا کہ کچھ عرصے کے لیے مہربانی کریں ہمارے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر چلیں۔ وہ بھی بلوچستان کی ترقی چاہتے ہیں، ہم بھی چاہتے ہیں۔ بلوچستان کے ساتھ جو پہلے زیادتیاں ہوئی ہیں، ہم ان کا ازالہ چاہتے ہیں۔ وہ بھی چاہتے ہیں ہم ایک کشتی کے سوار ہیں۔ اس میں فرق نہیں ہے۔ یہ آئنے سامنے ہم بیٹھے ہوئے ہیں اس ایوان میں۔ ایک جگہ ہم بیٹھے ہوئے ہیں باجماعت ہیں، اب اگر ہم اسکو negative نقشہ ہمیشہ پیش کریں گے تو میرا خیال ہے کہ اس وقت لوگوں کی توجہ ہے بلوچستان پر۔ گوادر کی مہربانی سے، سی پیک کی مہربانی سے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ سی پیک میں پچھلے دور میں ہمیں کچھ نہیں ملا۔ early harvest جو ہے نال جنہوں نے کرنی تھی وہ کر گئے، اب وہ خوشیں چون رہے ہیں ہم۔ اس موجودہ حکومت کا یہ ٹارگٹ ہے کہ ہم وہ خوشیں جو چون رہے ہیں اُن سے بھی ہم کچھ ترقی کا، حالانکہ early harvest ہو چکی ہے۔ جو loans اتھے، جو بینک کا سلسلہ تھا، وہ تقریباً close ہو گیا۔ ابھی دیکھیں میں ایک مثال دیتا ہوں جیونی کا پانی دو دن پہلے شروع ہو گیا ”کارروائٹ“ کا انشاء اللہ چند ہمینوں میں ہم اسکا بھی رزلٹ بھی دیں گے آپ کو۔ ہم کوشش کر رہے ہیں جو ساڑھے تین ارب روپے ہم ٹینکر مافیا پر خرچ کر رہے ہیں، اُسکو کم کریں۔ دیکھیں! نگارش یہ ہے کہ ایک اچھی چیز کو، اچھا کہیں۔ گوادر میں ریلی ہوئی۔ یہ اسپورٹس ہے۔ آپ لوگ appreciate کریں یا آج جیسے انہوں نے فرمایا کہ جی سی ایم صاحب وہاں جھل مگی اور نصیر آباد جیپ ریلوو میں حصہ لے رہا ہے۔ ضرور ریلی کا بہانہ ہوتا ہے گئے اسپورٹس ہے، دنیا سے لوگ آتے ہیں پاکستان کے چھے سے چھے سے لوگ آتے ہیں آپ وہاں لوکل لوگوں سے پوچھیں کہ وہ جو ریلی دو تین دن ہوتی ہے اُس سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے یا نقصان؟ تو اگر میں گاڑی چلاتا ہوں، مہربانی کر کے اس پر تواضع ارض مت کریں کہ گاڑی چلائی۔ اب اتنا بھی پابند نہ کریں جی۔ باقی آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ ہم آپ کو ساتھ لیکر چلنا چاہتے ہیں۔ آپکے اچھے مشوروں پر ہم عمل کریں گے۔ آپ آئیں ہمارے ساتھ بیٹھیں۔ دفاتر ہمارے کھلے ہوئے ہیں۔ ہمارے گھر کھلے ہوئے ہیں۔ ایوان کھلا ہوا ہے۔ جو جائز چیز ہے، ہم آپکے ساتھ چلنے کو تیار ہیں۔ باقی ثامم ملنا چاہیے۔ اب دیکھیں ڈھائی مہینے میں کیا ہو سکتا ہے؟ ہم maximum میں جا رہے ہیں۔ جہاں جہاں drought ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک عذاب ہے۔ یہ کسی کا لا یا ہو انہیں ہے جناب؟ تو اسکو ہمارے ساتھ بیٹھیں۔ اچھی تجوید ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ چاول، آٹا یا چائے کی پتی یا لگی بھجنے سے وہ مسئلے جو قحط سالی کی وجہ سے حل نہیں ہوتے۔ لیکن یہ ایک gesture ہے کہ جی ہم آپکے ساتھ ہیں۔ ہم آپکے دکھ میں شریک ہیں۔ اور اچھے منصوبے ہمارے سامنے لے آئیں۔ انشاء اللہ آپکے مشوروں کو ہم اہمیت دیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ سردار صاحب!

وزیر محکمہ سائنس و تکنالوژی و بہبود آبادی: ٹھیک ہے، آپ بھی اسی صوبے سے ہیں۔ اسی صوبے کی ترقی چاہتے ہیں۔ ہم بھی ٹریئزری پنجگر پر بنیٹھے ہوئے ہیں۔ ہماری بھی دن رات یہ کوشش ہے کہ کم از کم سال ہے۔ کہ دوسال ہیں۔ maximum پانچ سال ہیں۔ ہمیں کوئی اچھے لفظوں میں یاد کرے۔ اس صوبے کو ہم کچھ دے کر جائیں۔ Thank you very much.

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ سردار صاحب! آپ نے تفصیلی بات کی۔ اصغر خان صرف تین منٹ بات کریں۔ اُس کے بعد آج کی کارروائی ختم کرتے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: سب سے پہلے میں ملک سکندر ایڈ ووکیٹ کو اپوزیشن لیڈرن nominate ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ پتہ نہیں یہ ہمارا ایوان کیوں، جب یہاں کوئی نو منتخب ممبر آتا ہے، تو اُس میں بھی مبارکباد دینے میں پس و پیش سے کام لیتا ہے۔ آج اپوزیشن لیڈر نے خود ایک طرف سے اپنے آپ کو introduce کرایا۔ تو ساتھ ہی یہ امید رکھتا ہوں کہ ایک Senior as a Opposition Leader Parliamentarian کی حیثیت سے وہ اس ایوان کو smoothly آگے لے چلانے میں اپنا ایک اہم role-play کریگا۔ یہاں پر کافی ساری باتیں ہوئیں۔ میں ایک تجویز، ایک مشورہ سمجھیں۔ یقیناً جس طرح کافی معاملات پر بات ہوئی کہ حکومت کو وجود میں آتے ہوئے کوئی تین سے چار مہینے ہوئے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ ہم سے پہلے حکومتیں کس نے کی ہیں اور کس طریقے سے کیئے؟ یہاں کافی چیزیں پوائنٹ آؤٹ ہوئیں۔ حلقوں میں مداخلت کے حوالے سے بات ہوئی۔ پی ڈی ایم اے کے حوالے سے بات ہوئی۔ امن و امان کے حوالے سے بات ہوئی۔ یہ سارے ایسے چیزیں ہیں۔ خاص کر پی ڈی ایم اے اور اس صوبے کے جو اضلاع ہیں۔ جو اس وقت تحطیسی سے متاثر ہیں۔ یہ ہم سب کا مسئلہ ہے۔ امن و امان ہم سب کا مسئلہ ہے۔ اگر ہم اس کو حکومت کی صرف ذمہ داری سمجھیں اور موردا انعام ٹھہرائیں ”کہ حکومت کی کوتاہی ہے“، تو میں بہت ساری مثالیں پیش کر سکتا ہوں کہ کچھ لی حکومت میں۔ اُس سے کچھ لی حکومتوں میں یہاں، کون کون انغووا ہوئے۔ کس کی قتل عام ہوئی۔ اور کس طریقے سے ہوئی؟ یقیناً بلوچستان ایک ایسے خطے پر واقع ہے جناب اسپیکر! کہ یہاں ان مسائل کے ساتھ ساتھ ہم دنیا کے مسائل کا شکار ہیں۔ ہماری پڑوس میں سب کے سب نے ہماری ہی سرز میں کو ہمارے لیے آگ اور خون کی ایک طرح سے سرز میں بنائی ہوئی ہیں۔ ہم سب کو ہر مسئلے پر یہ نہ کہ ہم حکومت کے خلاف تیز و شدید تقریروں کا سہارا لیکر ہر ایک کام میں حکومت کو موردا انعام ٹھہرائیں یقیناً مشکلات ہیں تکالیف ہیں۔ ہر لحاظ سے ہیں۔ تو ہم سب اگر ساتھ ہو کر چلیں گے۔ اکھٹے ہو کر چلیں گے تو کافی مسائل سے ہم نجات پاسکتے ہیں۔ اور ایک بات میں کہوں، افغانستان

میں اس وقت جو مذاکرات کی پیش رفت ہو رہی ہے۔ میں تمام فریقین کو اس پر ایک طرف سے یہ initiative پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور ساتھ ہی اس ایوان کی توسط سے اس بات کی خواہش کا اظہار کرتا ہوں کہ جب تک ہم افغانستان کو ایک پُر امن بنا کر تشکیل نہیں دینے گے، یہ ہمارا خواب ہی رہے گا کہ اس خطے میں امن آئے گا۔ اور اس وقت جو صورتحال وہاں ہے۔ ہمارے ملک صاحب نے بات کی۔ یقیناً اگر ہم چالیس سال پہلے امریکہ کے منہ پر تما نچہ مار دیتے تو شاید آج یہ صورتحال نہ ہوتی۔ آج ایک اور اسٹیک ہولڈر آ کر بیٹھا ہے۔ آج RUSSIA اپنے آپ کو اس خطے کا اور خصوصاً اس جگہ کا بادشاہ بھج کر بیٹھا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس وقت ساری صورتحال ہماری کنٹرول میں ہے۔ اسی طرح ایران کی۔ اسی طرح دوسری پڑوسیوں کی ہماری اس صورتحال پر جو نظریں لگی ہوئی ہیں۔ اور جس طریقے سے یہاں کے امن و امان کو وہ سبوتاش کر رہے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ ہمارے اس بلوجستان کو۔ بلکہ ساتھ پڑوس افغانستان میں۔ تو ایسی صورتحال میں حکومت اور اپوزیشن کوں پیٹھ کروہ مسائل جو ہمارے نیادی مسائل ہیں۔ اس خطے کے عوام کے مسائل ہیں۔ جس سے ہم متاثر ہو سکتے ہیں۔ یا جس سے ہم متاثر ہو کر رہے ہیں۔ اس پر ہم سب کو مل بیٹھ کر معاملات کو حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جو جائز بات ہوگی۔ پی ڈی ایم اے کے حوالے سے بات ہوئی۔ یقیناً ہم بھی اس بات کو حق بجانب سمجھتے ہیں کہ جو بھی متاثر ہوں۔ جہاں بھی ہوں۔ انکو ریلیف ملنے چاہیے۔ اسی طرح امن و امان کا مسئلہ ہے۔ یہ صرف حکومت کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ سب کا مسئلہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب ہمارے انگوہ ہوئے ہیں۔ ہمارے بچپنی حکومتوں میں انگوہ کاریاں ہوتیں تھیں۔ ایک بات میں بر ملا کہوں۔ اسٹیچ پر کہوں کہ حکومت کو یقیناً اقدامات اٹھانے چاہیے۔ ہمارے وہ گروپس۔ ہمارے وہ لوگ جو اپنے آپ کو حکومت سے بالاتر سمجھتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو ریاست سے بالاتر سمجھتے ہیں۔ جو یہاں دنناتے پھرتے ہیں۔ اور ہر ایک کام اپنی مرضی اور اپنی خواہش کے مطابق کرتے ہیں۔ حکومت کو اس پر کنٹرول حاصل کرنا چاہیے۔ کوئی انتاز و راؤ نہیں ہے۔ کوئی اتنا اثر و رسوخ والا نہیں ہے کہ حکومت اور ریاست کی اداروں سے اپنے آپ کو بالاتر سمجھ کر، یہاں اُس کے جی میں ہو جو چاہیں وہ کریں۔ تو یقیناً یہ حکومت کا کام ہے۔ اپوزیشن ثبت نشاندہ ہی کرتی جائے۔ اور حکومت مسائل کی حال کیلئے اپنے اقدامات اٹھاتے جائیں۔ ملک صاحب واپس آگئے۔ میں ایک مرتبہ پھر ملک صاحب کو اس فلور پر حکومت کی طرف سے سمجھیں یا اپنی پارٹی کی طرف سے سمجھیں۔ میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ as an Opposition Leader nomination پر مہربانی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ اصغر خان۔ جی ثناء صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوج: یقیناً بلوجستان میں بہت سی خبریں ہیں۔ اگر انکو ثبت جس طرح میرے بھائی

سردار کھنڈیز ان صاحب نے کہا کہ بلوچستان سے کچھ مثبت خبریں آئی چاہیے اور بہت کوشش کرتا ہوں۔ خُدا جانتا ہے مجھے بڑا شوق ہے کہ بلوچستان میں جب میں اعداد و شمار۔ بلوچستان کے بارے میں جو معلومات ہوتی ہیں۔ جب پڑھتا ہوں تو دل کرتا ہے کہ کہیں سے کوئی خوش خبری مل جائے لیکن بلوچستان کے سارے حقائق سردار صاحب! اتنی تکلیف دہ ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اگر ان لفظوں کو پھیر دیا جائے۔ آئندھیں بند کردی جائیں تو بلوچستان بھر سے کوئی ثبت خبر یا خوش خبری ہم کہیں سے دے سکتے ہیں۔ میں نے کافی جگہوں پر کہا ہے کہ دوبارہ اعداد و شمار کو دھراوٹا گانہیں کہتے ہیں تو وقت کی کمی ہے۔ ورنہ میرے پاس سارے اعداد و شمار ہیں۔ اگر اس کی ہم تصور کیشی بلوچستان کی کریں تو یقیناً انتہائی تکلیف دہ ہے۔ رونے والا مقام ہے بلوچستان میں۔ ثبت خبریں بلوچستان میں بن سکتی ہیں۔ ثبت خبریں بنتی ہے اعمال کی بدولت۔ بلوچستان میں سابقہ حکومتوں کے اعمال اتنے اچھے نہیں رہے جس سے بلوچستان میں ثبت بنے جناب والا! ایک تلخ حقیقت یہ ہے کہ تین سو ساٹھ اسکوائر کلومیٹر ایسا پہاڑی بچیوں کیلئے صرف ایک گرلز ہائی اسکول ہے۔ یعنی آپ تصور کریں تین سو ساٹھ اسکوائر کلومیٹر کتنا دُور ہے۔ بلوچستان میں ہر اٹھائیں اسکوائر کلومیٹر پر صرف ایک پرانی اسکول ہے۔ اب اس کو خوشخبری کیسے بنائیں؟ ثبت خبر بلوچستان میں پانچ ہزار اسکول ہیں جو چھت سے محروم ہیں۔ بلوچستان میں پانچ ہزار اسکول ہیں جو صرف ایک استاد وہاں تعینات ہے۔ اور ہر اسکول کی جو average بچوں کی تعداد ہے وہ سو سے ایک سو میں کے درمیان ہیں۔ جناب والا! بلوچستان سے ثبت خبر کیسے آئے کہ آپ نے اپنی کیبینٹ میں کچھ دن پہلے یہ بات تسلیم کی کہسی پیک میں سے بلوچستان کو یعنی 73 billion۔ یعنی سات ہزار ارب روپے میں سے بلوچستان کو 0.4% بھی نہیں ملا۔ یعنی صرف چار سو میلیون روپے ملے ہیں۔ اس کو کیسے ثبت بنائیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ جناب والا! آئین کی آرٹیکل ایک سواٹھاون کے تحت گیس بلوچستان سے نکلتی ہے۔ بلوچستان کو ترجیح حاصل ہے۔ صرف بلوچستان کے چار اضلاع میں جو ہے یعنی چار فیصد بلوچستان کی آبادی کو گیس استعمال کرنے کیلئے مل رہی ہے۔ ثبت خبر کیسے بنے کہ بلوچستان کی 75% آبادی ایکسویں صدی میں تالاب اور جوہر کا پانی پینے پر مجبور ہیں؟ ثبت خبر کیسے بنے کہ بلوچستان کی اٹھاڑہ لاکھ نوجوان روزگار سے محروم ہیں؟ سردار صاحب! آپ کو یاد ہوگا پہلے اجلاس میں میں نے یہ بات کی تھی۔ کہ ہم حزب اختلاف کیلئے نہیں بیٹھے ہیں۔ خُدا واحد و شاہد ہے مجھے حکومت یا حکومتی عہدوں پر بیٹھنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پہلے دن کی ہماری رoad اری کا جواب ان تین مہینوں میں۔ ہم گن کرنہیں بتائیں گے ابھی۔ ہم گلے کرنے والے لوگ نہیں ہیں۔ جس طرح سے آپ کی حکومت نے مداخلتیں شروع کر دیں۔ آپ ڈپٹی کمشنر، اسٹینٹ کمشنر، ڈپٹی پی او، ڈپٹی ہیڈ کوارٹرز کی تبدیلی۔ روزگار کے آپ لوگوں نے ایسے طریقے شروع

کیئے۔ یہ بلوچستان نیا بلوچستان نہیں بن رہا۔ اسکو آپ پُر انہا بلوچستان نہیں بلکہ بوسیدہ بلوچستان کی طرف لے جا رہے تھے۔ اسی طرح جناب والا! ہماری رویوں اور لمحے میں۔ ہم اس صوبے میں برابر کے Stakeholders ہیں۔ کوئی یہ سمجھتا ہے ”کہ اگر حکومت ہماری ہے۔ اور ہم بلوچستان کو اپنی ریاست سمجھتے ہیں“، نہیں جناب والا! آپ وزیر اعلیٰ ہو سکتے ہیں وزرا ہو سکتے ہیں۔ آپ ”والی گان“ نہیں ہیں۔ آپ ”والی اسمبلی“ ہو سکتے ہیں۔ اسی لیئے ہماری اپوزیشن لیڈر نے بھی اب بات کی کہ جس طرح کی طریقہ کار شروع کیا گیا۔ مجھے مشکل ہیں لگ رہا ہے کہ آپ کو کوئی ثابت خبر نہیں ملے گی۔ آپ احتجاج کریں کہتے ہیں ثابت خبر۔ عورتیں سردی میں بیٹھی ہوئی ہیں منگ پرن کے حوالے سے۔ چیف آف آرمی اسٹاف، اس ملک کا پرائم مسٹر۔ اس ملک کا interior ministry سب کہتے ہیں کہ منگ پرسنر ایک مسئلہ ہے۔ حکومت بلوچستان اس کو ایک مسئلہ تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہے۔ ان ماوں، بہنوں اور بیٹیوں کو سردی میں عزت سے چادر اونک سر پڑال کر بٹھا کرو اپس گھر بھینے کیلئے کوشش نہیں کرتی ہے۔ ثابت خبر، ثابت عمل سے آتی ہے۔ اور اس حکومت کو ثابت عمل دکھانے میں تکلیف ہو رہی ہے۔ اور ثابت عمل دکھانہیں پار ہے ہیں۔ جناب والا! مجھے کو اجلاس آرہا ہے سی پیک کے حوالے سے۔ ہم چاہتے ہیں کہ میری ایک قرارداد پہلے سیشن میں defer ہوا تھا۔ آپ اسکو پیش کریں یہاں۔ پھر ہم آپکے ساتھ تیار ہیں۔ سی پیک کے حوالے سے آپ نے تشویش کا اظہار کیا تھا۔ آپ نے اپنی کیبینٹ میں، انکو ہم یہاں بلوچستان اسمبلی میں مکمل اعداد و شمار کے ساتھ پیش کریں گے۔ اور ہم چاہیں گے کہ سی پیک کے حوالے سے پھر ہم آپکا ساتھ دیں گے۔ ہم نے این ایف سی کے حوالے سے آپکا ساتھ دیا۔ دو سال کیلئے این ایف سی defer کر دیا گیا۔ لیکن صوبائی حکومت کوئی بات کرنے کیلئے تیار نہیں۔ این ایف سی کی قرارداد اپوزیشن لے آئی۔ سی پیک کا ہم لے آئے۔ ایجوکیشن کا ہم لے آئے۔ ساری قراردادیں ہم لارہے ہیں۔ اس سے زیادہ سردار صاحب! ثابت عمل کیا ہو سکتا ہے؟ اور ہم تیار ہیں۔ لیکن ایک بات آپکو بتائیں۔ طریقہ کار میں تبدیلی لانی ہوگی۔ ہم کوئی ٹوپنیر نہیں ہیں۔ ہم کوئی انکوٹھا چھاپ وہ اس سے پہلے کوئی، اسمبلیوں کے مجرماً تھے۔ ہم وہ نہیں ہیں۔ ہم اپنی حیثیت جانتے ہیں۔ اپنی قانونی اور آئندی حیثیت، اس اسمبلی کی حیثیت سے ہم بحیثیت مجرم بر جانتے ہیں، اپنے علاقوں کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ ہم کسی کو یہ اختیار نہیں دیں گے کہ ہمارے علاقے میں بدآمنی پھیلائیں۔ ہمارے علاقے کی ڈیموگرافی کو ہمارے علاقے کے ڈسٹرکٹس کو۔ ہمارے علاقے کے ڈیوریشنوں کو تبدیل کروائیں۔ پیار و محبت سے آپ لوگوں نے بات مانی، ٹھیک نہیں تو دمادِ مسٹ قلندر ہو گا۔ بلوچستان کے اٹھارہ لاکھ نوجوان یہ زگاروں کو آپ کے سڑک پر لے آئیں گے۔ آپ کے دروازوں پر لے آئیں گے، بلوچستان کی ماوں اور بہنوں کو۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) ادھر کوئی ایک دن حکومت

نہیں چلا سکتا ہے۔ اگر وہاں آپ نے proper- شرافت، محبت اور آئینی طریقے سے اگر اس حکومت کو نہیں چلا یا۔ اگر کسی نے "ذب و گھوس" کے ذریعے کوشش کی تو یہ حکومت انشاء اللہ نہیں چلے گی۔ Thank you very much جناب اپسیکر۔

جناب قائم مقام اپسیکر: جی کھیت ان صاحب!

وزیر ملکہ سائنس و تکنالوجی و بہبود آبادی: جناب اپسیکر! آپ ایک مخصوص کریں اُنکی پارلیمانی لیڈر کا جو طریقہ کار ہے وہ کریں۔ حزب اختلاف کے جولیڈر ہیں، اُس کو نام دیں۔ اب یہ شکوہ و جواب شکوہ ہمیں دیجئے۔ شناہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ ہو گئے۔ یہ تو میں بھی بول سکتا ہوں۔ یہ تقریبے تو میں بھی اٹھا کر آسکتا ہوں۔ میں نے ایک ثابت بات کی۔ میں نے کہا کہ ثابت طریقے سے آئیں۔ ہم نے انکو board on لیا ہے۔ اب ہم انکو تو اجازت نہیں دے سکتے کہ a as وزیر اعلیٰ یا کام کریں۔ باقی کسی نے بادشاہت کی بات نہیں کی۔ جمہوریت ہے۔ ہم جمہوریت کے قائل ہیں۔ ہم نے یہ گزارش کی۔ یہ تو اچھا ہے کہ یہ بتارہے ہیں، پچھلی حکومتیں۔ پچھلی حکومتوں نے جو کیا، ہم بھی اُنکو، وہاں ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے نشاندہی کی۔ سی پیک کا ہم نے کیبنت میں اٹھایا ہے۔ میرے لیڈر آف دی ہاؤس نے even اس حد تک گیا کہ انہوں نے وہ کل سے دورہ شروع ہے، چاٹانا کا۔ اُس نے کہا ہم نہیں جائیں گے۔ ہمیں کیا ملا ہے، سی پیک میں؟ مساوائے نعروں کے۔ مساوائے لوی پوپ کے، ہمیں کیا دیا ہے؟ میں نے اپنی تقریر میں کہا کہ early-harvest جنہوں نے کرنا تھا، وہ کر گئے۔ اب تو ہم چھوٹے چھوٹے خوشے چھوٹے کرایک چیز بنانا چاہ رہے ہیں۔ ہم نے کب کہا کہ سی پیک ہمیں ملا۔ سی پیک بنیادی طور پر مغربی روت کو ignore کیا گیا۔ کیا دیا سی پیک نے ہمیں؟ یہ ہم کیبنت میں بھی اٹھا چکے ہیں۔ ہم نے اس پر reservation مرکز تک پہنچائی ہے۔ باقی ہم نے کبھی، ثناء بلوج کو میں گزارش کروں کہ ہم نے کبھی نہیں کہا "کہ ہم ڈکٹیٹر شپ یا بادشاہت یہاں قائم کرنا چاہتے ہیں"، ہم جمہوری طریقے سے آئے ہیں۔ اُنکی جمہوریت کو بھی ہم تسلیم کرتے ہے۔ وہ بھی ہماری جمہوریت کو تسلیم کریں۔ وزیر اعلیٰ باضابطہ elect ہو کر آئے ہیں۔ کسی نے یہاں ڈکٹیٹر کو نہیں بھایا ہے۔ یا کسی نے زبردستی نہیں کی ہے۔ یہ تو لوگوں نے۔ عوام نے پھر انکے منتخب نمائندوں نے اُس کو منصب وزیر اعلیٰ بھایا ہے۔ اُنکی ڈیبوٹی ہے وہ بھی جانتے ہیں۔ ہم نے کبھی کسی کو نہیں کہا "کہ وہ جاہل یا انگوٹھا چھاپ ہے"۔ ماشاء اللہ ہمیں خوشی ہے کہ اچھے پڑھے لکھے لوگ آگئے۔ اور وہ ثابت طریقے سے ہمیں گائیڈ کریں گے۔ ہمیں تجاویز دینے گے۔ ہم اُنکی تجاویز پر عمل کرنے کو تیار ہیں۔ تو باقی اگر دھمکی، دھونس ہے کہ دم دم مسٹ قلندر کرنا ہے۔ تو ہم اُسکو appreciate کریں گے کہ وہ آئینی دم دم مسٹ قلندر کریں۔ پھر باقی ایڈمنیسٹریشن میں حکومت نے رٹ کو چلانے کیلئے اپنے فیصلے کرنے

ہوتے ہیں۔ کہیں پڑپٹی کمشنر یا اسٹینٹ کمشنر کی سفارش سے ہم کبھی نہیں بھیجنیں گے۔ جو حکومت سمجھتی ہے کہ اُس علاقے میں کس کو بھیجا جائے۔ اب یہ حکومت کا کام ہے۔ باقی دھمکی پر نہیں آئیں please۔

جناب قائم مقام اسپیکر: چلیں سردار صاحب شکریہ۔ آج کی کارروائی کو conclude کرتے ہیں۔ وزیر محکمہ سائنس و تکنالوجی و بہبود آبادی: ہمیں دھمکی نہ دیں۔ سنین اسپیکر صاحب! day one سے ہم نے کہا ”کہ ہمارے بھائی ہیں“، انکو بھی عوام نے دوٹ دیا ہے۔ ہمارے کندھے سے کندھا لکر چلیں۔ ہم ہر طریقے سے چلنے کو تیار ہیں۔ لیکن اس طریقے سے نہیں کہ جی ڈامادم مست قلندر ہوگا۔ یہم اللہ کسی نے ڈامادم مست قلندر کرنا ہے، تو یہم اللہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: چلیں زابد صاحب!

میرزادعلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! اسٹینٹ کمشنر ماشیل، ایک ڈاکو ہے، آیا ہوا ہے، کرپشن کر رہا ہے۔ دن کا دس لاکھ روپے کمارہا ہے۔ میں نے چار دفعہ سی ایم صاحب کے پاس گیا، میں ماشیل کا ایم پی اے ہوں یعنی نمائندہ ہوں۔ اگر ماشیل کا من وaman خراب ہو جائے، تو مجھے پکڑ لیتے ہیں۔ اسٹینٹ کمشنر امیر حمزہ بن غفرانی ہے، رات کو چوروں کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ دن کو ایک چیک پوسٹ ہے وہاں بیٹھا ہوا ہے، monthly یو یز والوں کو کہہ رہا ہے ”کہ ڈیزیل جو بیچارے غریب لوگ لے رہے ہیں، کماو لا کے مجھے دے دو“۔ CM صاحب خداراء واشک ضلع کے متعلق ورلڈ بینک والوں نے بھی کہا ہے کہ واشک در بدر ہے، واشک بلوچستان سے 50 سال پہنچھے رہ گیا ہے۔ ہیلتھ کا نظام دیکھیں۔ 20 سال سے ایک ڈی ایچ او۔ میں منسٹر ہیلتھ کے پاس چار دفعہ گیا ہوں۔ میں نے کہا یہ ونسا انصاف ہے، ایک ڈی ایچ او، بیس سالوں سے وہ واشک میں رہ رہا ہے۔ جناب اسپیکر! وہ اصولاً تین سال کے بعد وہ ٹرانسفر ہوتا ہے۔ کیونکہ عبدالصمد محمد حسنی اُس کو چھوڑنا، بس وہ اُدھری ہے۔ ہسپتال کا نظام در بدر ہے واشک میں ہیڈ کوارٹر ہے سی ایم صاحب میں آپ کو دعوت دیتا ہوں، آپ بلوچستان کے سی ایم ہیں۔ آپ آجائیں واشک ہسپتال میں ایک بیڈ ہے۔ اگر میں جھوٹ بولتا ہوں آپ آکے اسکو چیک کریں۔ آپ خود دیکھیں۔ خدارا! میرے ضلع پر رحم کریں۔ میں آپ لوگوں کے سامنے رحم کی اپیل کرتا ہوں۔ اپوزیشن کی جگہ مجھے نہیں دیکھیں، زابد کو نہیں دیکھیں۔ آپ اس ٹائم گورنمنٹ میں ہو۔ میں آپ کے ساتھ ہوں۔ میں آپ کے ساتھ help کرنا چاہتا ہوں۔ میں آپ کے ساتھ آنا چاہتا ہوں آپ چلیں میرے علاقے میں۔ سر! ایک دن کی خاطر آپ سب اسمبلی والے میرا ضلع واشک دیکھیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ زابد صاحب!۔ جی جی جام صاحب۔

میر جام کمال خان عالیانی (قائد ایوان): **بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ**۔ سب سے پہلے تو ایک ہمارا بڑا انتظار تھا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کا ایک طریقہ کار بنے۔ الحمد للہ آج ساڑھے تین مہینے کے بعد یہ پروگرام مکمل ہوا۔ تو میں سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور بڑی خوش آئندہ بات ہے کہ جب تک کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کا ایک طریقہ کار واضح ہو اور یہ ہاؤس کے اندر اور انکی presence یا ان کی نمائندگی نہیں ہوتی، تو یہ ہاؤس کا کام بھی بڑا ادھورا رہتا ہے اور ہم امید کرتے ہیں، کیونکہ پہلے دن سے ہی ہماری گورنمنٹ کی طرف سے اور ہماری طرف سے یہی بات اٹھانا چاہتے تھے بار بار شاید اس پر insist بھی ہم نے ہی کیا کہ جب تک کہ ہاؤس کے اندر ایک اپوزیشن کا right genuine platform Leader of the Opposition انکو کی صورت میں، اسٹینڈنگ کمیٹی کی صورت میں اور دوسرے صورت میں نہیں ملے گی، تو بہتر انداز میں طریقہ کار واضح نہیں ہوگا۔ اور اگر ہمارا ارادہ اس بات پر نہ ہوتا کہ Leader of the Opposition کا ایک اچھا کردار نہ ہو۔ تو شاید ہم اس طرح کے مفید مشورے نہ ہم دیتے اور نہ ہی بار بار اس پر اصرار کرتے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اس منصب کے حوالے سے ایک اچھا طریقہ کار آپ کو اس اسمبلی میں ملے گا۔ اور آپ اس ذمہ داری کو حسن طریقے سے نجماں کے، اپنی اپوزیشن پارٹیوں کے ساتھ۔ جناب اسٹاکر! بہت ساری باتیں ہیں، جو میرے خیال میں چلی ہیں۔ لیکن آج ہم نے اپوزیشن کے حوالے سے ایک نیا جذبہ، ایک نئی آواز، کچھ نئے جذبات کا اظہار، کچھ طریقہ کار، اُن کا مظاہرہ ایک بڑے قابل اور پڑھے لکھے انسان سے ہم نے وہ باتیں آج سنیں۔ جو شاید میرے لئے تھوڑا سا surprise ہے۔ اور انشاء صاحب ہمیشہ پہلے بھی رہے۔ اور میں انکی personal comments کے ہیں۔ یہ صوبہ ہم سب کا ہے۔ ایک عام بلوچستانی کا بھی ہے، جو شاید بہت غریب بھی ہو۔ اُس کا بھی اس صوبے پر اتنا ہی حق ہے جتنا کہ شاید میرا اور آپ کا ہے۔ جہاں تک لسیلہ کی بات ہے۔ اور بلوچستان کے دوسرے علاقوں کی بات ہے، ہم سب ایک قبائلی معاشرے کا حصہ ہیں۔ اور ہم سب نے اپنے معاشرے میں کسی نہ کسی سیاسی، سماجی، اقتصادی کسی حوالے سے کوئی کارنامہ یا کسی منصب پر رہ کر کوئی کام کیا ہوگا، تو لوگ آج ان اسمبلیوں میں ہمیں صحیح ہیں۔ تو میں اتفاق اس بات پر بالکل نہیں کروں گا۔ میں نے الحمد للہ نہ ہی کبھی اپنے ضلع کو اپنی ریاست سمجھی ہے اور نہ ہی میں نے کبھی بلوچستان میں اس طرح کا تاثر دیا ہے کہ یہ میری کوئی ذاتی ملکیت ہے۔۔۔۔ (ڈیک، مجائے گئے) اور میرے دوست شاید لسیلہ سے واقف نہیں ہے۔ اور بلوچستان کے حالات سے بھی شاید واقف نہیں ہیں۔ میں انکو دعوت دوں گا کہ وہ میرے ساتھ ایک یادو مہینے کا عرصہ لسیلہ میں گزاریں۔ اور پھر وہاں دیکھیں کہ کیا میں نے وہاں لسیلہ میں کوئی ریاستی، ولیتی، یا اس طرح کا کوئی طریقہ کار ہم نے اگر رکھا ہے

، میں نے رکھا ہو، میرے والد صاحب نے رکھا ہو یا میرے دادا نے رکھا ہو؟ ہم عوام کی خود مختاری پر بھروسہ کرنے والے لوگ ہیں۔ اور ان کی آزادی پر بھروسہ کرنے والے لوگ ہیں۔ اور ان کی مثال ہم نے ہمیشہ ان پچھلے چالیس، پچاس سالوں میں ہمیشہ دی ہے، جو شاید ان کو بھی پتہ ہے لیکن سیاسی حوالے سے شاید اس پلیٹ فارم پر کچھ بتیں بولنی ہوتی ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے جی۔ ایک روپ ہوتا ہے ایک اپوزیشن کا اُس روپ کا لکل جس لحاظ سے آپ اُسکو آگے لیجانا چاہتے ہیں، یہ آپ کا ایک اختیار ہے۔ اُس ماحول کو ایک بہت جذباتی انداز میں انٹھانا چاہتے ہیں، وہ اختیار بھی اپوزیشن کے پاس ہے، اُس ماحول کو جذبات کے ساتھ ساتھ منفرد، صحیح چیزوں پر رکھنا چاہتے ہیں، وہ بھی آپ کا اختیار ہے۔ ہم آپ کے اختیار میں نہ مداخلت کر سکتے ہیں اور نہ آپ کا اختیار چھین سکتے ہیں۔ لیکن اس اسمبلی سے اُس طرح کی باتیں اگر جائیں گی، جو شاید بلوچستان کے ماحول اور حال و احوال کے متعلق اور بلوچستان کے ایک *decorum* کے حوالے سے جو ہمیشہ پہچانی جاتی ہے، ایک بڑا عجیب سا message-definitely ہوں یا کسی اور جگہ پر بھی ہوں، تو وہ ایسی بات نہیں کرتے۔ جب اس اسمبلی سے ہم نے oath لیا تو کچھ دوست کراچی سے اور پاکستان کے مختلف علاقوں سے آئے تھے، پھر میری ملاقات اُن سے ہوئی۔ اور انہوں نے بڑے اپنے انداز میں مجھ سے بات کی ”کہ جام صاحب! ہم یہ ماحول جو آپ کے اسمبلی کا ہے، ہم expect نہیں کر رہے تھے۔ ہم سمجھ رہے تھے کہ بلوچستان کی اسمبلی میں ایک ہنگامہ بھی ہوگا۔ لوگ بد کلامی کریں گے، لوگ ایک دوسرے کی عزت پر بات کریں گے اور یہاں ایک عجیب سا معاشرہ اور ایک عجیب سا ماحول ہوگا۔ لیکن ہمیں بڑا تعجب ہوا کہ یہاں ہمیں اُس طرح کی کوئی چیز اُس حوالے سے سامنے نہیں آئی۔ اور بلکہ یہ چیز ہم پنجاب کے اسمبلی میں، خیر پختونخوا کے اسمبلی میں یہاں تک کہ سندھ کے اسمبلی میں بہت دیکھتے ہیں“۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر میں نے انکا جواب اس بات پر دیا ”کہ جی! ہم الحمد للہ ایک بلوچستان کے رہنے والے لوگ، ٹھیک ہے، ہم غربت کے حوالے سے بڑے پسمندہ ہیں، ہماری شاید اپوزیشن مالی حوالے سے اتنے اونچے نہیں ہیں جو شاید پاکستان کے کسی اور علاقے میں ہوں۔ لیکن الحمد للہ بلوچستان کے لوگ اپنی تہذیب میں، اپنے کلچر میں، اپنی زبان میں، اپنے رویے میں ایک بہت بڑا ان اور ایک بہت بڑی گہرائیت رکھتے ہیں، جو آپ کو یہ ساری چیزیں نظر آئیں“۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنی چند چیزیں ہمارے پاس ہیں، اُن values کو ہمیشہ زندہ رکھیں۔ بالکل اس ہاؤس میں بات کریں، بحث کریں، ایک دوسرے کو دلائل دیں، ایک دوسرے کو قائل کرنے کی کوشش کریں۔ آپ ہماری غلطیوں کو نکالیں، ہم نے کبھی منع نہیں کیا ہے۔ آپ اپنے point of view کو ہمیشہ آگے رکھیں۔ ہم نے کبھی کسی کو منع نہیں کیا۔ لیکن میں اور آپ

اگر انفرادی طور پر آج کی سیشن سے اگر ہم یہ چیز کا ایک نیا system start کر کے ”کہ فلاں شخص کی ذاتیات پر بات شروع کریں گے“ تو میرے خیال میں یہ بہت مناسب نہیں ہے، کہ میں الحمد للہ ہر اس چیز پر اپنا اختیار بھی رکھتا ہوں، اپنے self-defence میں بات بھی کر سکتا ہوں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان چیزوں پر نہیں جانا چاہیے۔ ہمیں امور پر بات کرنا چاہیے، ہمیں مسائل پر بات کرنا چاہیے، ہماری کارکردگی پر بات کرنا چاہیے۔ آج آپ میرے بارے میں بات کریں گے، کل میں کسی ممبر کے ذاتیات کے حوالے سے بات کروں گا۔ یہ مناسب نہیں ہوگا، اور یہ message بھی بلوچستان کے حوالے سے آگے صحیح نہیں جائیگا۔ مسائل اپیکر صاحب! بہت ہیں اور ہماری گورنمنٹ نے کیا کارنامہ کیا ہے اور کیا نہیں، میں اس کی تفصیل میں بہت نہیں جاؤں گا۔ لیکن چند چیزیں ضرور میں گوش گزار کروں گا۔ جو ہمارے اوپر سوالات آتے ہیں۔ میرے خیال میں پہلی بات بلوچستان کے history میں ساڑھے تین مہینوں کے عرصے کے period میں اتنے کیبینٹ مینٹ کبھی نہیں ہوئے ہوں گے جو ان ساڑھے تین مہینے میں ہوئے ہیں اور بلوچستان کی history میں ساڑھے تین مہینے اپنی جگہ میرے خیال میں پانچ سال میں اتنے cabinet agendas approved بجائے گئے) اور اگر کبھی۔ شاید آپ کو بھی پتہ ہوگا کہ ان سارے کابینہ کے جو points ہیں، جن کو ہم نے منظور قانونی حوالے سے کیا ہے۔ یہ سب اس اسمبلی کا حصہ نہیں گے، اگر آپ ایک ایک پوائنٹ کر کے اُن کی تفصیلات میں جائیں ان سب میں آپ کو بلوچستان کی افادیت، بلوچستان کی بقاء، بلوچستان کی خوشحالی، بلوچستان کا تحفظ یہ سب ملے گا۔ ایک چھوٹی سی مثال دوں گا کہ مااضی میں کسی گورنمنٹ میں بہت کیا بات کرنے کی بھی توفیق نہیں تھی۔ اور آج بھی بہت سے سارے ایسی پارٹیاں ہوں گی جو اپنے آپ کو دوسرا جگہ show کرتی ہیں، انہوں نے اس پر کبھی بات تک نہیں کی اور ہم نے وہ کر کے بھی دکھایا ہے کہ ہم نے وہ Law اپنے cabinet سے pass کر کے آپ کے اسمبلی میں بھیجا ہے، کسی foreign company یا انفرادی شخص بلوچستان کی سر زمین کا ایک انج کا مالک نہیں بن سکتا۔ یہ Law ہم نے pass کیا ہے۔ اور اگر اس Law کی اگر آپ گہرائی میں جائیں، یہ شاید ایک چھوٹی سی بات نظر آتی ہے۔ لیکن جب ہم نے لوگوں سے اس کی بات کی تو ہر آدمی نے تعریف کی۔ اور ہم نے یہ تعریف کرنے کیلئے کام نہیں کیا، کہ ہم یہ کام کریں اور بلوچستان کے لوگ یا پاکستان کے لوگ ہماری تعریف کریں ”کہ آپ نے ایک بہت بڑا pass Law کیا ہے“، لیکن اگر آپ اصل میں دیکھیں اس Law کی اہمیت اتنی بڑی زیادہ ہے کہ آج بلوچستان کی سر زمین جس پر ہمیشہ اپوزیشن یا ہمارے دوسرا جماعتیں بات کرتی تھیں ”کہ جی!

بلوچستان کو بیچ دیا ہے، بلوچستان کی زمین بیچ دی ہے۔ آنے والا بلوچستان یعنی ممالک کے ہاتھوں میں ہوگا، آج یا جبکہ آپ کے کہنے سے approve ہو کے اسمبلی میں یقانون سازی کے حوالے سے جب آئیگا۔ پھر کوئی نہیں کہہ سکے گا ”کہ بلوچستان کی زمین کوئی خرید کر سکے گا“ کام کرنا ہے آپکو، بیٹھیں، دنیا میں جس طرح کا نظام ہے کرایہ دار نہیں lease پر لیں، پروگرام نہیں۔ ملکیت آپ کی کچھ نہیں ہو سکتی۔ اور اسی طرح ہم نے ایک نہیں ہزاروں ہیلٹھ کے حوالے سے اگر آپ دیکھیں، ہیلٹھ کے حوالے سے بہت سارے laws ہم نے introduce کئے تو انہیں، خاتون کے حوالے سے پاکستان کی history میں بلوچستان کی میں پہلی دفعہ ہو رہا ہے۔ ہم نے کیا ہے کہ ہم نے Revenue Act کے اندر ترمیم کی ہے کہ ہر خاتون کو ایک متعلقہ مدت کے اندر اپنی شرعی حق اس جانشیداد میں فوراً ملے گا۔ جب روینوڈی پارٹمنٹ کسی حوالے سے اس کی process کرے گی۔ یہ کبھی بھی نہیں ہوا ہے یہ آپ کی حکومت نے اپنے کابینہ میں approved کیا ہے۔

Balochistan Essential Services 2018 اپنے کابینہ میں منظور کرایا ہے۔ اسی طرح health improvement کے حوالے سے جتنی ترمیم ہیں، یہ ہم نے اپنے کابینہ میں ابھی منظور کرایا ہے۔ ڈسٹرکٹ ڈولپمنٹ پروگرام جو ماضی کے حکومت نے صرف یہ پیسے رکھے ”کہ جی ڈسٹرکٹ ڈولپمنٹ پروگرام ہم دینے گے اور ہیڈکوارٹر بنیں گے، اور ہیڈکوارٹر کے علاوہ کچھ نہیں بنے گا“۔ ہم نے اس میں ترمیم کی ہے ”کہ ہیڈکوارٹر کے ساتھ بلوچستان کے اس اضلاع کے اگر ایک گاؤں میں بھی ضرورت ہے کسی اسکیم کی تو آپ نے اس فنڈز سے اس کام کو بھی کرنا ہے“۔ یہ ہم نے کیا ہے۔ یہی ادارے ہوتے تھے اس کی منظوری کیلئے ڈسٹرکٹ سے لیکر کوئی آنا پڑتا تھا۔ ہر ایک ایک اسکیم کی approval کیلئے financial aspect کے approval, technical approval کے لیے کوئی کے چکر لگالا کے سیکرٹریٹ کے میرے اور آپ کے دفتر یہی لوگ واپس اپنے اضلاع میں جا کر اسکیم میں منظور کرتے تھے۔ آج ہم نے یہ rule بنایا ہے کہ اسی district میں، اسی کی technical aspect کمیٹیاں ہوں گی۔

propose کریں، وہیں اپنا طریقہ کار بنائیں۔ اور اسی طرح recruitment کا، اگر 20 ہزار نوکریوں کا اگر ہم نے اعلان کیا ہے۔ یہ ایک بہت بڑی چیز ہے ماضی میں باقی صرف ہوئی ہیں لیکن practically ہم اسکو کرنے جا رہے ہیں اور اس کا آسان طریقہ ہم نے کیا بنایا ہے کسی کوئی آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہی آپ کے لوگ ہیں۔ بلوچستان کا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے روزگار کا ہے، روزگار کے لیے advertise ہے ”کہاں آئیں؟“ ”کوئی آئیں“ یہاں چار کلاس کا آدمی بھی کوئی میں رُل رہا ہے ایک ایک مہینہ 15,15 دن خوار ہو رہا نہ کچھ مل رہا

ہے نہ حاصل ہو رہا ہے۔ اور ان میں سے 10% لگ رہے ہیں، باقی واپس جا رہے ہیں۔ آج یہ کمیٹیاں آپ کی ضلع میں ہوں گی۔ آپ کی ضلع کی کمیٹیاں ہوں گی وہیں طریقہ کار وضع ہو گا، کم از کم کوئی اچھا ہو رہا ہے برا ہو رہا ہے interview میں کون بیٹھ رہا ہے نہیں بیٹھ رہا، کس نے کاغذ جمع کرائیں یا نہیں، اُس ضلع کا بندہ، اُس علاقے کا بندہ تو کم سے کم دیکھ سکے گا۔ پہلی دفعہ منظور ہوا ہے کہ اُس class کے لوگ اُسی گاؤں سے لیے جائیں گے۔ نہ یوں نہیں بھی نہیں۔ اس سے بڑا حق ہم روزگار میں اور کیا دیں۔۔۔ (ڈیسک جائے گئے) پہلے آپ، اسی صوبے کی اندر پالیسیاں بنی ہیں، گاؤں جیونی ہے تو بندہ پسندی کا لگ رہا ہے۔ پوسٹ آپ کی زیارت کی ہے تو پتہ نہیں کس گاؤں کا آدمی اُدھر جا کے کام کر رہا ہے۔ اور اسی طرح بہت سارے اضلاع میں اسی طرح کے پروگرام ہوئے ہیں۔ nutrition emergency یعنی کہ ہم نے ایک پالیسی بنائی ہے کہ ہم نے اپنے لوگوں کی Act کے حوالے سے جس طرح ہم high-level پربات کرتے ہیں، اُسکو compulsory کیا ہے۔ اور اسی طرح ہم نے ایک نہیں تقریباً 70 سے زیادہ ایجنڈے جن میں اکثریت قانون سازی کی ہیں، ہم نے cabinet approve کرایا ہے۔ آپ ایک چھوٹی سی مثال لے لیں۔ کل یہاں زلزلے کے جھکٹے محسوس ہوئے۔ لیکن ان اداروں میں 50 سالوں میں کسی نے یہ محسوس نہیں کیا کہ یہ جھکٹے جب لگتے ہیں تو اُس کی بھی کوئی قانون سازی ہوتی ہے۔ 1935ء سے آج تک کسی میں اتنی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ Act میں ترمیم لا کے ایک building code کا، آپ کا rural area building code ہے، وہ 1979ء کا بنا ہوا ہے۔ آپ کے اس cabinet نے اُس کو 2018ء میں ابھی لائے building code کیا ہے اور ہماری building code کا بھی نئے بن رہے ہیں، جس کے متعلق، جس کے طریقہ کار سے آپ کے کام ہوں گے۔ یہ آپ کی سریاب کی بات ہے، سریاب کے لوگ بیٹھے ہیں۔ ہماری پارٹی کے بہت سارے ایسے لوگ تھے، جنہوں نے ماضی میں زور لگایا، یہ آپ کے سریاب کے چند جو علاقوں ہیں جو district council میں تھے Quetta Municipal کا حصہ نہیں بن سکے ہم نے ابھی اُسکو منظور کرایا ہے۔ اور کچلاک کو بھی ہم نے منظور کرایا ہے۔۔۔ (ڈیسک جائے گئے) تو کرالیتی یہ گورنمنٹ؟ کرالیتے پہلے پانچ، دس سالوں میں؟ ہمیں تو صرف ساڑھے تین مہینے ہوئے ہیں اور ہمیں پتہ ہے یہ سامنے ہمارے دوست بیٹھے ہیں یہ وہاں سے جیت کر آئے ہیں تو ہم میں اگر بعض ہوتا تو ہم بولتے ”کہ ہم نہیں کریں گے کیونکہ ہمارے اپوزیشن والے وہاں سے MPA بن کر آئے ہیں ہم اُن کے علاقوں کو کیوں اپنی municipal میں ڈالیں، کیوں کوئی municipal کی services وہاں جائیں؟ کیوں کوئی municipal کی گاڑیاں وہاں صفائی کرنے جائیں؟“ لیکن ہم نے یہ

نہیں سوچا۔ ہم نے کہا کہ وہاں بلوچستان کے کوئی نہ کوئی لوگ رہتے ہیں یہ سہولت اُس حدود تک جائے گی آج کم سے کم اُن تک وہ facilities جائیں گی۔ اور اسی طرح آگے بھی بہت سارے چیزیں ہیں۔ تو میرا جی کہنے کا مقصد ہے کہ یہ ایک پلان نہیں ہے بہت سارے چیزیں ہیں جو ہم آہستہ آہستہ ہر چیز میں لارہے ہیں۔ ہم پہلی دفعہ مانگ لیز کی پالیسی اب چینچ کرنے جا رہے ہیں 2002ء سے ابھی تک کسی نے ہمت نہیں کی، ہم کرنے جا رہے ہیں کہ اُس میں بلوچستان کا حقوق پامال نہیں ہوں اور لیز ہیں چیزیں ہیں اُن کا ایک طریقہ کار بنایا جائے۔ زمینوں کے متعلق کہا جا رہا ہے ہیں، روزگار کے متعلق کہا جا رہا ہے ہیں، قانون سازی کے متعلق کہا جا رہا ہے ہیں، حق کے بارے میں کہا جا رہا ہے ہیں، ابیکوشن ایمن جنسی کے بارے میں کہا جا رہا ہے ہیں، ہمیتھ کے حوالے سے کہا جا رہا ہے ہیں۔ پی ایس ڈی پی کے بارے میں بار بار جو بات کی جائے گی اس پی ایس ڈی پی کو کسی نے ابھی تک ہاتھ نہیں لگایا۔ پہلی دفعہ آپ کی حکومت نے اُس کو ہاتھ لگایا ہے اُسکی بہتر کر رہی ہے اُس کی ترتیب بنارہی ہے اپنے لیے نہیں کر رہی ہے۔ اس صوبے کے لیے کر رہی ہے۔ چارسو ارب پی ایس ڈی پی کا throw-forward آپ کا ہے کون پورا کرے گا؟ بلوچستان گورنمنٹ میں نہ تو اتنے وسائل ہیں اور نہ کوئی چیزیں ہیں۔ لیکن اُس پر جب تک آپ نے کوئی طریقہ کار نہیں بنانا، جب تک اُس کے طریقہ کار کو بہتر نہیں کریں گے، تو یہ آگے جا کے شاید آپ لوگ یہاں بیٹھیں۔ ہو سکتا ہے جو بھی حکومتیں آئیں۔ اُن کے لیے بھی مسئلہ بنے گا۔ لیکن وہ ذمہ داری اُسکو بہتر کرنا، وہ بھی ہم نے یہ ذمہ داری لی ہے۔ ہماری coalition government نے لی ہے۔ ہم سارے کہا جائیں ہیں۔ پہلے سروس کمیشن، کوئی طریقہ کار نہیں۔ اس میں بہت سارے لوگوں کے اعتراضات بھی ہیں پہلی دفعہ قانون سازی آپ کی اسمبلی میں آئے گی، ہماری کیبینٹ کے بعد یعنی وہ ادارہ جس نے بلوچستان کے مستقبل کا فیصلہ کرنا ہے grade 16 سے زیادہ کے آفیسرز کا۔ میرے محسن تو بہت اچھی باتیں کر رہے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت کی باتیں ہیں کہ وہ کون select کریگا۔ کوئی criteria نہیں یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ، آپ اختیار کی بات کر رہے ہیں، ہم آپ کے اختیار کو آگے آپ کی طرف بھینے کا طریقہ کار ہم آپ کو ابھی بتاتے ہیں کہ کیا ہیں۔ کہ ایک سی ایم نے اپنی اختیارات ہم نے خود کم کیے ہیں۔ اور وہ کیا کم کیے ہیں؟ کہ پہلے سروس کمیشن کا ایک نظام ہوگا، ایک طریقہ کار سے وہ بندہ select ہوگا۔ اُس کا ایک گرید ہوگا، وہ کس طرح retired ہوگا، اُس کی قابلیت کیا ہوگی، اُس کا time period کیا ہوگا۔ وہ وزیر اعلیٰ کی سفارش سے نہیں بنے گا۔ اخبار میں آیا گا اُس کا۔ قابل لوگ اُسکے لیے apply کریں گے۔ ہر division کو پہلی دفعہ ایک seat دی گئی ہے تاکہ divisions کے مسائل cover-up اُس کے ساتھ ہو سکے، 50% پوشنیں رکھی گئی ہیں جو کہ الگ ہوں۔ وہ کسی بھی criteria سے اُس سے آسکتی ہیں۔ پہلی دفعہ ہماری خاتون بیٹھی ہیں ماشا اللہ اپوزیشن کی

پہلی سروں کمیشن میں پہلی دفعہ آپ کو، ہم ابھی حلف دینے جا رہے ہیں کہ آپ کی دو خواتین بھی اُسمیں permanent member select کر سکیں۔ خواتین حالانکہ تالیاں نہیں بجا رہی ہیں، لیکن کوئی بات نہیں۔ ہم نے آپ کے حق کا خیال پھر بھی رکھا ہے۔ بناتے ہیں کوئی؟ پہلے کیا بنایا ہے؟۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) ابھی ہم نے اس سائز ہے تین مہینے کی اندر کیا ہے۔ اور اس طرح ایک اور بھی لکیر ان ساری چیزوں کی میں اور بھی بتاسکتا ہوں جو اس کا موقع آیگا۔ تو گورنمنٹ آف بلوچستان نے کچھ نہیں کیا؟ یہ ساری چیزیں جو میں نے آپ کو بتائی ہیں، اگر بلوچستان کی history میں اگر 10 سال میں کسی نے کی ہوں آپ بتادیں؟ ہم نے سائز ہے تین مہینے میں کیے ہیں تو شاید یہ بتیں بلوچستان کی مفاد میں نہیں ہیں۔ یہ ساری چیزیں شاید بلوچستان کے آنے والے مستقبل کے مفاد میں نہیں ہیں۔ شاید یہ محسوس کر رہے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک جانے والا شخص جو بلوچستان کا حقیقی درد رکھتا ہے، جو بلوچستان کو حقیقی معنوں میں اُس ڈردوں پر دل میں محسوس کرتا ہے، وہ اس بات کو apprieciate بھی کرے گا۔ صرف نہیں بولے گا ”کہ ٹھیک ہے جی ایک وزیر اعلیٰ ہے ہماری پارٹی سے نہیں ہے اپوزیشن سے ہے ہم نے مخالفت کرنی ہے“۔ یہ میں نے اپنے لیے نہیں کیے ہیں یہ ہمارے coalition کے سارے دوست یہاں جو بیٹھے ہیں، انہوں نے اپنے بچوں، اپنے رشتہ داروں کے لیے نہیں کیے ہیں۔ ہم سب نے یہ فیصلے بلوچستان کے مفاد میں کیے ہیں۔ اور ان میں سے ایک اسکیم بھی آپ ایسی بولیں، ایک بھی cabinet کا آپ ایسا بولیں ”کہ جی یہ تو گلتا ہے کہ یہ حکومتی جماعت اس نے اپنی مفاد کے لیے بنائی ہو“، تو ہم قصور دار ہیں، ہم نے نہیں بنایا ہے۔ پانی کا مسئلہ ہے، بیٹھیں حمل صاحب! میں تنقید personally ان پر بھی نہیں کروں گا، کسی اور پر بھی نہیں کروں گا۔ ڈیڑھ لاکھا کیڑگوادر کے اندر، آج اگر اُسکی investigation ہو رہی ہے، ہماری گورنمنٹ کرا رہی ہے۔ کس کو ملا ہے؟ ہو سکتا ہے بہت سارے لوگ genuine ہوں گے، بہت سارے نہیں ہوں گے۔ لیکن اُس کی investigation پہلی دفعہ ہو رہی ہے۔ کہ یہ ڈیڑھ لاکھا کیڑکس کے نام پر ہونے جا رہے تھے؟ کون لوگ اس سے فائدہ اٹھانے جا رہے تھے؟ اس بات کی بھی لوگوں کو پتہ ہونا چاہیے۔ اور اسی طرح بے انتہا بہت ساری چیزیں ہیں 50 ہزار ایکڑ آپ نے پسندی کے اندر aion کے حوالے سے جو ہم نے تقسیم کیے ہیں۔ ہماری گورنمنٹ نے تو نہیں کی۔ اور نہ ہی ہم نے کیے ہیں۔ لیکن ہم اُس کی investigation کر رہے ہیں کہ کیا ہے؟ تربت کے اندر زمینوں کی معاملات ہیں۔ پہلی دفعہ ہم کھول رہے ہیں۔ اور اسی طرح بہت ساری settlements اور بھی ہیں۔ حلقوں بندیوں کے حوالے سے، نئے municipal ہوں، نئے یونین کونسلز ہوں، نئے districts ہوں، اُن کا طریقہ کار بھی ہم بنارہے ہیں اور اپنے کیبنٹ میں یہ سارے اجنبذادیں

وہ بارہ بارہ گھنٹے ہم تو شاید یہاں 8 گھنٹے سے زیادہ نہیں بیٹھتے، ہم 12 گھنٹے بھی ان cabinets میں بیٹھے ہیں۔ 10 گھنٹے بیٹھے ہیں، جو پاکستان کی history میں نہ وفاق والے بیٹھے ہیں اور نہ کوئی بیٹھا ہے۔ ہم سب Members کے coalition بیٹھے ہیں، ان فیصلوں کو کیا ہے۔ ان پر بحث کی ہے، ان پر ساری باتیں کی ہیں اور ان کو منظور کراکے اس ہاؤس کے لیے بھیجا ہے۔ اب یہ بھی اگر کسی گورنمنٹ کی کارنامہ یا کسی گورنمنٹ کی کارکردگی نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر گورنمنٹ آف بلوجستان کیا کرے؟ اور ہم کیا کریں؟ یہ ایک بہت بڑا سوال یہ بنے گا۔ لیکن ہم ان باتوں سے نہ تو ایک اچھی یہاں ہٹیں گے نہ وہاں۔ ہمیں پتہ ہے ہم نے کیا کرنا ہے اور ہم نے یہ بلوجستان کے مفاد میں کرنا اس کا فائدہ کل آپ بھی اٹھائیں گے۔ ہم سب بیٹھ کر یہاں اٹھائیں گے اور یہ ہمارا فرض بتا ہے، اس صوبے کے ساتھ، اس صوبے میں ماضی میں جو ہوئی ہیں یہ ساری چیزیں ہمیں پتہ ہے کہ کیا ہے۔ آج میں اس فورم پر کہتا ہوں ہم کہتے ہیں سموٹھ ہوتے ہیں۔ ہم چیف جسٹس صاحب کو کہتے ہیں ”کرنکالیں 15 سال کی پی ایس ڈی پی کا پورا پٹانپٹا کھول کے کہ کیا اسیں ہوا ہے؟ کیا اسیں نہیں ہوا ہے؟ ساری چیزیں سامنے ہیں، ہر چیز ہے۔ ہم تو ایک ایک چیز خود کھول رہے ہیں، ہم تو نہ کسی جج کو موقع دے رہے ہیں۔ نہ کسی NAB کو موقع دے رہے ہیں بلکہ یہ ساری چیزیں ہم اپنے احتساب کے حوالے سے خود کر رہے ہیں۔ ہماری ٹیمیں CMIT کی جا رہی ہیں آپ لوگوں کو ہم نے لٹیں مہیا کی ہیں کہ کہاں کیا کام ہوا، کیا نہیں ہوا۔ کہاں کی ہے کہاں بیشی ہے۔ وہ اسکیمیں آپ کی district کی ہماری district کی، آٹھ آٹھ سال سے 80% کام ہوا ہے، پچھلی گورنمنٹ نے ایک روپیہ تک نہیں دیا۔ ہم نے criteria بنایا یہ کہ بلڈنگیں ہماری ہیں سب کی ہیں، ان میں ہمارے پچھی پڑھیں گے آپ کے بھی پڑھیں گے، اپوزیشن کے بھی پڑھیں گے، ہر جماعت کے پڑھیں گے۔ لیکن یہ ایک district کی مفاد ہے۔ انکو complete ہونی چاہیے۔ یا چھپی اسکیمیں تھیں ان کو ابھی پا تکمیل ہو کے complete ہونی چاہیے۔ کسی گورنمنٹ نے ابھی تک decision نہیں لیا ہے، ماضی کے دونوں گورنمنٹس آئیں۔ پچھلی گورنمنٹوں کے جو بھی اسکیمیں چل رہی تھیں، بند کرائی، اپنی تئی اسکیمیں ڈالیں۔ نئی اسکیمیں complete ہوئیں۔ اور نہ پرانی complete ہوئیں۔ وہ بھی ویسے رہ گئے نئے بھی رہ گئے۔ تو اس گورنمنٹ کا ایک mechanism ہے۔ الحمد للہ، ہم ساری چیزوں کو دیکھتے ہوئے ایک آگے ہم نے رُخ کیا ہے بلوجستان کو بہتر کرنے کا۔ وفاق، ہی پیک کی آپ بات کر رہے ہیں۔ کوئی سی پیک کے بارے میں کوئی بیان تو پہلے دیتا۔ آج اسی حکومت نے دیا ہے۔ ہم ملے اسلام آباد مجھے ابھی China جس کی بات کر رہے تھے کہ جی China نہیں گئے صاف سی پیک پر ہم نے بات کی ہم نے کہا بلوجستان کے مفاد میں سی پیک میں ہوا کیا ہے؟ زیرے صاحب بیٹھے ہیں ان کی حکومت تھی

5 سال، ڈھائی percent آپ کوئی پیک میں صرف پیسے ملے ہیں اور کیا ملا بلوچستان کی دو اسکیمیں، جبکو کول پاور، گودار پورٹ -عوام کی direct impact ان اسکیمیوں سے نہیں ہیں لیکن چلیں ان کو بھی لے لیتے ہیں کہ جی صرف اس لیے منظور ہوئے ہیں کہ بلوچستان کے اندر ہیں۔ ڈھائی فیصد پورے سو میں سے آپ کے صوبے کو ملے ہیں جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ گودار سی پیک کی سب سے بڑی چیز ہے، western-route تو کتابوں میں بھی نہیں ہے۔ ہم نے تو پانچ سال ان صوبائی حکومتوں نے وہاں لائے تختیاں ہم نے تو نہیں لگائیں؟ وہ گورنمنٹس تھے، بات کرتے۔ آج انہوں نے یہ بات کی ہے ”کہ جی سی پیک میں ابھی کوئی share نہیں آ رہا ہے۔ جو ہونا تھا پانچ سال پہلے ہو چکا۔ ابھی آپ نے اگر کچھ کرنا ہے یا تو grant کی صورت میں social میں کام ہو گایا business to business آپ بات کر لیں۔ تو ہم نے جو پانچ سال اس سی پیک میں ضائع کیا ہے، وہ پیسے جو 10 ارب روپے کم سے کم 10 ارب ڈالر کم سے کم اس صوبے میں سی پیک آنا چاہیے تھا، نہیں آیا۔ آیا تو دو projects آئے، اُس کے علاوہ کچھ نہیں آیا۔

(اذان - خاموشی)

اسپیکر صاحب! میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ہو سکتا ہے کہ شائد بہت ساری حکومتوں یا بہت سارے عناصر اس بات پر سوچ رہے ہوں گے کہ ٹھیک ہے چند مسائل ہیں، چند مسائل ایسے ہیں کہ جو نہ میرے ہاتھ میں ہیں، نہ آپ کے ہاتھ میں ہیں۔ ایک ایسی drought situation ہے جس کے control پر پورے پاکستان کا issue ہے۔ yes/demand داری ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ آپ بھی نہیں کہہ رہے کہ drought کو حکومت control کرے، یا نہ کرے۔ لیکن department ہر seriousness کے drought میں ہونی چاہیے، ہر حکومت میں ہونی چاہیے۔ اور خاص کر important task force کے حوالے سے۔ ہم نے بنایا ہے بلوچستان کا جو سب سے اہم ہے وہ important task force بنائی ہے۔ اُس میں ہم نے صرف یہ لوگ نہیں رکھے کہ ہم نے خانہ پری کرنی ہیں۔ ہم نے expertise، اس میں جو private sector ہے، بلوچستان کی یونیورسٹیز جو خاص کر PHD's ہے، ان کو بھی ہم نے اس میں ممبر بنایا ہے۔ جو ان ساری situations کو ہم دیکھیں کہ کیا ہے کیا نہیں؟ کیا طریقہ کار ہے؟ بلوچستان کے آنے والے time میں اگر یہ بارشوں کا یہ سلسلہ رہا کیا ترتیب ہوگی؟ اور اس طرح بہت ساری چیزیں ہیں۔ یہ سی پیک کے اندر جس کی میں بات کر رہا تھا کہ کوئی اسکیم ہماری منظور نہیں ہے، سوائے ان دو اسکیمیوں کی۔ اور آنے والے time میں کبھی آسرا ہوتا تھا کہ جی ٹراؤب، ڈی آئی خان اور ٹراؤب، ڈی آئی خان کا جو میں نے تفصیل دیکھی تو اُس میں پتہ چلا صرف بلوچستان کے 70 کلومیٹر approve ہیں۔ جس پر ماضی میں اتنا بڑا وویلا

ہوا ہے۔ تو یہ طریقہ کارہم نے نہیں کی، یہ ماضی کی حکومتوں نے کی۔ کچھ ان کی طرف بھی اشارہ کیا جائے۔ کچھ ان سے بھی پوچھا جائے، جو اس اسمبلی کا حصہ رہے کہ انہوں نے کیا کیا؟ ٹھیک ہے کہ یہ بات کہنے تک قاصر نہیں ہو سکتا ہے ”کہ جی! انہوں نے خراب کیا تو آج وہ اسمبلی میں نہیں ہیں۔ اس بات پر چیزیں ختم نہیں ہوں گی۔ جس جس نے اپنی کوتاہیاں کی ہیں وہ اپنا جوابدہ بھی انشاء اللہ ہوں گے۔ اور اگر یہ حکومت رہی تو یہ احتساب کا بھی کام کرے گی اور احتساب پھر ہر لحاظ سے انشاء اللہ ہو گی۔ میں اس بات پر دیکھیں کچھ مسائل سیاسی ضرور ہیں جن کے اوپر شائد اپوزیشن یا ہمارے کچھ دوست چاہتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ اپنی ایک stance جو ہے اُس حوالے سے کچھ چیزیں لیں یا نہ لیں۔ ہم اپنی سیاسی stance کو بھی سمجھتے ہیں۔ اپنی قانونی ایک jurisdiction کو بھی سمجھتے ہیں۔ ہماری گورنمنٹ کی ذمہ داریاں ہیں انکو بھی سمجھتے ہیں۔ س لیے ہم یہ سارے کام کر رہے ہیں۔ اگر ہم ایک responsible گورنمنٹ نہ ہوتے تو یہ جو ساری چیز جو کام میں نے تقریباً صرف 40 فیصد یا 30 فیصد پڑھ کے تھوڑا سنایا ہے۔ تو یہ کوئی sensible یا ذمہ دار گورنمنٹ پھر یہ کام نہیں کرتی۔ پھر ہم نے ماضی میں دیکھیں ہیں جنہوں نے 8-8 میں کی بنٹ میٹنگ نہیں کی ہے۔ جنہوں نے پانچ سال کے عرصے میں شاید 20 سے 25 بھی نہیں کی ہے۔ جنہوں نے نہ بلوچستان کی زمین کا سوچا، نہ اُس کے وسائل کا سوچا، نہ قانونی، نہ legislation کے حوالے سے سوچا، نہ education reforms کا سوچا، نہ health emergency mines کا سوچا، نہ endowment funds کا سوچا، نہ benevolent funds کا سوچا، نہ اپنے pensioner bills کے حوالے سے سوچا، نہ financial چیزوں کے بارے میں سوچا، پہلی دفعہ آپ کے شہر کے اندر دو نمبر، تین نمبر، چار نمبر labs وابیوں کی دکانیں بنڈ کی جا رہی ہیں۔ ماضی میں بھی ہمیں کوئی مثال دکھائیں۔ اس شہر میں آج پہلی دفعہ بہت سارے جگہوں پر صفائی ہو رہی ہے۔ ماضی میں پہلے بھی کوئی دکھائیں؟ اس شہر میں اور ساری بہت چیزیں ہیں جن کے حوالے سے ہم کام کر رہیں۔ 80 کے قریب ٹیوب ویل illegal ہیں، ان کو بنڈ کرنا۔ یہ بھی اس گورنمنٹ کا کارنامہ ہے جو اس شہر میں کر رہی ہے۔ ٹھیک ہے ایک ایکیم ہے آپ کے پیچے گورنمنٹ نے پٹ فیڈر سے یہاں تک ایک پانی کی ایکیم منظور کرائی۔ 120 ارب روپے کا 40 ارب کا تقریباً پٹ فیڈر سے یہاں پانی لانے کا۔ دونوں ناقص منصوبے۔ ہم نے تو نہیں بنائے؟ میرے دوست سامنے بیٹھے ہیں، یہ اس cabinet کا حصہ تھے۔۔۔ (مداخلت) جی؟ جی، نہیں نہیں، ابھی بات سن لیں۔ پہلی بات سی پیک میں ہی نہیں ہوئے، ایک۔۔۔ (مداخلت) نہیں نہیں، بات سن لیں۔ سی پیک میں آپ کے وہ project پہلی بات وہ منظور نہیں ہوئے اور اگر جس proposal میں آئے بھی

ہیں، تو بڑے مزے کی بات ہے کہ یہ واحد دو projects ہیں، جن کے لیے پچھلی cabinet نے منظوری دی۔ یہ دو loan-based projects ہیں۔ صرف گورنمنٹ آف بلوچستان کے۔ دوسرے اسکیموں پر گورنمنٹ آف بلوچستان اور وفاق کچھ اسکیموں پر صرف وفاق loan اے رہی ہے گورنمنٹ آف بلوچستان کی کسی اسکیم کے لیے۔ لیکن پٹ فیڈر اور mass-transit projects کے جو یہ دو ہیں، یہ صرف loan ہیں چائیز گورنمنٹ سے جو کہ پاکستان نہیں بلکہ گورنمنٹ آف بلوچستان نے لوٹانے ہوں گے۔ اور قیمت کتنی ہے؟ لگ بھگ 2 بلین ڈالر زمین پٹ فیڈر اور mass-transit کا ماشاء اللہ منصوبہ بھی آپ دیکھیں کہ اس کی جب ہم آئے، جب ان سے ہم نے یہ دریافت کی ”کہ یہ جو آپ کی نئی بوگیاں ہیں، یہ اس platform Consultant پر چلیں گی یا نیا platform بنے گا؟“ تو وہ کہتے ہیں ”جی کہ کچھ نئے بنیں گے اور کچھ پرانے“۔ تو ہم نے کہا ”کہ ایک پڑی پر پرانی بوگی ریلوے کا بھی چلے گا اور آپ کا نیا والا بھی چلے گا یہ کیسے ممکن ہے؟ یہ ignda، یہ کسی اور platform کا ہے۔ وہ پرانے زمانے کا design ہے؟“ تو کہتے ہیں ”جی Consultants نے اس پر کچھ رائے بنائی ہو گئی“ پٹ فیڈر کی آپ بات کر رہے ہیں 50 ارب روپے کا وہ loan ہے جو حکومت بلوچستان نے دینا تھا۔ کیا plan تھا؟ کہ 4 ہزار فٹ کی بلندی پر پٹ فیڈر سے پمپ کر کے اُس کو یہاں لانا تھا۔ 11 pumping stations ہیں۔ اور پانی آگے پہنچنا تھا۔ پہلی بات پٹ فیڈر پر خود ہی پانی کا اتنا بڑا مسئلہ ہے۔ 3 سو کلومیٹر نیچے میں جتنے علاقوں آتے ہیں وہ خود پانی، پسمندہ اور دُور۔ 11 pumping stations کے پانی کا اتنا بڑا مسئلہ ہے۔ جس میں سے ایک بھی خراب ہو جائے تو باقی سارے ناکارہ۔ اور ہم اتنے خوشی سے، یہاں ہماری ماضی کی گورنمنٹ سے 10 ٹیوب ویل تو چل نہیں سکتے۔ اتنی چوری ہم کپڑنہیں سکتے۔ 3 سو کلومیٹر پر نشک آدھ بھی ہے اور ضرورت بھی ہے اُس پلاسٹک کے پانی کے پائپ کو، ہم یہ سوچ رہے تھے کہ کوئی سوراخ نہیں کریگا۔ آپ کی بھاگ ناڑی کی طرف جس پر بڑا آج کل شور بھی ہے۔ کوئی بات بھی ہے۔ یہاں ہماری پائپ لائن کا جو network چارہ ہے۔ لوگوں کے پاس پانی نہیں، اُسی پائپ لائن کو توڑا ہوا ہے۔ ہر جگہ سے وہ ٹوٹا ہوا ہے۔ 100 سے زیادہ جگہوں پر وہ ٹوٹا ہوا ہے۔ تو ہم یہ سوچ رہے تھے کہ وہاں سے پائپ لائن آئے گی۔ 200 جگہوں سے وہاں اُس کے سوراخ ہوں گے۔ اور کوئی میں پانی پہنچے گا۔ ناممکن بات ہے۔ آپ نے بنانا تھا برج عزیز بناتے، آپ نے بنانا تھا کوئی کے تین اور ڈیم بناتے۔ اُس پر تو کسی نے کام ہی نہیں کیا لیکن ہم نے mass-transit کے لیے 120 ارب روپے کا loan میا زیادہ بہتر سمجھا۔ اور 40 ارب روپے کا ایک دوسرا project اور پھر ہم یہ کہتے ہیں ”کسی پیک کے project تھے“۔ یہی پیک کے project نہیں تھے۔ یہی پیک کا نام تھا۔ لیکن یہ لوں گورنمنٹ آف بلوچستان ایک بینک سے لے رہی تھی۔ اور

اُس بینک کو یہ loan ادائی تھا۔ جی تو اگر اس طرح کے منصوبے ہم نے لینے تھے تو ہم نے گرانٹ کیوں نہیں لیا۔ سکھر to حیدر آباد جیسا رودھم نے کیوں نہیں بنایا؟ موڑوے ہم نے کیوں نہیں بنایا؟ تم پاور پلانت جس طرح پنجاب نے بنایا ہم نے کیوں نہیں بنایا؟ اس طرح دو تین ارب ڈالر کا yellow train concept تھا۔ اُس پر ہم پورے بلوجستان کو بنا سکتے تھے۔ یہ زیرے صاحب! میں صرف اس لیے بات نہیں کر رہا تھا۔ کہ آپ کی اپنی مجبوریاں ہوں گی۔۔۔ (مداخلت) وہ نہیں مثال ہے۔ جی جی، میں اُس پر بھی بات کروں گا۔ جی بالکل میں آپ کی اُس پر بھی آسکتا ہوں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ سارے اختیارات صوبائی حکومت کے فیصلے تھے۔ وفاق نے ایک بھی نہیں تھوپا آپ پر۔ یہ ساری چیزیں آپ نے خود منظور کرائیں۔ حکومت بلوجستان نے کرائیں۔ آپ کی caninet نے کرائیں۔ ان میں سے ایک اسکیم JWG، JWP جو joint working group ہے اُس میں صوبہ اپنی اسکیم لے جاتی ہے۔ وفاق نے نہیں تھوپا آپ پر ہم لے گئے۔ غلط لے گئے۔ آج بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو انہوں نے کہا جی بس یہ دو اسکیمیں بنی ہیں، بس سی پیک میں آپ کے لیے۔ جی، میں آتا ہوں۔ جی۔۔۔ (مداخلت) میں آتا ہوں۔ میں اپنیکر صاحب! کو مخاطب کر کے بات کر رہا ہوں۔ جی بالکل، میں ابھی اپنی بات complete کروں۔

میر اسد اللہ بلوج (وزیر حکومہ خوارک): جناب اپنیکر! ممبر بیٹھ کر بات کر رہے ہیں، ایک آداب ہوتا ہے۔ سی ایم صاحب بات کر رہے ہیں۔ اُس کے بعد کسی نے بات کرنی ہے وہ بات کرے۔ بیٹھ کر نہیں کر سکتا۔

جناب قائد ایوان: میں خود ہی جواب دے دیتا ہوں۔ بہتر ہو کے جی ہمارے اپوزیشن کے ممبر ہیں، ایک منٹ جی میں بات کر رہا ہوں جناب شاء صاحب! آپ کی بات کے دوران ہم نے بات نہیں کی ہے۔ آپ kindly میرے خیال سے تھوڑا صابر کریں۔

جناب قائم مقام اپنیکر: سی ایم صاحب! آپ بات کر لیں۔ شاء بلوج صاحب! آپ کو اگر کوئی بات کرنی ہے تو اس کے بعد بیٹھ کریں۔ وہ بات کر رہے ہیں، اسی حوالے سے آپ شاء بلوج صاحب! اگر آپ کو بات کرنی ہے تو بعد میں آپ کو موقع دیتے ہیں۔۔۔ (مداخلت)

جناب قائد ایوان: جی جی، بہتر ہو گا ”کہ کیونکہ ہم نے کبھی یہ روشن نہیں رکھی کہ آپ بات کریں اور ہم بیچ میں کھڑے ہو کر بات کریں“ آپ کی بات ہم نے سنی، آپ ہماری بات سن لیں۔ آپ کا point آئے گا، آپ اپنی point ہر لحاظ سے رکھیں۔ سیاسی رکھیں، اُس کے بھی جوابات ہیں۔ وہ ہے تو میں کہنا یہ چاہ رہا ہوں کہ سی پیک کے حوالے سے ہم نے stand لیا ہے۔ وفاقی حکومت کے ساتھ لیا ہے۔ وفاقی پی ایس ڈی پی میں لیا ہے۔ وفاقی

پی ایس ڈی پی میں بھی بلوجستان کا کوئی خاص share نہیں ہے۔ اُس کے لیے بھی ہم نے اُن سے بات کی ہے کہ یہ ساری چیزوں کو ہم نے حل کرنا ہے۔ جہاں تک جس حوالے سے بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جن کے اوپر میرا خیال میرے دوست اشارہ کر رہے ہیں۔ میں وہ اشارہ بہت صحیح طریقے سے سمجھ بھی رہا ہوں۔ لیکن دیکھیں! ہم نے شائد بلوجستان عوامی پارٹی کا concept شاید آج بھی ہم پہلے دن کی طرح پھر سے واضح کرنا پڑے گا۔ ہم نے نہ صرف احتجاج نہیں کی ہے بلکہ ہم نے بہت ساری چیزیں اُس دور میں بھی کی ہیں۔ اور کسی ایک point پر آکے وہ burst-out ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آج آپ کے بھی اندر ایسے دوست ہوں، ایک دن میں کوئی فیصلہ نہیں ہوتا کہ میں آپ کے ساتھ ہوں یا نہیں۔ آپ ہی کے پارٹی کے لوگوں نے آپ کو بھی چھوڑا ہے۔ تو ظاہر سی بات وہ فقرہ بن جاتا ہے وہ ایک relationship بنتی ہے۔ بہت سارے لوگ نہیں رہ سکتے۔ اور ان چیزوں پر اُس وقت بھی آج بھی ریکارڈ پر ہے۔ اگر یہ کہتے ہیں، نہیں نواز شریف صاحب ہوں یا شاہد خاقان صاحب ہوں۔ وزیراً عظم ہو۔ اُس وقت بھی بلوجستان کے ہمارے بہت سارے ممبرز، اس side سے بھی ہمارے side سے بھی بار بار گئے اور ایک طریقے کا رسے ہمیشہ اپنا احتجاج ہر لحاظ سے بھی کیا۔ ٹینشنل پارٹی کے ممبران نے بھی کیا، PK-MAP کے ممبران نے بھی کیا۔ آپ کی پارٹی چونکہ نہیں تھی لیکن بہت ساری پارٹیوں نے اپنا احتجاج کیا۔ لیکن جس حد تک پارٹی لیڈر شپ اُنکے ساتھ تھی، پارٹی لیڈر شپ کا ایک پورا طریقہ کا رہتا۔ اسی طرح بلوجستان عوامی پارٹی اور دوسرے لوگ پھر ان پارٹیوں سے جدا ہو گئے۔ ہم نے اپنا طریقہ کا رخود بنایا۔ اُس میں time لگا۔ جو بھی طریقہ کا رہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے دیکھیں جی میں point scoring اس پر نہیں کرنا چاہتا۔ ”کہ یہ ہماری کار کردگی ہے“، ہم یہ کام کی طرف مخت کر رہے ہیں۔ ہماری position ہے سرکار کی۔ سرکار اپنی ذمہ دالیوں کو بھی صحیحتی ہے۔ اور کریگی۔ آپ اپنی ذمہ داریاں ہے۔ آپ yes highlight کریں گے۔ آپ criticize کریں گے، آپ بات کریں گے۔ آپ نکتہ چینی کریں گے۔ آپ کا پورا حق ہے اور کبھی نہیں کہیں گے کہ اپوزیشن اپنا یہ کام نہیں کرے۔ بالکل کریں۔ ہم تو بار بار یہ کہہ رہے تھے کہ آپ committees standing committees بنائیں، اُس میں آپ اپنا believe رکھتے تو ہم یہ چیزیں نہ کرتے۔ ہم believe کریں گے اور ہم یہ face کریں گے اور اپنا defend بھی کریں گے۔ تو ایک چیز آخر میں ہے جی بہت سارے ہم نے drought کے حوالے سے۔ میں خود ابھی نصیر آباد میں تھا۔ نیچ میں پھر ایک controversial بات آئی۔ پہلے بھی ہوئی ابھی بھی ہوئی۔ خیر ہم نے نصیر آباد کا دورہ لگایا۔ میں چھوٹی سے بات آپ کو بتاتا ہوں۔ کہ نصیر آباد ڈویژن جو کہ ایک بہت بڑا ڈویژن

ہیڈ کوارٹر ہے آج پہلی دفعہ دس سال بعد اسکے ہاسپیت میں سر جری ہوئی ہے۔ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر جو کہ سندھ کے بارڈر کے بالکل قریب ہے۔ آج اُس ڈویژن کیا ایک سوچوالیں non-functional schools کو ان ساڑھے تین مہینوں میں functional کیا گیا ہے۔ آج پہلی دفعہ 80 لاکھ روپے non-attendance of teachers کے حوالے سے اُنکی تخلیخا ہوں سے کاملاً گیا ہے۔ آج اس طرح بہت سارے گائی سیکشن کے surgeries ان جگہوں پر ہوئے ہیں۔ یہ کیوں ہوئے؟ یہ ماضی میں بھی تھے۔ جیسے مجھ سے کسی نے سوال کیا ”کہ یہ تو جی! ڈیپارٹمنٹ کا کام تھا۔ اُس میں آپ لوگوں نے کیا کیا؟ تو میں نے کہا“ کہ ڈیپارٹمنٹ ہی ہمارے ہیں۔ یہ ماضی میں جن کے پاس تھے، انہوں نے شاید اُن سے کام نہیں لیا۔ ہم نے پہلی دفعہ کام لیا ہے، اور اس طرح آج law and order کے حوالے سے بھی آپ دیکھ لیں۔ کہ جس طرح ڈاکٹر صاحب کا واقعہ ہے۔ اس پر ہم یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ بالکل ایک واقعہ ہے بلوچستان میں نامناسب واقعہ ہوا ہے۔ ابھی نصیر آباد میں واقعہ ہوا تھا۔ ہمارے دوست بیٹھے ہیں، انکے علاقے لوگوں کی ایک industrialist کی لاش مستونگ کی طرف سے ملی تھی۔ اُس کی انکوئری چل رہی ہے پورا طریقہ کا رچل رہا ہے، ہم ان سب چیزوں کو as top priority پر بالکل ہم نے لیا ہوا ہے۔ اور انکو ہم ایڈریس بھی کر رہے ہیں اور ان کو ہم کریں گے، ہر لحاظ سے، ہر ڈسٹرکٹ میں چاہے آپکا ڈسٹرکٹ کیوں نہ ہو۔ جس طرح آپ نے اپنی بات بالکل، ہمارے ریکی صاحب نے صحیح کی کہ وہ چیزیں بالکل ہیں۔ جہاں کسی آفسر کی شکایت آئے گئی۔ اپنی پروفیشنل صحیح نہیں کریا اُس کو بالکل چنچ کیا جائے گا۔ اور ایک بات ہے جی ایڈمنیسٹریشن، یہ decision ہوتے ہیں۔ یقینی جہاں ہم یہ بات کر رہے ہیں۔ کہ ہماری شاید پرشل رائے نہیں ہیں۔ تو یہ اصلاح بھی کسی کے پرشنل نہیں ہیں۔ گورنمنٹ کی jurisdiction میں ضرور آتے ہیں۔ گورنمنٹ ہے اچھی، بُرے ہم ہیں۔ آپ کو ہم اچھے لگیں یا نہ، ہم اس جگہ پر بیٹھے ہیں۔ اللہ آپ کو یہ نصیب کرے ہم شاید آپ کو برے لگیں یا آپ ہمیں اچھے لگیں لیکن اگر ہم ہیں ہماری ذمہ داریاں ہیں۔ ہم اپنی ذمہ داریاں ضرور پورا کریں گے۔ اور اسکے حوالے سے جو بھی right decision correct ہو گا۔ 100% decision correct ہوتی ہے۔ اچھے آفسر لگتے ہیں۔ نہیں لگتے شکایتیں آتی ہیں چیزوں کو دیکھا جاتا ہے اُن کے اوپر ہم action بھی لیں گے اور اس پر ایک منصوبہ بندی بھی کریں گے اور طریقہ کار بھی بنائیں گے۔ میں مزید انہیں لینا چاہوں گا لیکن اس بات پر کہ گورنمنٹ آف بلوچستان اپنی ہر حوالے سے اپنی ذمہ داروں کے حوالے سے seriousness ہے ہماری۔ ہم اس لیے بار بار cabinets کی meetings کر رہے ہیں تاکہ ہمارے پاس بلوچستان کی legislations, Rules, Laws, Acts ہیں تاکہ ہم انکو جلد سے جلد کریں۔

تاکہ ان چیزوں کا affect trickle آہستہ آہستہ عوام تک بھی جاسکیں۔ پی ایس ڈی پی میں بھی آپ انشاء اللہ دیکھیں گے کہ جلد اس پر کام شروع ہو گا۔ اب یو کیشن کا ایک بہت اچھا پروگرم آرہا ہے جس میں ہائی اسکولز کی عمارتیں بنیں گی ٹیل اسکولز کی بنیں گیں۔ شیلر زکی بنے گی۔ ہیاتھ میں ایک پروگرم لارہے ہیں انڈومنٹ فنڈ، ہم نے ایک بہت بڑا بنا لیا ہے۔ جس میں ہر علاقے کے سو شیلر میں ہر لحاظ سے لوگوں کی مدد کی جائے گی۔ یہ ایک بہت بڑا پیچھہ ہے، انشاء اللہ یہ آئے گا اور ہم سب کے اصلاح میں آئے گا ہمارے لوگ اُس سے مستفید ہوں گے، سب لوگ اُس سے مستفید ہوں گے۔ بہت بہت شکریہ۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ جام صاحب۔ جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: میں وضاحت ضروری سمجھتا ہوں۔ جناب اسپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے تقریر کی یہاں کا حق ہے انہوں نے تقید کی نشتر گز شدید حکومت پر بر سائے ٹھیک ہے۔ یقیناً، اب ہم دیکھیں گے کہ آئندہ آنے والے پانچ سالوں میں یہ حکومت کیا کارکردگی دکھائے گی؟ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلی حکومت نے کم از کم قوانین کے حوالے سے ہم نے 70 قوانین اس اسمبلی کے فلور پر پاس کیئے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب! آپ ماضی کی باتوں کو چھوڑ دیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں ماضی کی نہیں جناب اسپیکر! آپ تھک گئے ہیں۔ آپ تھک نہیں جائیں چونکہ ہماری پارٹی کا نام لیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: نہیں، تھکنے والی بات نہیں ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! ایسا نہیں ہے، ہم اتنے صبر سے ان کو سُنا ہمیں بھی صبر سے سُنا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آپ کو صحیح سے صبر سے سُن رہے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں نہیں، میں اسمبلی کی روپرکی بات کر رہا ہوں۔ میں جس روز کا حوالہ دے رہا ہوں۔ مجھے حق ہے کہ میں اپنی بات کروں۔ جناب اسپیکر! پچھلی ڈور حکومت میں پانچ سالوں میں ہم نے 70 قوانین پاس کئے ہیں۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ ایک اسمبلی جو دراصل قانون ساز ادارہ ہوتا ہے۔ اس قانون ساز ادارے نے اپنا کام مکمل کیا ہے۔ ہم نے اس اسمبلی کا اجلاس دس، دس، گیارہ، گیارہ گھنٹے بھی چلا�ا ہے۔ ہم نے سیر حاصل بحث کی ہے۔ ہم نے اس وقت اسٹینڈنگ کمیٹیوں کے ذریعے، ہم نے قوانین منظور کئے۔ نہ کہ یہاں قانون لا کر کے پانچ منٹوں میں، نہ کسی ممبر نے پڑھا ہے، نہ کسی وزیر صاحب نے پڑھا ہے۔ انہوں نے آ کر کے یہاں سے ان تین ماہ میں انہوں نے جو قوانین پاس کیے ہیں۔ جو ایک، دو قوانین پاس کیے ہیں۔ وہ

کسی اسٹینڈنگ کمیٹی کے پاس کی گئی ہیں۔ جناب اپیکر! جن قوانین کی وزیر اعلیٰ صاحب بات کی ”کہ ہم without لا رہے ہیں،“ میں آپ کو بتا تا چلوں جناب! کہ وہ قوانین انشاء اللہ آپ کی حکومت کو لے ڈو بے گی۔ ظاہر تو آپ ایسا دکھائی دے رہے ہیں۔ لیکن آپ کی قوانین پشتوں دشمن ہوں گے، ہاں وہ پشتوں دشمن قوانین ہوں گے۔ وہ آپ پشتوں کو اس صوبے سے آپ، ان کی اختیارات آپ کم کر رہے ہیں۔ وہ قوانین آپ لارہے ہیں۔ اور ہم نے۔۔۔ (مداخلت) آپ مجھے سنئیں۔ آپ اتنا وہ نہیں کریں۔

سردار عبدالرحمن کھجوران (صوبائی وزیر): ہم سمجھتے ہیں کہ بلوچستان میں جو بھی آباد ہیں۔

جناب قائم مقام اپیکر: سردار صاحب! آپ تشریف رکھیں ابھی ختم کرتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: یہ میں سنیں ناں یہ میں کیوں نہیں سن رہے ہیں؟۔۔۔ (مداخلت) جناب اپیکر! آپ انہیں روکیں۔

جناب قائم مقام اپیکر: سردار صاحب! بس ختم کرتے ہیں۔ زیرے صاحب! دیکھیں آج کا جو ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے پانچ ہزار طالب علموں کو این لیں کے ذریعے بھرتی کرائے۔ این لیں کے ذریعے قبل لوگوں کو ہم نے بھرتی کرائے۔ یہ ہماری حکومت تھی۔ ہم نے لوار الائی میں میڈیکل کالج بنایا۔ ہم نے لوار الائی میں یونیورسٹی بنائی ہے۔ ہم نے تربت میں میڈیکل کالج اور یونیورسٹی بنائی۔ خضدار میں۔ یہ رہی ہماری حکومت کی وہ کارنامہ۔ ہم نے بینو ولیم فڈ اسٹوڈنٹس کے لئے بنائی۔ سات ارب روپے آج اُس میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہزاروں اسٹوڈنٹس اُس سے سالانہ مستفید ہو رہے ہیں۔ یہ آپ کی حکومت ہے۔ میں نہیں سمجھ رہا کہ وزیر اعلیٰ صاحب! پچھلے ڈور میں وہ پانچ سال وہ حکومت میں تھے۔ وہ جس وزیر اعظم کی وہ بات کر رہے ہیں۔ آج ان کے خلاف بات کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ وہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس وقت تو انہوں نے کچھ نہیں کہا۔ اُس وقت ہونا یہ چاہئے تھا کہ وہ resign کرتے۔ جناب اپیکر! آج وہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی کی صفائی۔ آج کوئی میٹرو پولیٹن کار پوریشن میں جو مشینری پڑی ہوئی ہے۔۔۔ (مداخلت) آپ سنیں ناں

جناب وزیر صاحب! آپ برداشت کا مادہ پیدا کریں اپنے اندر۔

جناب قائم مقام اپیکر: زیرے صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: میں سمجھتا ہوں کہ، آج کوئی میٹرو پولیٹن کار پوریشن میں جو مشینری آئی ہوئی ہے، 70 کروڑ روپے کی۔ وہ ہماری حکومت نے دی ہے۔ آج جب کوئی میں صفائی ہو رہی وہ اُس مشینری کے ذریعے ہو رہی ہے۔ آج وہ کہہ رہے ہیں اپنے آپ کو بڑا، وہ اپنے آپ کو کریڈٹ دے رہا ہے” کہ ہم نے mass

transit کو جو ہے سی پیک سے نکلا۔ یہ بڑا کام ہم نے کیا، آپ نے دشمنی کی۔ اس شہر سے آپ نے کوئی نہ دشمنی کی۔ ہم دیکھیں گے کہ آنے والے سالوں میں آپ کی حکومت کیا کارکردگی دکھائے گی؟

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب! تشریف رکھیں! میں اب اجلاس ختم کرتا ہوں بس ثناء بلوج صاحب! آپ تشریف رکھیں، مزید گنجائش نہیں ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جس طرح انہوں نے کہا کہ وہ سب باتیں جو ہے ناں وہ مفرضوں پر مبنی ہے۔ ہماری عوام مخوبی جانتے ہیں کہ ان مفرضوں کا کیا ہوگا۔

جناب ثناء اللہ بلوج: جناب اسپیکر! ذاتی اختلافات اور عناد نہیں ہیں۔ ہم سب بیٹھے ہیں، جس طرح جام صاحب نے کہا اس صوبے کی بہتری اور اس صوبے کی خوشحالی کے لئے۔ اور اگر جو چیزیں خوشحالی اور بہتری کیلئے آپ کی طرف سے آئیں گی، ہم نے پہلے کہا کہ جتنے بھی initiative کا آپ نے ذکر کیا گو کہ آپ نے بڑے بڑے nature کے، اس پی ایس ڈی پی کی ہو، وہ initiative اسیبلی میں ہمارا تھا۔ NFC کا، initiative کا، initiative drought کا اور ہم ابھی بھی کہہ رہے ہیں۔ کھلے دل سے کہ یہاں ہماری ذاتی عناد اور اختلاف کسی کے ساتھ نہیں ہیں۔ کچھ چیزوں کا ذکر، کیونکہ اس طرح ہورا تھا اس فورم کیلئے، میڈیا کیلئے، کہ لگ ایسا رہا تھا جیسا کوئی پانچ سال سے ہم حکومت میں بیٹھے ہیں۔ میں سمجھ رہا تھا کہ شاید پانچ سال سے پچھلی حکومت میں میں تھا۔ لیکن صرف ریکارڈ کی درستگی کیلئے۔ پچھلے پانچ سال مسلم لیگ (ن) کی حکومت وفاق میں تھی۔ اور جام صاحب جو ہیں، وہ وزیر مملکت تھے مجھے یقین ہیں کہ انہوں نے بالکل وہاں اعتراضات اٹھائے ہوں گے۔ وہاں احتجاج کیا ہوگا۔ لیکن وہ احتجاج اور اعتراضات میڈیا میں، کتابوں میں، جرائد میں ہمیں دیکھنے کو نہیں ملی۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں بلوچستان میں حکومت مسلم لیگ (ن) اور انکی اتحادیوں کی تھی۔ جن کی جو کارکردگی تھی، وہ گزر گئی۔ جام صاحب نے اپنے جن initiatives کا ذکر کیا ہے۔ we appreciate it. اگر کچھ چیزیں ہیں جن سے بلوچستان میں overall legislative مخالفت نہیں کی۔ آپ نے دیکھا ہوگا ہم نے وہ issues لیکن گورنمنس جو ہے، حکمرانی، اس سے بڑھ کر کچھ چیزوں کا نام ہے۔ عوام کو محسوس ہو کہ ایک خیرخواہ حکومت آتی ہے۔ روزگار کے موقع پیدا ہوئے ہیں۔ عدل و انصاف کا ماحول بن گیا ہے۔ عدالتیں کام کر رہی ہیں۔ ہسپتال کی حالت بہتر ہو گئی ہے۔ اسکو لوں کی بہتری ہو گی سڑکوں پر حادثات کم ہو گئے ہیں۔ پینے کا صاف پانی میسر آ گیا ہے۔ دیکھیں! کچھ چیزیں اور بھی ہیں حکمرانی میں، جو سب سے زیادہ visible ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں، بلوچستان تکلیف دہ مرحلے سے گزر رہا ہے۔ انشاء اللہ اس کو

آگے بڑھائیں گے۔ اسی نوٹ کے ساتھ کوئی ایسی بات نہیں انشاء اللہ تعالیٰ میں نہیں۔ پیار اور محبت سے ہم اپوزیشن کا کردار ادا کریں گے۔ آپ پیار محبت سے حکمرانی اور حکومت کریں۔ لیکن یہ ہے کہ بلوچستان کے معاملات پر ہم نے کسی صورت نہیں کرنا ہے۔ thank you very much compromise

جناب قائم مقام اسپیکر: میں معزز اراکین اسمبلی کی آگاہی کے لئے بتاتا چلوں کہ معزز اراکین جو بھی ایوان میں بات کرتے ہیں۔ بحث کرتے ہیں۔ یہ proceedings کا حصہ بن جاتے ہیں۔ تو لہذا اپنے الفاظ کے ساتھ تھوڑا خیال رکھیں۔

اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 21 دسمبر 2018ء بوقت سہ پہر 3:00 بجے تک کیلئے متوقی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 07:00 بجکر 45 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)



18 دسمبر 2018ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

80

18 دسمبر 2018ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

81